یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃً نصوحاً

مثنوی

توبۃ النصوح منظوم

سنہ ۱۳۲۷ھ
اسم تاریخی

مفادِ آخرت

مصنفہ

عالیجناب شاعر شیرین مقال ثانیٔ سحبان مولوی سید امیر حسن صاحب
المتخلص بفروغ لکھنوی وکیل ہائی کورٹ نظام حیدر آباد دکن

زیر نگرانی

حق گو و حق شناس جناب مولوی غلام عباس صاحب
مہتمم امامیہ جنرل بک ایجنسی لاہور

[illegible] لاہور میں باہتمام [illegible] داس صاحب منیجر چھپا

گلی از گلشن پیغمبر است این



نهال بوستان حیدر است این

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالے عز اسمہ

حمد معبود کا ارادہ ہے
نہ کبھی طے ہو یہ وہ جادہ ہے

کیا بشر کر سکے خدا کی صفات
وہ مثل ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات

متغیر ہے حرف کی حالت
بسملِ بیچون سی ہے حرکت

تھرتھراتا ہے خامہ صورتِ بید
ڈر سے قرطاس کا ہے رنگ سفید

اب نہیں عقل کے حواس بجا
چھپ رہی جا کے سر میں فکرِ رسا

رعشہ ہاتھوں کو ہے بوقتِ رقم
کانپتی نکلی ہے صریرِ قلم

تھرتھراتی ہے شاعری کی زمیں
نقطے ہیں یہ نہیں گوشہ نشین

چھا گیا خوفِ خالقِ بیچون
ڈر کے الفاظ میں چھپے مضمون

جادۂ حمد میں بڑھا کے قدم
سجدے کرتا ہے جھک کے سرِ قلم

حال میرا [illegible] سطر سے روشن
نہ یہ الفاظ [illegible] ہیں [illegible]

راستہ ۔ بگڑی ہوئی ۔ ہلی ہوئی ۔ کاغذ ۔ آواز ۔ درمیان والے ۔ [illegible]

خامہ ہر گام پر بہکتا ہے | پاؤں کے بھے [illegible]
[illegible]ائے کریم و ذوالاحسان | مشکل راہ حم[illegible]
[illegible] لم یلد و لم یولد | وحدہ لا شریک و رب [illegible]
تجکو پہچان کون سکتا ہے | بے تغیر و عدیل و یکتا ہے
سب پہ تقدیم تجکو ہر دم ہے | سب مؤخر ہیں تو مقدم ہے
جان مضغہ میں ڈالنے والا | رحم مادر میں پالنے والا
سب سے پرتو ترا نرالا ہے | ہر اندھیرے کا تو اوجالا ہے
نور تیرا زمیں سے تا بہ فلک | جلوہ تیرا فلک سے عرش تلک
فیض کا تیرے ہے رواں دریا | منہ صدف کا ہے موتیوں بھرا
بحر و بر میں تیری سخا کی پکار | پر جواہر ہے دامن کوہسار
رنگ تیری عطا کا ہے ہر سو | نخل میں پھول پھول میں خوشبو
کھولکر آنکھ نرگس بیمار | باغ قدرت کے دیکھتی ہے بہار
شاخہائے شجر نے گل پائے | جب ترے آگے ہاتھ پھیلائے
خم دیا تو نے زلف سنبل کو | حسن پھولوں کو عشق بلبل کو
ہر شجر برگ و بار سے ہے نہال | زرد گل سے چمن ہے مالا مال
ڈہنگ خوار ہیں گے سرا ہیں | سب زبان شکر کی نکالے ہیں
دہن گل سے آرزو شکر | وصف نکلا ہے تیرا ہو کے شکر
تیری طاعت میں سرو استادہ | تیرے سجدہ میں سبزہ افتادہ
ناز بخشا ہے مہ جبینوں کو | حسن تو نے دیا حسینوں کو
[illegible] ل صورت کے | کھیل ہیں سب یہ تیری قدرت کے

[illegible] تیرا کوئی شریک نہیں [illegible]

تیری ہی فیض وجود سے پائی
آنکھ نے شرم قد نے رعنائی

پھر دیا تو نے حسن میں اعجاز
چال میں ناز ناز میں انداز

دی مروت نگاہ جادو کو
طول زلفوں کو پیچ گیسو کو

در دندان کو آب دی تو نے
حسن عارض کو تاب دی تو نے

ابرویوں کو ناز تو نے دیا
عاشقوں کو نیاز تو نے دیا

فضل جس پر کیا کیا تو نے
جسکو جو کچھ دیا دیا تو نے

نعت سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ

کھولکر گیسو دن کو آ ساقی
کالی کالی اودھی گھٹا ساقی

آج پینے پلانے کی ہے بہار
ابر چھایا ہے پڑ رہی ہے پھوار

صبر کی تاب اب کہاں مجھکو
آرہی ہیں جمائیاں مجھکو

ناز ایسے بھی کس کو بھاتے ہیں
ہاتھ اور پاؤں ٹوٹے جاتے ہیں

یوں نہ انگڑائیاں میں کیوں ہر بار
مضمحل ہوں اتر رہا ہے خمار

ساقیا جلد بھر کے ساغر دے
بادۂ حب میر کوثر دے

نعت احمد کا جوش ہو مجھکو
بیہوشی میں بھی ہوش ہو مجھکو

نہیں یہ صوت قلقل مینا
شور صل علےٰ ہے صل علےٰ

ہے صریر قلم بھی مست نیاز
آرہی ہے درود کی آواز

محو وصف نبی زمانہ ہے
بلبلوں میں بھی یہ ترانہ ہے

نہیں غنچے جو چٹکتے ہیں دن رات
پڑھ رہے ہیں یہی یہ سب صلوات

صلی علےٰ محمد و آل محمد

...د اے محمدِ عربی / سید ہاشمی ...
...لانبیا شفیعِ امم / منبع جود و خلق ...
...خلق گنبدِ افلاک / سرورِ دو جہان شہ لو...
کیوں نہ بے سایہ ہو تنِ حضرت / نور میں ہوتی ہے کہیں ظلمت
میں تصدق فدا مرے ماں باپ / بندوں پر سایہ خدا ہیں آپ
آپ تا عرش و لامکان پہونچے / وہم پہنچے نہ واں جہان پہنچے
قابَ قوسین سے بھی لایا قریب / شوق محبوب و اشتیاق حبیب
بیچ میں تھا بس ایک پردہ نور / اس طرف آپ اُسطرف تھی حضور
شبِ معراج تھی کہ وصل کی شب / شوق کو روکتا تھا پاس ادب
حکم یہ تھا کہ اور پاس آؤ / رعب مانع ہیں ٹھہر جاؤ
کچھ محبت کے ہیں عجب انداز / ایک طرف ناز ایک طرف تھا نیاز
تھی اُدہر سے عطائے لطف عمیم / اور خمیدہ اُدھر سرِ تسلیم
شوق میں یاں کچھ اضطراب بھی تھا / ناز میں کچھ وہان حجاب بھی تھا
لیکے خلعت پھرے شبِ معراج / تھا شفاعت کا فرق پاک پہ تاج
کام بگڑے ہوئے بنا آئے / اپنی امت کو بخشوا آئے

مدح حضرت علی مرتضیٰ علیہ الصلوات والسلام

دو جہان میں ترا بھلا ساقی / کوئی جلوہ ہمیں پلا ساقی
میکدے کی سبو کی خم کی خیر / اب ہے فقر و تنگی اب تو حالت غیر

مطلب علیہ السلام سے یعنی تجلی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک وارد ہے یعنی اگر میں تجھ کو پیدا نہ کرتا
تو دو کون نہ بناتا ... [illegible]

تیرے در سے نہ جائینگے محروم
ہو رہ مجھکو کبھی نہیں گھیرا
جلد لا جام تو جے ساقی
میکدہ کو تیرے وقار رہے
ساقیا تو یہ اور دینا ہو
دیکے اک جام یہ دعا ساقی
دیکھ مژدہ صبا یہ لائی ہے
چرخ پر چھائی ہے گھٹا گھنگھور
ہیں عروسان باغ جوبن پر
رنگ بدلے ہوئے چمن کے ہیں
اب تجے چاندی ہے تیری آ گلچین
لطف سبزہ نئے دکھاتا ہے
ڈالیون کے نہیں ہیں تھمتے ہاتھ
بھاگئی ہیں ادائیں پھولوں کی
ہنس شبنم کے قطرے سبزے پر
جھبسے ٹھنڈی ہوا کے آتے ہیں
ہیں گل سرخ پان کھائے ہوئے
کھلکے پھولونے اپنی منقارین
عشق شمشاد سے جتاتی ہیں
مشتعل ہے چمن میں آتش گل

آگے اب ٹلتے نہیں یا مقسوم
آٹھوین ساتوین کا ہے پھیرا
اب نہ اٹھیں گے بے پئے ساقی
اک زمانہ ہیں اعتبار رہے
رتبہ اعلے ہو بول بالا ہو
پیاس جلدی مجھیں بجھا ساقی
کہ چمن میں بہار آئی ہے
بلبلیں کر رہی ہیں باغ میں شور
سبھی پہنے ہیں پھولون کا زیور
ڈھیر گلہائے یاسمن کے ہیں
کوئی نقصان بھی باغبان کا نہیں
کہ خوشی میں پھہا ہی جاتا ہے
بڑھتے ہیں ہر گھڑی لپکتے ہاتھ
لے رہی ہیں بلائیں پھولوں کی
فرش مخمل میں ہیں سبزے کے کھیت
برگ سب تالیان بجاتے ہیں
اور سوسن دھڑی جمائے ہوئے
کیون نہ بلبل چمن میں چہکارین
بلبلین بڑھ بڑھ کے لپٹی جاتی ہیں
اور شبنم میں تر بہ تر سنبل

بوٹا … نما کر کھڑی ہے سر تو جھکائے — جیسے کوئی حسین …
…رن نہیں سماتے ہیں — گل پہ بھی اودی انگلیاں …
…یکھتے ہے چمن کی بہار — نکلی دوش صبا پہ ہے…
…ہے کے جھومتی ہیں — غنچوں کا منہ خوشی میں چوم جائے
…شاں پتوں میں ہے عجب گل کی — …بر محمل میں بیٹھی ہے لیلی
بید مجنوں کی بھی ہے بن آئی — …ئے رہا ہے چمن میں انگڑائی
موسم گل میں جوش مستی ہے — آجکل لطف مے پرستی ہے
ساقی گلعذار جلد پلا — اے تغافل شعار جلد پلا
لا صراحی تو رہیں بھر کر — بادہ حب ساقی کوثر
کرے خم غدیر سے لبریز — بھر دے جلد مرا لبریز بریز
ہوش میں پہنچے اسقدر ہیں ہم — یا علی یا علی زباں ہے کہیں
دل ہوا اس نام پاک کے قربان — قلب مومن کا چین راحت جان
بڑھ گیا شوق استماع کا جوش — وہ تڑپ کر دل آگیا تا گوش
نطق کو سب دعائیں دینے لگے — ہونٹ بوسے زباں کے لینے لگے
واہ کیا فیض نام پاک ہے واہ — عفو سب ہو گئے زبان کے گناہ
یا علی فخر انبیا ہیں آپ — دین و دنیا کے پیشوا ہیں آپ
آپ ہادی راہ ایماں ہیں — آپ پشت و پناہ ایمان ہیں
آپ ممتاز ہر نظر میں ہوئے — آپ پیدا خدا کے گھر میں ہوئے
آپ حاجت روائے عالم ہیں — آپ مشکلکشائے عالم ہیں
آپ اخی و وصی و نفس رسول — آپ خویش نبی و زوج بتول

… کار۔ بولنے کی طاقت۔ تنہائی۔ عزیز اور داماد۔

کیا لکھوں میں کسی سے کیا ہیں آپ | مظہر شان کبریا ہیں آپ
جب لڑے آپ یا شجاع امام | کیوں قوی ہو نہ بازوئے اسلام
کر گئے عمرو ابن عبدود کو ہلاک | سینۂ کفر کو کیا صد چاک
سر اصنام کعبہ میں پھوڑ کر | چڑھ کے دوش نبی پہ بت توڑ کر
سینۂ پاک ہے خزینۂ علم | آپ ہی ہیں در مدینۂ علم
خوب آگاہ سب حضور سے ہیں | احمد اور آپ ایک نور سے ہیں
اس محبت پہ آپ کی ہیں فدا | شب معراج بھی رہے نہ جدا
کھل گیا در وسیلے نکلتے ہی ہاتھ | کہہ دیا حشر جگہ نبی کا ساتھ
آپ سے بڑھ کر یا علی ولی | نہیں واللہ کوئی بعد نبی
کیا فضیلت یہ ہاتھ آئی ہے | زوجہ خیر النسا سے پائی ہے
آپ جسکو اوڑھائی رب قدیر | دست قدرت سے چادر تطہیر
کسکی توقیر ہے یہ ان کے سوا | عرش پر جس کا عقد حق نے پڑھا
رتبہ داں ہے عجیب رسول کریم | ورنہ آپ اور بیٹی کے تعظیم
انکی عزت کا ہل اتی ہے گواہ | ہل اتی گیا کہ خود خدا ہے گواہ
پاس ان کا یہ حق کو تھا منظور | سورہ بھر میں نہیں ہے ذکر حور
مرتبہ اور اس سے بڑھ کے ہو کیا | کفو جن کا بجز حضور نہ تھا
ایسے ہی بخشنے حق نے نور العین | جیسے نائب رسول کے حسنین
دونوں شہزادہ بلند وقار | ہیں جوانان خلد کے سردار
دو نو خستہ و ماہ پارہ عرش | دو نو زیبندہ گوشوارہ عرش

[illegible]

دو تو جب روز حشر آئینگے / امت جد کو [illegible]

صلے [illegible] در دو دائم باد / بہ محمد و آلہ الامجاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible] دہلی میں ہیضہ کی بیماری بہت سخت آئی نصوح سے ہیضہ کیا او[illegible] [illegible]ت مرگ قریب ہے یاس کے عالم میں اوسکو مواخذہ عاقبت کا [illegible] بندھا۔ ڈاکٹر نے اوسکو خواب آور دوا دی تھی سو گیا تو وہی القصور اوس [illegible] خواب موحش بشکل نظر آیا۔

شہر دہلی میں کہتے ہیں ایک سال / زور ہیضہ کا تھا یہ دور از حال

لاش ہر سمت سے نکلتی تھی / سچ تو یہ ہے کہ گولی چلتی تھی

ہر گلی کوچہ میں یہی تھی پکار / گرم رہتا تھا موت کا بازار

ہر طرف موت ہی کے تھے ساماں / ہوئے جاتے تھے گھر کے گھر ویران

بھر گئے تھے اسی سے سب مکان / شور تھا کل من علیہا فان

ہے جو اک کوچہ حکیم بقا / اوس میں [illegible] کا صرف حال یہ تھا

تیس چالیس روز مرتے تھے / دار فانی سے کوچ کرتے تھے

گئے سب فرط غم سے ہو بے حال / خویش فقط گورکن تھے یا غسال

تھا ہر اک شخص اپنی حالت میں / شہر کا شہر تھا مصیبت میں

کل جہاں تھے کہ شور کی تھی پکار / آج سنسان تھے وہی بازار

لہ ہیضہ سے ہو [illegible] صاحب بزرگی [illegible] نام تخلص [illegible] بیدار [illegible] وحشت دلانیوالا
[illegible] سب کو فنا ہے [illegible] گورکن [illegible] دنیا کا [illegible] قبر کھودنے والا [illegible] مردہ [illegible]

...سے جہاں تھا نہ
...سر طرف آزار
دوستوں کا تھا ملنا جلنا بند
نہ عیادت کو کوئی جاتا تھا
...یول کھا کھا کے دن گزرتے تھے
...اور پاؤں میں تھی کسکے سکت
...ٹری سرد آہ کا بھرنا
...ماں کو سیر کا ماتم تھا
...روتا تھا دوستو کے لئے
...ں زمانہ میں جی کا مبتلا تھا
...یہ تھا کہ ایک سے آئی
...ایسے ڈر سے تھے ہیضہ سے
...ن کا اپنی اپنی دہر کا تھا
...دیا ہوا جو کوئی
...کی بھی آئی تھی نوبت
...ش تھی وبا یہ زور و شور
...حکیم اور ڈاکٹر نے تھک
...تھی عرصہ میں یہ حال ہوا
...سے سنئے یہی شکایت تھی
...تھا گر ایک شخص نیک خصال

اب وہ ... کو جنون میں تھا ویرانہ
سو وہ ... تھی چیخ تھی ...
بیمار رہتا تھا گھر میں ...
نہ کوئی تعزیت کو آتا ...
کھانے پی کیا سکتے تھے جو کوئی مرتے تھے
فاقہ کرتے تھے گھٹ گئی طاقت
مرنے والوں کو یاد بس کرنا
کسی بیٹے کو باپ کا غم تھا
اور کفن جاتے تھے کئی کے سے
تھا قضا کے پیام کا آنا
ڈھل گئی گردن آنکھ پتھرائی
سب کے مختل حواس خمسہ تھے
پھرتی تھی آنکھوں میں ہر اک کے قضا
پالی فرصت نہ بات کرنے کی
نہ وصیت کی ملتی تھی مہلت
ایک کہرام تھا بپا گھر گھر
رہی دو بو نے دو مہینے تک
شہر اجڑ سا گیا بلا تھی وبا
ہر زباں پر یہی حکایت تھی
کرتا تھا شکر آخر شوال

... پریشان ... نصف ... گیا ... خدا سے بر تر ہ

پر سبب اوسکے شکر کا یہ نہ تھا
کہ گھر اوسکا تھا اس بلا سے بچا

بلکہ اونکے یہاں کا حال یہ ہے
تین جو تھیں ہوئیں تھیں پے در پے

پڑھتا تھا یہ نماز صبح اُدھر
اور وضو کر رہے تھے باپ اُدھر

کرتے جبتک پہر نماز ادا
اتنے عرصہ میں باپ نے کی قضا

الغرض قبر میں انہیں رکھکر
آیا روتا ہوا الفصیح جو گھر

اسکے رشتہ کی ایک تھیں خالا
آکے اونکو بھی جان بحق پایا

تیسرے دن پھر آئی یہ آفت
گھر کی ماما بھی ہوگئی رخصت

شکر کا تھا مگر سبب کچھ اور
اُس نے اس امر پر کیا تھا غور

یہ بلا شہر میں جو آئی ہے
خلق کچھ اور رنگ لائی ہے

یاد حق میں ہر ایک ہے مشغول
دل سے لہو و لعب گئے ہیں بھول

وہ لوگ سب کہ ہیں عبادت کے
مردے اٹھے ہوئے ہیں غفلت کے

ہیں سبھی کار خیر میں سرگرم
سنگدل موم کی طرح سے ہیں نرم

نہ پڑہی عمر بھر جنہوں نے نماز
پیش حق خم کیا نہ فرق نیاز

پانچوں وقت اب وہ سر جھکاتے ہیں
دوڑتے مسجدوں میں جاتے ہیں

آگئی راستی طبیعت میں
رہی باقی کجی نہ طینت میں

موت ہر وقت ہے جو پیش نظر
کانپتے خوف حق سے ہیں تھر تھر

طور اب ہیں وہ زندگانی کے
جس کی تعلیم دی ہے مذہب نے

دل کا کچا بہت فصیح جو تھا
اول اول چلی تھی جب یہ ہوا

گرم بازاری اس کی سن سنکر
ہوگیا سرد مثل باد سحر

تھیں جو تدبیریں حفظ صحت کی
تا بمقدور اس نے کیں وہ سبھی

۱ مردہ ۲ قلمی ۳ گودستہ ۴ نیک کام ۵ نرم دل

تھا طاعون بھی جب سے بیشک
ہر جگہ پر چھڑک دیا سرکا
کوششیں خوب کیں صفائی کی
روز گندھک بھی وہ جلاتا تھا
اہتمام اس نے ہر طرح سے کیا
ہوتی تھی دونوں وقت ہلکی غذا
تھا دوا کا اثر بھی پیش نظر
سامنے جب طعام آتا تھا
جمع کرلیں تھیں دوائیں بھی اکثر
پاس رہتی تھی وہ بھی اسکے سوا
کیں فراہم دوائیں یونانی
لایا بازار سے لضوح شتاب
الغرض لاکھ بند و بست کیا
موت آتی ہے جب تو ٹلتی نہیں
ابتدا میں لضوح تک سیر
ہاں مگر اسکو ہوش آیا کب
ہوا مجبور جب وہ مرد خدا

ہوتا تھا تیز ہر غذا میں نمک
لا کے کافور طاقوں میں رکھا
سارے گھر میں پڑی سفیدی بھی
تا دھوئیں سے ہوا کی صاف ہوا
جب پیا پانی جوش دے کے پیا
روز کھاتا تھا پیاز اور سرکا
ورد بے ختم تھا آٹھ پہر
دیکھ کر استخارہ کھاتا تھا
کالرہیمس و کالرا مکسچر
ہے جو سلسن ڈراپس ایک دوا
جو کہ ہیں لاجواب و لاثانی
نارجیل و سکنجبین و گلاب
اسپہ بھی گھر غریب کا نہ بچا
طاق پر سب دوائیں رکھی ہیں
مطمئن تھا انہیں دوا دو پر
گھر میں یہ تین سانحے ہو جب
تن بہ تقدیر صبر و شکر کیا

غذا میں نمک زیادہ ہوتا سرکہ چھڑکنا کافور ہونا صفائی گندھک کا دھواں پیاز سرکہ حفظ صحت و دفع زہر [illegible]
[illegible] المصطفے و المرتضے و ابنہا [illegible] و الفاطمہ [illegible]
استخارہ عجیب مجرب [illegible] ہر سخت مشکل کام میں اس پر عمل کرنا بہتر ہے [illegible]
[illegible] استخارہ [illegible]
[illegible]
[illegible] وہ کام کرے اور [illegible] باقی رہیں تو [illegible] وہ کام جسکا قصد کیا ہے

[illegible] ایک آفت آئی تھی
[illegible] ہو گئے تھے نمک سیاہ
[illegible] ست تھے جو ایک امیر
[illegible] انہیں کا گھر تھا بڑا
[illegible] تی نہیں ہے گو باور
جبکہ مرتا ہے کوئی صاحب زر
دل میں لوگو تھی یہ بات جمی
دوپہر گھٹتا ہوا جو پاتی سے تھے
گھر میں اک دن فصیح نے یہ کہا
رات کو آج کھائینگے ہم بھی
غرض اس شب کو سبنے در دکھے
حسب معمول ہاتھ منہ دہو کر
اک پہر رات تھی ابھی باقی
پیٹ میں باد کے تھی کچھ ایسی جلن
حال یہ دیکھتے ہی گھبرایا
غلط کو سونگھ کر وہ ملنے لگا
دوسری کمست جو کیا مائل
کچھ او سو نت بن پڑا وہ گیا
لاکھ ٹالا کسی طرح نہ ٹلی
گھر میں سوتے تھے جتنے چھوٹے بڑے
دوڑ کے آگئے فصیح کے پاس

بیضہ کیا تھا قیامت آئی تھی
ہو گئے تھے ہی خاندان [illegible]
ہوئی اونکی قضا بھی دامنگیر
دوسرا تھا نہ ان کے ٹکر کا سقیر
پر کہا کرتے ہیں لوگ اکثر
نہیں رہتا ہو اسکے بد کا اثر
ورنہ ہولی چلی تھی یون بھی کبھی
مطمئن لوگ ہوتے جاتے تھے
زردہ کھائینگے جی ترس ہی گیا
چاولوں میں مگر رہی نہ کمی
کھایا چھوٹے بڑوں نے گھر بھر کے
سو رہے اپنے اپنے بستر پر
آنکھ اوس دم فصیح کی جو کھلی
آگ جیسے تنور میں روشن
اٹھتے ہی اٹھتے جی بھی متلایا
ننگے سر صحن میں ٹہلنے لگا
پر نہ اس سے بھی کچھ ہوا فصل
بازو ونکو بھی کس کے باندھ دیا
قے بڑے زور سے ایک آ ہی گئی
سب وہ گھبرا گئے چونک چونک کے
پر سکے سمجھا نہ ہے نہ حواس

گرم پانی سے منہ کو دھلوا کر
کوئی جلدی سے پنکھا جھلنے لگا
غم ہر ایک اپنے دل پہ سہتا تھا
کوئی بولا نظر کسی کی لگی
ایک نے پھر یہ دوسرے سے کہا
بولی ماں سو سہم ہے لوگو
باپ کے اس کے جو ہوا تھا نوکر
تھی ادھر یہ نصوح کی حالت
کہ وہ اے تھا کسیقدر تو ہراس
کہدیا تھا یہ اوس نے گھبرا کر
جی میرا سنسنایا جاتا ہے
سب کے ہوتے ہوئے آخر کار
ہوا انحراف ضعف تشنج بھی
دوڑ کر منہ اندھیرے ایک نوکر
ڈاکٹر صورت صدا آئی
بیٹھ کر اپنے سامنے ایک جوڑ
سارے گھر کے دعائیں لیتے تھے
حکم تیمار داروں کو یہ دیا
نیند بیمار کو اگر آجائے

پھر لٹایا اوسے مسہری پر
کوئی کپڑوں میں عطر ملنے لگا
جسکے جو جی میں آیا کہتا تھا
کوئی بولا برا تھا زردے میں گھی
ہے یہ سارا فساد کھیر حق کا
دوڑ کر سونف کا عرق لادو
وہ نہیں خوش خو اسکے جان دور
و تشنج ابھی تھا نہ غفلت
پر درست اوسکے سب تھے ہوش و حواس
اب میں کرتا ہوں اس جہان سے سفر
ابتو منہ کو کلیجہ آتا ہے
سب رودار ہو گئے اثار
خیر خستن دست تھے متصل
یوں شفاخانہ ہیمہ تھا جیسے گھر
ساتھ لیتے ہوئے دوا آ
چار پانچ دیا ہی پلائیں تابڑتوڑ
ایک شیشی عرق کی دیتے گئے
پاؤ گھنٹہ ابھی لبے سے دینا
نہ خبردار کوئی اسکو جگائے

۱ بدبختی ۲ عیدوں کا محاورہ ۳ اینٹھن ۴ اختر زہر ۵ ہاتھ پاؤں سرد
۶ پیاس ۷ آنکھوں میں گڑھے پڑ جانا ۸ محاورہ ۹ بھیجے کی بہبود گیست

سو گیا مریض اگر
سیجکر خبر دینا
ہا کر نصوح کو چادر
یتاب دل کو پانے تھے
تھی مگر جو نصوح کی حالت
گو مرض کا تھا اشتداد ہوا
شک غلط اسپہ غشی کا ہوتا تھا
ابتدا میں نصوح کا تھا یہ حال
موت سے روح کو جو تھا پرہیز
چاہتا تھا نہ اُس کا دل زنہار
حسن کی یہ رائے تھی نہیں ہو یا
زیست سے اپنی جب ہوا مایوس
یاس شکل قضا دکھانے لگی
موت کے طور سب ہوئے ظاہر
بس یقیں سے بدل گیا یہ گمان
موت کا اپنی جب یقین آیا
پہلے دل میں جو اوسکے آیا الم
اس جدائی کا تجا نتا تھا وہ حال
یہ وہی ہے سفر جو ہو نہ تمام
قبر کہتا ہے جس کو یہ غافل

پھر نہیں اسکے جا
عسکو بھی اٹھنے کی
ٹل گئے لوگ سب ادھر اودھر
دبے سر آ کے دیکھ جاتے تھے
عبرت انگیز تھی وہ کیفیت
پر ابھی تک تھے اس کے ہوش بجا
لوگ جو کہتے تھے یہ سنتا تھا
اپنے مرنے کا کرتا تھا نہ خیال
اس تصور سے بھی تھا اسکو گریز
مرنے والوں میں کرے اپنا شمار
اون سے یہ اتفاق کرتا تھا
یہ مسرت نہ پھر ہوئی محسوس
حالت اوسکی بگڑتی جانے لگی
قطع امید ہو گئی آخر
ہوں میں اب تھوڑی دیر کا مہماں
دم وفور الم سے گھبرایا
اس جہان کے فراق کا تھا غم
نہیں ہوتا ہے جسکے بعد وصال
اسی آغاز کا نہیں انجام
ہے مسافر کی پہلی وہ منزل

درد وہ ہے نہیں دوا جسکی — نہ افاقہ ہو جس سے ہی خوشی
بال بچوں کا جب خیال آتا — دیدہ غم سے اشک بہ جاتا
کبھی دنیا کے سازو سامان پر — چشم حسرت سے ڈالتا وہ نظر
کبھی دھیان آتا تھا جو بی بی کا — دل ہی دل میں یہ اپنے کہتا تھا
ہر یہ فکر جان کھوتی ہے — یہ جوانی میں رانڈ ہوتی ہے
کہتا تھا اے میرے بچو — کم سنی میں یتیم ہوتے ہو
ہے ہائے پالنے والا — کون ہے گھر سنبھالنے والا
کسب جاوں کسی میں ہیں ٹونکو — ابھی ناکتخدا ہیں تین میں دو
کوئی قسمت جو ہے بڑا لڑکا — وہ تو ہے پہلی ہی سے آوارا
اوبے لڑکے کے ہمت تھا خیال — پاس کرلیگا انٹرنس اسال
حال کی تعلیم ہوگی اب کیونکر — سارے منصوبے رہ گئے مٹ کر
لوگ کوڑی کی بھی نہیں آمد — اب خدا ہی کریگا سب کی مدد
جائداد ایک ہے جو پار سال لیا — اونہیں جھگڑا ہے ہی داروں کا
مبتلا ہیں غضب کے آفت کے — آئے دل خرچ ہیں عدالت کے
نہ دو اُسے آمد کی ہوگی خانہ سیل — نہیں ہوتی وصول در تحصیل
الغرض جو نیل بویا تھا — لیجئے وہ بھی سب گیا گزرا
سبزہ تنگ ہے یہ میرا مکان — کوئی آجاتا ہے اگر مہمان
اس تکلیف وہ جو پاتا ہے — ہے سکر دل کو حجاب آتا ہے
جبر ہم یہ قصد اب کے سال — دو ہرے کمری بنادوں وہ شمال

ناانباب علی باپ عہ جو بیاہی شہ برطین عہ یعنی مڈل اسکول کا ایک
شہ راہ عہ زمینداری نوہ کاشت زمین
عہ اولاد

کر چکا جب دولت دنکر ہی کا
کی برادی سے شکرانوں کی
روپیہ جو گم ام ہیں ہیں پہنچے
بھی خدا جانے اسکو کیا جلدی
رہگیا یونہیں کچھ نہ ہوں جینا یہ
کاش کچھ موت کو ترس آتا
پھر یہ سب انتظام ہو جاتے
جو رقم بھی جہاں وہ لے لیتے
جمع کر جاتا اک رقم داخی
لڑکے جبتک سیانے ہو جاتے
کرتا بچوں کی اپنے شادی بیاہ
دولت اچھی طرح کما لیتا
بے فراغت سے جان دیتا میں
انہیں باتوں کی فکر ہے بر باد
سبھی دنیا سے ہیں گذر نیکو
یوں تو ہر ذی حیات کو ہے ممات
یوں تو کب حشر تک ٹھہر نا ہے
ہیں ادھر ادھر پڑے ہوئے سب کام
ہائے اس وقت کا مرا مرنا
بلکہ جتنے ہیں میرے اہل و عیال

ہیرے دو دن میں خرچ ہو چکا
ہے اور ہر ایک کی رقم دیدی
اور تو اور وہ بھی سب دو بے
آگئی کس قدر قضا جلدی
لینا دینا سبھی حساب کتاب
اور بس بارہ سال جی جاتا
سارے جھگڑے تمام ہو جاتے
جسکا دینا تھا اوس کو دیدیتا
ہوتی جو گھر کے خرچ کو کافی
کرکے محنت کماتے اور کھاتے
ہوتا یوں ہائے میرا گھر نہ تباہ
گھر کو بھی اپنے میں بنا لیتا
قبر میں جا کے چین لیتا میں
ورنہ مرنے سے کسکو تھا انکار
سبھی پیدا ہوئے ہیں مرنے کو
ٹھیک ہے وقت پر یہ ہر بات
پر یہ مرنے میں کوئی مرتا ہے
اور لبریز ہے حیات کا جام
صرف میرے لئے نہیں ہے برا
اسمیں نقصان اونکا بھی ہے کمال

[1] نا صبر [2] کبیر [3] جوان [4] اختیار [5] صاحب زندگی [6] موت [7] ناتمام [8] برباد [9] [illegible]

گو بہ ظاہر نصوح نیک نہاد / تھا خیالات کا بہت آزاد
دل کی حالت کبھی نہ کہتا تھا / سب سے بیگانہ وار رہتا تھا
بال بچوں کو چاہتا تھا مگر / زیست کرتا تھا اس طرح سے بسر
نہ بہت بات کرنے کی خصلت / نہ بہت اختلاط کی عادت
انتظامات خانہ داری کے / کر دئے تھے سپرد بی بی کے
یون وہ برسون خبر نہ لیتا تھا / پر ضرورت پہ دخل دیتا تھا
جب وہ سنتا گذر گیا ہے کوئی / بڑی حسرت سے مر گیا ہے کوئی
خود جو آزاد تھا طبیعت کا / ایک تعجب سا اوسکو ہوتا تھا
رنج ہوتا نصوح کو نہ ملال / بلکہ کرتا تھا اپنے دلمین خیال
روتے ہیں زیست کی جدائی میں / لوگ ایسے بھی ہیں خدائی میں
شدنی ہو جو اس سے کیا ڈرنا / چاہئے ہے ہنسی خوشی مرنا
جینے کا ہے اوسکے پھر کیا غم / سب سمجھتے ہیں جس کو دار الم
ایک گذرگاہ عام ہے دنیا / نہیں جائے قیام ہے دنیا
رہرووں کے لئے نہیں یہ گھر / اک سرا ہے مسافرونکی مگر
ادھر آئے ادھر روانہ ہوئے / شب کو ٹھہرے سحر روانہ ہوئے
رنج و اندوہ و آفت اس میں ہے / آئے دن کی مصیبت اس میں ہے
نہ اداؤں پہ اس کے ہو مائل / نہ کرشموں سے اسکے ہو غافل
بیوفا ٹھیک ہے خطاب اسکا / اک کرشمہ ہے انقلاب اسکا
روز جھگڑے بکھیڑے رہتے ہیں / ہر گھڑی دل پہ کوفت سہتے ہیں

۱ [illegible] ۲ [illegible] ۳ ہونیوالی ۴ غم کا گھر ۵ ٹھہرنے کی جگہ ۶ روانہ

گذرے ہیں جس قدر نبیؐ و ولی — سب نے اسکو طلاق بائن دی
کچھ نہیں دار فانی دنیا — ہیچ ہے زندگانی دنیا
جو مشیت ہے حق تعالیٰ کی — مصلحت سے نہیں ہے وہ خالی
یون تو ہر اک قضا سے ڈرتا ہے — جیسے مجرم سزا سے ڈرتا ہے
پر ذرا بھی کرے جو غور انسان — موت بھی اک خدا کا ہے احسان
ہر بشر کو پسند ہے جدت — ہے یہ اسکے مزاج کی حالت
یہ سنا ہے کہ امت موسےٰ — برسون کھایا جو من و سلویٰ
آخر ایسی طبیعت اوکتا گئی — اچھی شے سے بری طرف آئے
ہے عجب طرح کا مزاج بشر — ہوئی رغبت پیاز لہسن پر
بس یہی موت کا بھی ہے احوال — یہ نہ ہوتی تو زیست ہوتی وبال
رہ گئے برسون جہان میں آخر — نفرت انساں کرتے خود ظاہر
زندگی سے روز یہ لڑتے — عاجز آ کر کنوؤں میں گر پڑتے
جان دیتے یہ سب بحال خراب — جانتے طول زندگی کو خراب
بلکہ اکثر نصوح کہتا تھا — مجھکو مرنے کی کچھ نہیں پروا
کوئی دنیا میں ایسی چیز نہیں — ہو نہیں جسکے فراق میں غمگین
بے تعلق جو اسقدر سمجھا — مگر نفس نصوح کا یہ تھا
پر جو ضد دن میں اور رات میں ہے — فرق یون فرض و واقعات میں ہے
سنکے مرنے کی دوسرون کی خبر — ہوتا تھا وہ دلیر مرنے پر

۱ اپنی زوجہ کو ایسی طلاق دینا جسکے بعد رجوع نہ ہو سکے ۲ مرضی ۳ گناہ گار ۴ ہی چیز ۵ بیٹھا ہوا
بٹیر اور شہد جو آسمان سے آتا تھا ۶ بیزار ہوگئی ۷ لمبائی ۸ چال ۹ ذات ۱۰ عکس
۱۱ سفر حضر ۱۲ گزرے ہوئے حالات۔

سر پہ آپہونچی خود جب اُسکے قضا — لگا بودا وہ اور سب سے بُرا

دل جو برداشتہ حیات سے تھا — بے خبر وہ تعلقات سے تھا

آئی شکل قضا جب اوسکو نظر — سب حقیقت کھلی یہ تب اوس پر

زن و فرزند و مال و زر گھربار — اونپہ تھا سب سے بڑھکے خود یہ بار

دوش پر بار تھا علائق کا — سفر اتنا بڑا اٹھا طے کرنا

سامنا آفت و محن کا تھا — پاؤں ایک اک ہزار من کا تھا

ریل تو سیٹی دے چکی تھی اُدھر — اور یہ اسباب باندھتا تھا اُدھر

ایسی حالت میں گر یہ مرجاتا — اس زمانہ سے کوچ کرجاتا

نہ اِدھر نے اُدھر کا یہ رہتا — دین و دنیا سے تھا گیا گزرا

کیونکہ اس دم نصوح تھا حیران — گھر کے بیٹھے سب تعلقات جہان

حق تعالے نے کی مگر رحمت — ناامیدی سے بندھ گئی ہمت

دل میں اپنے کیا یہ اُسنے خیال — اب حماقت ہے فکر و رنج و ملال

موت سے زور چل نہیں سکتا — وقت آیا تو ٹل نہیں سکتا

کوئی آفت ہو پر قوی ہو دل — کچھ نہیں اضطراب سے حاصل

فائدہ کیا ہے جان اگر یوں دوں — پھر میں مردانہ وار کیوں نہ مروں

دل سے ہوتے ہیں دور رنج و ملال — کچھ عجب شئے ہے صبر و استقلال

بات یہ ذہن میں جو ہیں آئی — دی ہر اک چیز ہیچ دکھلائی

یہ گھڑی وہ بھی اور یہ وقت وہ تھا — جب پلائی تھی ڈاکٹر نے دوا

کوئی اسکے اِدھر تھا اور نہ اُدھر — یہ اکیلا پڑا تھا بستر پر

کچھ بھی تھا ہمت سے دلکو اطمینان — اشتداد مرض کی کچھ بھی تھی تکان

ۓ [illegible] تعلقات [illegible] جہانی [illegible] مقصود [illegible] حقیقت [illegible] رحمت

کچھ دوا نے کیا تھا اپنا اثر
دل لئے راحت چھوڑی سی پائی
بند ہونا ہی تھا بس آنکھوں کا
تھے خیالات جو کہ پیش نظر
وہی مل جل کے یکدگر آئے
خواب میں اونے دیکھے یہ سامان
تھا یہ ڈپٹی مجسٹریٹ کبھی
دھیان آے اسی چپکے درپے
پر جو حاکم ہے اس عدالت کا
جمع ہیں گو ہزار ہا انسان
کب کسیکو نظر وہ آتا ہے
رعب اور داب ہے یہ تا بنظر
بہ ضرورت اگر کلام کیا
ہے وکیل اور نہ کوئی پیروکار
کچھ ضرورت نہیں ہے دوسرے کی
اہل عملہ بھی اُس کچہری کے
بات بھی کب کسی سے کرتے ہیں
نہیں چلتا وہاں کسی صورت

چونکہ بالکل صحہ تھی خواب آور
ایک جھپکی سی نیند کی آئی
کہ لفضیح اور ہی جہان میں تھا
پھر گئے سب دماغ میں جاکر
نئے پیرایے میں نظر آئے
اک بڑا سا مکان ہے عالیشان
تھی ہوا وہ دماغ میں جو بھری
کہ عمارت یہ عالی کورٹ کی ہے
دبدبہ ہے یہ اسکی صولت کا
پر خموشی سے ہیں تن بیجان
پر ہر اک سحر بھرا یا جاتا ہے
چپ ہے ہر ایک صورت تصویر
چپکے سے تا بلند ہو نہ صدا
آپ مجبور ہے وہاں مختار
ہو رہی ہے اصالتاً پیشی
ہیں بڑے راستباز اور کھرے
اپنے حاکم سے اتنا ڈرتے ہیں
زور سعی و سفارش و رشوت

۱ مخصوص ۲ نیند لانیوالی ۳ ایک عہدہ حکومت انگریزی کا نام ۴ فوجداری عدالت کا حاکم ۵ متواتر بار بار ۶ رعب ۷ ہیبت ۸ چپ چاپ ۹ دبدبہ ۱۰ ادنی قسم وکیل اور منشی صاحب اختیار ۱۱ عدالت میں مقدمہ پیش ہونا ۱۲ سچے +

محکمہ عدل کا ہے وہ دربار	گرم انصاف کا ہے واں بازار
جتنے مجرم وہاں یہ ہیں حاضر	اونکی صورت سے ہوتا ظاہر
ہیں جرائم خفیف یا سنگین	رحم ہے پر وہ نا اُمید نہیں
رتبہ جو حاکم کے ہیں رفیع ایسے	اختیارات ہیں وسیع ایسے
کوئی لغزش ہے اُس سے اور نہ میل	فیصلہ کی نہیں ہے جسکی اپیل
حکم جو ہے وہ امر فیصل ہے	فیصلہ جو ہے عدل ہے
تا نہ باقی رہے کوئی حجت	ملتی ہے وہاں جواب کی مہلت
سہو ہے نہ فروگذاشت ہوتی	کرکے مجرم کو قایل و معقول
کرتا ہے عدل سے بری تجویز	نہیں ہوتی ہے سرسری تجویز
اوسکا ہر فیصلہ ہے لاثانی	دودھ کا دودھ پانی کا پانی
ہے گواہوں میں احتیاط ایسی	نعرہ ہے صدق و راستگوئی کی
شاہد جرم بلکہ ایسا ہو	آنکھ سے جسنے اپنی دیکھا ہو
ہوں وہ شاہد رفیق مجرم کے	دوست ہوں لیک حقیقی مجرم کے
ملگئی مجرموں کو جو ناگاہ	نقل فرد قرارداد گناہ
جسکو گھبرا کے پڑھ رہا ہے کوئی	جسکو شرما کے پڑھ رہا ہے کوئی
جتنے الزام ہیں لگائے گئے	ہے کہ سب ہیں صحیح پائے گئے
عرق شرم میں نہاتے ہیں	پھر یہ جی میں خیال آتے ہیں

۱ ہلکے ۲ بھاری ۳ بلند ۴ پہلے ہوئے ۵ بلحاظ ۶ بزرگ ۷ مراغو ۸ قطعی ۹ بدلائل
۱۰ بحث ۱۱ فیصلہ ۱۲ بادی النظری۔ بلا ثبوت ۱۳ بے غل ۱۴ غل ہے یعنی سچ جھوٹ سب کھلجاتا ہے
۱۵ بھائی ۱۶ یہ۔ الزام ۱۷ محبت کرنیوالا ۱۸ فرد جرم جو بعد ثبوت جرم مرتب ہوتی ہے

ہم یہ سوتے ہوں وہ بات کیونکر ہو
دیکھئے اب نجات کیونکر ہو

وہیاں پھر کچھ نصوح کو جو ہوا
یہ حوالات کی طرف پہنچا

زینے دیکھی وہان کی یہ حالت
کچھ عجب طرح کی ہے کیفیت

کیا نظر بند ہے کہے ہے نادم
اپنی اپنی جگہ پہ ہیں مجرم

مجرموں کی مناسب حالت
ہر کسی پر ہے سختی و آفت

اور ہے ایک جیل خانہ بھی
اس حوالات کی برابر ہی

کچھ عجب قیدیوں کی ہے حالت
ہے مشقت کڑی بڑی محنت

قید جو وان گناہ گار ہیں سب
دلسے پھانسی کے خواستگار ہیں سب

دیکھکر یہ نصوح وان سے پھرا
اوسکے ہوش و حواس تھے نہ بجا

پھر حوالات کا سمان دیکھا
زیر تجویز ہونگے وہان دیکھا

اجنبی تھے ہزار ہا اونمیں
اور شناسا تھے جا بجا اون میں

لوگ کچھ اونمیں دیکھے بھالے تھے
جو کہ دلی کے رہنے والے تھے

کچھ محلہ کے اوسکے تھے اشخاص
اور تھے کچھ عزیز و دوست بھی خاص

تھے جہانسے گزرنے والونمیں
تھا شمار اونکا مرنے والونمیں

دیکھکر یہ عجیب کیفیت
خواب میں تھی نصوح کو حیرت

سوچتا تھا یہ کونسا ہے مقام
ہے خدا جانے شہر کا کیا نام

خوف چھایا ہے کسکے سطوت کا
کون حاکم ہے اس عدالت کا

سب ندامت سے سر جھکائے ہیں
اتنے مجرم کہاں سے آئے ہیں

کیوں گرفتار ہیں یہ بار الہ
میرے اہل وطن کا کیا ہے گناہ

---

۱ ایسا قید خانہ جس میں قبل فیصلہ مجرم بند رہتے ہیں مشقت نہیں لیجاتی ۲ زیر نگاہ رکھنا ۳ قید خانہ جس میں مجرم بھیجے جاتے ہیں ۴ انجان ۵ جان پہچان ۶ پریشان ۷ دبدبہ۔

ہان یہ سب لگ گئے ہیں اگر | حاضر اجلاس پر ہوئے کیونکر
ایک طرف پھر ہوا گزر ناگاہ | پڑ گئی اپنے باپ پر بھی نگاہ
یہ جو دیکھا تو آئی عقل گئی | اون حوالاتیون میں تھی وہ بھی
پہلے سمجھا نصوح نیک سیر | غلطی کر رہی میری نظر
پھر کیا غور جب تو پہچانا | نہ قصور نگاہ تب جانا
دور ہی سے جھکا کے اپنا سر | دوڑ کر گر پڑا وہ قدمون پر

کلام نصوح

آپ کیون آئے ہیں یہان حضرت | ہم سبھوں کی تباہ ہے حالت
آپ نے کیون دلون کو توڑا ہے | کس لئے ہم سبھوں کو چھوڑا ہے
غم سے ہم سب تڑپ رہے ہیں وہان | اور یہان آئے ہیں حضور کہان

باپ

عمل خیر سے تھی ہاتھ تہی | ہے گناہون کی یہ جوابدہی
اور جو دیکھتے ہو تم یہ مقام | بس یہی ہے دار الجزا اسی کا نام
جو ہے تمہارے عادل و راحم | وہی اس محکمہ کا ہے حاکم

نصوح

جلد تیلا و قلب سے مضطر | کہہ بڑے متقی تھے تم تو بہر

؎ حاکم کی عدالت و انصاف کرنے کی جگہ ؎ قیدی زیر تجویز ؎ عمدہ خصلت ؎ تہی ؎ عمل نیک ؎ خالی
؎ بدلے کا گھر ؎ مجرموں پر ؎ پانیوالا ؎ عدالت ؎ صاحب زہد و عبادت

کرتے تھے تم ہمیشہ نیک ہی کام · اور تم پر گشت ہو تمکا الزام

باپ

آہ تم سے کہوں میں کیا بیٹا · جرم بھی ایک دو نہیں صدہا

دیکھو یہ میرا نامۂ اعمال[۱] · سب گناہوں سے ہے سیاہ الال[۲]

دیکھکر سخت انتشار[۳] میں ہوں · غور کرتا ہوں کیا جواب میں دوں

کوئی صورت نہیں برات[۴] کی · ہاں بس اک آس[۵] ہے تو رحمت کی

یہی کاغذ نصوح نے پہلے · ہاتھ میں تھے ہر ایک کے دیکھے

دل میں دنیا کا تھا خیال بسا · وہ اسے فرد جرم سمجھا تھا

باپ کا اپنے نامۂ اعمال · دیکھکر کانپ اٹھا وہ نیک خصال

کفر و ناشکری[۶] و ریاکاری · حسد و طمع و مردم آزاری[۷]

حب دنیا[۸] نفاق[۹] اور نخوت[۱۰] · کبر و شرک[۱۱] و دروغ[۱۲] اور غیبت[۱۳]

غرض ایسا کوئی گناہ نہ تھا · جو کہ اوس فرد میں نہو لکھا

ولیں بھی ہند کے جو تعزیرات[۱۴] · ڈھونڈتا تھا وہ ضمن اور دفعات[۱۵]

مگر اسکے عوض تھا اوسمیں لکھا · آیہ و سورۂ کلام خدا

نصوح

کیا کہوں اے پدر تعجب ہے · مرتکب تم ہوا ن جرایم کے

۱؎ نیک و بد عمل کی تحریر ۲؎ پریشانی ۳؎ بخشش ۴؎ سہارا ۵؎ بناوٹ سے لکھا ۶؎ نیکو عبادت کا کرنا ۷؎ آدمیوں کا ستانا ۸؎ محبت دنیا ۹؎ ظاہر کچھ باطن کچھ ۱۰؎ غرور ۱۱؎ خدا کا شریک ٹھہرانا ۱۲؎ جھوٹ ۱۳؎ بدی مومن کی پیٹھ پیچھے کرنا ۱۴؎ تعزیرات ہند قانون فوجداری ۱۵؎ قانون پر نظر کے حکموں کی دفعہ اجزا

باپ

تم نے اعمال نامہ کو دیکھا | جو لکھا ہے وہ ٹھیک ہے بیٹا

نصوح

یہ تو کہئے اب اے خجستہ خصال | تمھیں کیونکر تو مل گیا اقبال

باپ

تمھیں انصاف سے کہو ایجان | عذر و انکار کی مجال کہاں
کچھ بھی یہاں جائے دم زدن نہیں آہ | اسقدر ہیں مرے خلاف گواہ

نصوح

کون ہیں مستعد عداوت پر | کون آمادہ ہیں شہادت پر

باپ

تو مفصل سنو بیان اسکا | ایک تو دو فرشتے ہیں بیٹا
رہتے تھے ساتھ وہ خجستہ خصال | روز لکھتے تھے نیک و بد اعمال
اب تمھیں وہ خموش رہتے ہیں | لکھتے ہیں جیسے کی کہتے ہیں
نہ کوئی بات دونوں سے کبھی چھپی | نہ کوئی جرم اُن سے تھا مخفی
جرموں کی ہے شہادت قطعی | عمر کا روزنامچہ ہیں سب

۱ه خصلت ۲ه قبول جرم ۳ه طاقت ۴ه دم مارنیکی جگہ ۵ه گواہی ۶ه تیار ۷ه بالکل سچی گواہی ۸ه روزنامچہ

کیا اگرون عذر کیا جواب مین دون | سب صحیح و درست پاتا ہون
دوسرے مین گواہ یہ اعضا | ناک کان آنکھ قلب دست و پا
نہیں کہنے مین کوئی عضو تن | مجھسے سب منحرف ہیں سب دشمن
ہے کمر بستہ میری ذلت پر | اور آمادہ ہیں عداوت پر
جنکو غمخوار و یار سمجھے تھے | اور جنھین رازدار سمجھے تھے
آج اُنہون نے کیا سلوک ایسا | کہ نہیں تسمہ تک لگا رکھا

الصوح

ہے دل مضطرب کو فکر کمال | کچھ مفصل اب اپنا کہئے حال

باب

جبکہ دنیا سے مین نے منھ موڑا | اور مین نے جہان کو چھوڑا
ہر گھڑی ہے یہان مصیبت کی | ہین حوالات مین مون تربت کی
اک تو ظلمت غضب کی چھائی | دوسرے بیکسی و تنہائی
دل پہ ہے حسرت و الم کا ہجوم | نہیں انجام کار کچھ معلوم
وہ ہے عادل بھی تو اگر ہے رحیم | ہے عجب حالت امید و بیم
جب حوالات میں ہے یہ ایذا | جیل خانہ کی پوچھتے ہو کیا
گردمین جبر نا رلیتا ہے | سامنے وہ دکھائی دیتا ہے
کل سزایاب اوسمین رہتے ہین | سب جہنم اوسی کو کہتے ہیں
جو کہ جاتے ہین حسب الحکم | اونکو ملتی ہے آگ کھانے کو
ہے عقوبت کا سخت تر پہلو | کاٹا کرتے ہیں سانپ اور بچھو

بدن کے ٹکڑے ہاتھ پاؤن وغیرہ ؎ پہنے ہوئے ؎ کمر باندھے ہوئے ہے ؎ دوست
؎ راز جاننے والا ؎ محاورہ ہے یعنی گردون پر ایسا اور رکھا کہ تسمہ تک باقی نہ رہا ؎ قید گاہ
دریا ؎ سزا پاتے ہوئے ؎ تکلیف ایذا

وہاں مصیبت ہے اس سے بھی بڑھ کر	ہے حوالات جیل سے بہتر
قبر ہی کے عذاب سہنے کا غش	ہم حوالات ہی میں رہتے کاش

نصوح

ہاں تو پھر آپ کے مقدمے کی	کیا ابھی تک نہیں ہوئی پیشی

باپ

ہے اسی کا تو خوف سب سے سوا	ہیں یہ کیا کہہ رہے ہو تم بیٹا
کہیں ایسا ہی کبریا کرے	وہ ابھی پیش ہو خدا نہ کرے
بعد تجویز ہے تو آفت ہے	یہ حوالات بھی غنیمت ہے
دیکھتا جب ہوں نامۂ اعمال	نظر آتا ہے مجھکو میرا مآل

نصوح

خیر اب آپ اتنا تو فرمائیں	ہم اس آفت میں کام کیونکر آئیں

باپ

عاجزی اور خلوص سے بیٹا	حق سے سب کے لئے کرو جو دعا
کیا عجب ہے کہ بخشدے وہ کریم	ہے خطا پوش وہ غفور و رحیم
میرے ہمسایہ کی ابھی ہے یہ بات	ہوئی اک شخص کی اسی پہ نجات
اوسکو بھی تھا تردد انجام	اوس پہ بھی تھے میری طرح الزام

[illegible] جو عیب کی جگہ ہو ہو جاتی ہے انجام سے صفائی مطلب بیچ دلیے کے گناہ ہو گا [illegible]
[illegible] گذشتہ

اوسکے پس ماندوں نے یہ کام کیا — حق سے کی اوسکے حق میں رو کے دعا

عدل میں جس طرح وہ یکتا ہے — رحم بھی اوس میں انتہا کا ہے

ابھی بیسوں دن ہوئی تھی اوسکی یاد — اور اوس سے ہوا تھا یہ ارشاد

مجھپہ مخفی نہیں ہیں تیرے گناہ — مثل شب نامہ عمل ہے سیاہ

تجھ سے پہلے میرے زن و فرزند — مضطرب ہیں وہ سب سعادتمند

تیری بخشش کے اب وہ صبح و مسا — کرتے ہیں مجھ سے گڑگڑا کے دعا

ساری باتوں میں اک یہ بات تری — میرے بندے مجھے پسند آئی

تو نے دی ایسی تربیت اونکو — کہ ہوئی میری معرفت اون کو

تو نے اُن کو سکھائی تھی نیکی — تو نے تعلیم میری طاعت کی

ہوئی انعاموں سے برائت صاف — جا ہوئے سب قصور تیرے معاف

میرے مالک سے سچ کہو بیٹا — تم نے بھی میرے حق میں کی تھی دعا

نصوح

آپ نے جب سے انتقال کیا — ہم سبھوں نے یہ اپنا حال کیا

رنج سے غیر سب کی ہے حالت — یاد آتی ہے آپ کی شفقت

ابھی ہم سب کا مشغلا ہے وہی — رات دن رونا پیٹنا ہے وہی

حسب مقدور کر دیا تھا سوم — اور اوسی دھوم دھام سے چہلم

بخت میں بھی نہ کی تھی میں نے کمی — خوب شہرت برادری میں ہوئی

سب کو تلخ آب و دانہ ہے اب تک — قبر پر شامیانہ ہے اب تک

۱ وارث ۲ خدا کا نام ۳ واسطے ۴ اکیلا ۵ چھپے ۶ رات ۷ بال بچے ۸ نیک بخت ۹ شام ۱۰ خضوع و خشوع ۱۱ تعلیم ۱۲ خدا کی پہچان ۱۳ مرگئے ۱۴ مہربانی ۱۵ کام ۱۶ حیثیت کے موافق ۱۷ تیجہ ۱۸ چالیسواں ۱۹ ہر شخص کا کھانا پینا ۲۰ عزیز و اقارب ۲۱ کڑوا

رسم دنیا ہوئی بہت کچھ ادا — پر دعا کا نہ اہتمام ہوا

ایسے ترکہ میں پڑ گئے جھگڑے — نہ کسی طرح آجتک سلجھے

ہاں ذرا اسکا تو سنائے حال — کچھ نہ کام آئے آپکے اعمال

نہ ہوئے کچھ مفید خمس و زکات — نہ ہوئے سود مند صوم و صلوات

باب

گوش دل سے سنو تم اے مینا — ہر عمل کی ہے یاں سزا و جزا

کیوں نہیں یہ جو میری حالت ہے — اونہیں اعمال کی بدولت ہے

ورنہ ایسے بھی ہیں یہاں اکثر — جنکا احوال مجھ سے ہے بدتر

گو ہے ہر دل میں عبادت کا شوق — پر یہاں ہے خلوص نیت شرط

ہر عمل کے میری تھی یہ حالت — جھوٹے موتی کی جیسے ہو قیمت ۲

کیا بتاؤں میں اپنا حال زار — جب میرا یاں لیا گیا اظہار

سب سے پہلے یہی سوال ہوا — کون ہے کون رب تیرا بتلا

چونکہ لوگوں نے وقت باز پسین — کی تھی ایماں کی مجھے تلقین

میں نے اوسکے جواب میں یہ کہا — وحدہ لا شریک رب ہے میرا

اس پہ ہونے لگی جسطرح یہ جرح — یاد ہے یہ بھی تجھکو یا کہ نہیں

نوکری جب تو چھوڑ کر آیا — ہو کے مجبور اپنے گھر آیا

ال نیت شہ پانچواں حصہ مال غنیمت وغیرہ سے شہ عبادات سے شہ جنکے پاس مال ہو کہ بقدر ام
سب ادیر ایک روپیہ خیرات دینا واجب ہے تاکہ رسم بن اسی حساب سے عمل کرنا لازم ہے شہ فائدہ
لے شہ روزہ شہ نماز شہ کان شہ سچے دل سے آؤ ضعیف شہ بیان شہ خالق
آخری شہ سکھانا شہ ایک جگہ کوئی شرابیان شہ نوں جنی زخم لگانا اصطلاحی معنی گواہ
کے جھٹلانیکے سوالات

ایک مدت رہی جو بیکاری | ہو گئی خرچ سب کمائی بھی
جب میسر ہوا نہ مایحتاج | ہوا نان شبینہ کو محتاج
نوکری کی تلاش میں اکثر | تو پھرا کرتا تھا ادھر سے ادھر
مضطرب ہو کے آہیں بھرتا تھا | اور ہمیں سے دعائیں کرتا تھا
مدعا تیرا پر نہ لاتے تھے | صبر ہم تیرا آزماتے تھے
حاکم انگریز جو ضلع کا تھا | ایک وہ بھی ہمارا بندہ تھا
قول ایسا سے تھا ہماری دیا | پرورش کا تھا وعدہ تجھسے کیا
اسکے وعدہ کا آسرا تھا تجھے | نہ یقین ہے کہ عہد کا تھا تجھے
کیا یہ تو نے کیا نہ تھا اقرار | رزق کا رب ہے جو ہمیں ذمہ وار
تجھکو تصمیم قلب اگر ہوتی | جسارت گناہ پر ہوتی
قادر و رازق و رحیم و خبیر | حاضر و ناظر و سمیع و بصیر
جب ان اوصاف کو نہ پہچانا | تو نے پھر اپنے رب کو کیا جانا
ہاتھ میں آگ کو کبھی نہ لیا | نہ کبھی تو کنوئیں میں جا کے گرا
یوں تو نیکی بدی کو پہچانا | سہل لیکن گناہ کو جانا
یا مرے کسی کا یقین نہ تھا | کہ جہنم گناہوں کی ہے سزا
یا نڈر تھا تو نار دوزخ سے | آنچ سے اوسکے خوف تھا نہ تجھے
تو نے دیکھی تھی آتش دنیا | اس سے بھی کم اگر اوسے سمجھا
تجھکو سب کچھ کیا عطا ہم نے | تو نے جو مانگا وہ دیا ہم نے

۱ ضرورت کی چیزیں ۲ رات کا کھانا ۳ بھیج ۴ خواہش ۵ جو حصہ ملک ایک کلکٹر یا ڈپٹی کمشنر یا باصطلاح ریاست حیدرآباد دکن اول تعلقہ دار کے زیر حکومت ہو ۶ اشارہ ۷ پالنا ۸ اقرار ۹ روزی طعام خوراک ۱۰ مضبوطی ۱۱ دل ۱۲ دلیری ۱۳ قدرت رکھنے والا ۱۴ روزی دینے والا ۱۵ خبر رکھنے والا ۱۶ موجود ۱۷ نگران ۱۸ سننے والا ۱۹ دیکھنے والا ۲۰ تو یقین ۲۱ آگ ۔

مال و زر آب سرد و گرم طعام — خواب و خور عیش و راحت و آرام
جو دیا اپنے فضل سے وہ دیا — ورنہ حق تیرا کون ہم پر تھا
تو نہ ہٹ دھرمی سے پر آیا باز — حسن تدبیر پر تجھے تھا ناز
تھی ہمیشہ سے یہ تری عادت — تجھ پہ جب آتی تھی کوئی آفت
مارتا تھا کلہاڑی تو اکثر — اپنے ہاتھوں سے اپنی پاؤں پر
خود ہی تو ایسے کام کرتا تھا — اور ہئے الزام ہم پر دھرتا تھا
دشمنوں سے بچائی تیری جان — تجھ پہ بے انتہا کئے احسان
نہ ہوا اتنا بھی مگر تجھ سے — کبھی اقرار اپنے منہ سے کرے
یہ دکھائی یہ تیری ہٹ دھرمی — نعمتیں کھا کے اور ناشکری
جتنا میں رحم تجھ پہ کھاتا تھا — تو دلیر اتنا ہوتا جاتا تھا
کیا نہ تھی موت کی خبر تجھکو — تھا گھمنڈ اپنی زیست پر تجھکو
سب تر بندوبست ہم نے کیا — نیست سے تجھکو ہست ہم نے کیا
تے ہمین سے تغفلت نہ بغری — اور ہمیں سے ہوا تنی بےخبری
اسقدر ہو گیا تھا تو خودسر — زندگانی چند روزہ پر
اسقدر کبر اسقدر نخوت — سمجھا تھا خارج از عبودیت
ہم حفاظت کریں تیری ہر دم — رہیں ہر حال میں نگہبان ہم
تھا ان احسانوں کا یہی بدلا — نہ ہمیں بھول کر بھی یاد کیا
جبکہ تھا تو ضعیف و لایعقل — جب تو نادان تھا اور تھا جاہل

پانی، سونا، کھانا، ضمین یعنے عدم، ہان یعنی وجود، لباس انسانی، مغرور، غرور، فرد، ننگی، بیوقوف، میں پڑھ

تجھ میں اتنی بھی جب نہ تھی طاقت ۔ کر سکے خود سے نقل و حرکت
بےخبر تو تھا اور ہم تیرے ساتھ ۔ جانتا تھا نہ دہنا بایاں ہاتھ
ہر زمانہ میں لی تھی تیری خبر ۔ تجھکو پالا تھا دودھ پلوا کر
مرتبہ جن کا تجھ سے بڑھ کر تھا ۔ ناز بردار تیرا ان کو کیا
دل میں ماں باپ کی محبت دی ۔ اور تیرے پالنے کی خدمت دی
اُن کو تیرا نگہبان کیا ۔ پالا پوسا تجھے جوان کیا
سب یہ او ناسپاس تجھکو دی ۔ عقل و ہوش و حواس تجھکو دی
اکثر ان کو جو اور تھے حیوان ۔ کر دیا تیرا تابع فرمان
اسلیئے یہ دی تھی تجھکو شرف ۔ نہ کرے رخ بھی تو ہماری طرف
نہ اگر دم کے دم ہوا کھاتا ۔ بس وہیں تیرا دم نکل جاتا
آب و دانہ بغیر دو دن بھی ۔ نہ کبھی تیری زندگی ہوتی
تجھکو سب نعمتیں عنایت کیں ۔ خوانِ نعمت سے اپنی ہم دیں
اس پہ یہ تیری ہیکڑی خودسر ۔ تیرا قرضہ ہے جس طرح ہم پر
شکر رب پر کبھی نہ لاتا تھا ۔ کھا کے نعمت تو بھول جاتا تھا
سارے احسانوں کے یہ بدلے ۔ تھا تجاہل ہمارے ساتھ تجھے
منہ پر آنکھیں تھیں اور اندھا تھا ۔ کان رکھتا تھا اور بہرا تھا
چاند سورج زمین فلک تارے ۔ بحر و بر پھول پھل شجر سارے
عطر و ملبوس و گوہر خوش آب ۔ مال و زر اور جواہر نایاب
الغرض ہم نے تیرے دم کیلئے ۔ سارے سامان عیش جمع کیے

۱ چلنا پھرنا ہلنا ۲ ناز اٹھانیوالا ۳ ناشکرا ۴ جانور ۵ مطیع ۶ بزرگی ۷ عنایت
۸ دریا ۹ خشکی ۱۰ درخت ۱۱ کپڑے ۱۲ موتی

ہم نے سب کچھ اٹھا رکھا تیرے — اور تو منحرف[۱] رہا ہم سے
ہم اگر چاہتے تو اک چیونٹی — ہی فنا کرکے تو تیرے کافی
ہم نہ کرتے اگر تیری امداد — تھا تیری جسم ہی میں اتنا فساد[۲]
تیرا دشمن تھا خود تیری گھر میں — وہی کرتا ہلاک دم بھر میں
ہم محبت کریں عداوت تو — ہم عنایت کریں بغاوت تو
کیا کیا تو نے اور ہم نے کیا — یہ صلا[۳] تھا جو تجھسے ہمکو ملا
پہلے ہی تجھکو یہ خبر دی تھی — تجھے تاکید ہم نے کردی تھی
روح تیری ہی میری ودیعت[۴] ہے — پاس تیرے میری امانت ہے
صاف براق[۵] روشن و پرنور — یوں چمکتی ہے جس طرح بلور[۶]
ایک جوہر ہے یہ بھی پاک و لطیف — رجس[۷] سے اسکو سمجھیو نہ کثیف[۸]
سونپتا ہوں تیری حفاظت میں — نہ خیانت ہو اس امانت میں
آج تو روسیہ[۹] جو آیا ہے — اوسکی حالت یہ کرکے لایا ہے
اوسکو ظلمت[۱۰] بنایا جو تھی نور — دن کو تو نے کیا شب دیجور[۱۱]
ڈر بے آب و تاب کر لایا[۱۲] — روح کو تو خراب کر لایا
کہدیا تھا جہاں میں یوں رہنا — جس طرح سے مسافران سرا
تو نے اسکے خلاف میں یہ کیا — ایسا سویا کہ قبر میں جاگا
تو تو سیاح[۱۳] تھا مسافر تھا — متوطن[۱۴] بنا مقیم[۱۵] بنا
جانتا تھا جہان سے جانا — پھر پلٹ کر وہیں تو آنا ہے
ہاتھ کا تو نہ اپنے دھرتا تھا — موت سے اتنا کیوں تو ڈرتا تھا

۱؎ پھرا ہوا ۲؎ خراب مادہ ۳؎ بدلا ۴؎ امانت ۵؎ سفید چمکتا ہوا ۶؎ شیشہ ۷؎ نقصان ۸؎ گناہ ۹؎ گندہ
۱۰؎ کالا ۱۱؎ اندھیرا ۱۲؎ اندھیری رات ۱۳؎ موتی ۱۴؎ پھرنے والا ۱۵؎ وطن بنانیوالا ۱۶؎ رہنے والا

ناگوار اس قدر تھا یاں آنا
نام سے آنے کی مچل جانا

کھیل میں جی ترا بہل تا تھا
موت سے دم ترا نکل تا تھا

متنفر[۱] تھا تو عبادت سے
بھاگتا تھا ہماری طاعت سے

اور دکھانے کو گر نماز پڑھی
حالت اوس وقت ہوتی تھی یہ تری

تھا عبادت کا تیری یہ آئیں[۲]
تو کہیں اور دل ترا تھا کہیں

تھا نمازوں کا حال سب خالی[۳]
سجدۂ سہو[۴] سے نہ تھیں خالی

جتنے دنیا کے ہیں غرض دھندے
سب اوسی وقت یاد آتے تھے

پڑھتا تھا تو نماز یوں جلدی
جس طرح گھاس کاٹتا ہو کوئی

تھی عبادت میری وبال تجھے
کچھ نہ قرأت[۵] کا تھا خیال تجھے

نہ رکوع و سجود تھے تجھے درست
نہ قیام و قعود[۶] ہی تجھے درست

ہوش تھا سہو کا نہ فکر مآل
نہ فضیلت کی وقت کا تھا خیال

زندگی بھر رہا یہی دستور
تھا فقط بوجھ اتارنا منظور

---

۱ نفرت کرنیوالا ۲ طریقہ ۳ روشن ۴ مطلب یہ ہے کہ نماز میں ترا دل کہیں رہتا اسلئے تجھے رکعتوں کے شمار میں سہو ہو جاتا تھا مسئلہ شرعی شکیات نماز کا یہ ہے کہ اگر دو رکعت نماز واجب مثل صبح و نماز جمعہ و چاند گہن و سورج گہن میں سہو یا تین رکعت والی نماز مغرب میں سہو ہو تو نماز باطل ہے مکرر پڑھے۔ چار رکعت والی نمازیں مثل ظہر و عصر و عشا کی ہیں انمیں اگر پہلی دو رکعتوں میں سہو ہو جب بھی نماز باطل ہے جیسے دو تین اور اور دو رکعتوں [illegible] اگر شک ہو اور شک دو سجدوں کے بعد ہوا یعنے اگر سجدہ کے بعد تو تیسری رکعت فرض کرنا چاہئے اور نماز تمام [illegible] ایک رکعت نماز کھڑے ہو کر دو رکعت بیٹھ کر اس شک کی عوض میں پڑھنا چاہئے تین اور چار رکعتوں میں [illegible] دو سجدہ [illegible] یا پہلے شک ہو تو چوتھی رکعت قرار دیکر نماز تمام کرنا چاہئے اور ایک رکعت سہو نماز کی بجالانا چاہئے اگر [illegible] کہ دو رکعتیں ہوئی ہیں یا تین یا چار اور دو سجدوں کے بعد شک ہوا ہو تو چوتھی رکعت قرار دیکر نماز تمام کرکے دو رکعتیں کھڑے ہو کر [illegible] ہونا لازم ہے۔ اگر دو تین چار رکعتوں میں شک ہو دو سجدوں کے بیچ ہو جب بھی چوتھی رکعت قرار دیکر نماز تمام کرکے دو رکعتیں اور [illegible] فرض کھڑے ہو کر اور دو رکعتیں بیٹھکر جب نماز درست ہوگی چار اور پانچ رکعتوں میں شک ہو دو سجدوں کے بعد تو نماز تمام [illegible] دو سجدہ سہو بجا لانا چاہئے سجدہ سہو کی ترکیب یہ ہے کہ بیٹھکر مثل نماز کے دو سجدہ کرکے تشہد پڑھکر درود و سلام پڑھنا چاہئے اگر درمیان دو سجدوں کے چوتھی اور پانچویں رکعت میں شک ہو یا بعد رکوع مثل سجدہ شک ہے یا قبل رکوع شک ہو کہ چوتھی ہے یا پانچویں [illegible] میں تو دو سجدہ سہو لازم ہیں اور احتیاطاً دو رکعت نماز بھی بیٹھکر بجا لائے۔

سال بھر سیر ہو کے کھاتا تھا ‏ — ‏ اور جو ماہ صیام آتا تھا
تیری حالت یہ رہتی تھی اکثر ‏ — ‏ تیس روزے بھی ہوتے تھے دوبھر
کبھی ناحق سفر کو جاتا تھا ‏ — ‏ اور مرض[1] کا کبھی بہانا تھا
حکم روزون کا تھا جو ہم نے د. ‏ — ‏ وہ بھی کب مصلحت سے خالی تھا
بھوک تا یاد بیکسون کی ہو ‏ — ‏ قدر تا نعمتوں کی ہو تجکو
منکسر بھی کرے طبیعت کو ‏ — ‏ نفع بھی بخشے تیری صحت کو
یون تو دنیا کے کامون میں اکثر ‏ — ‏ کھانا کھاتا نہ تھا تو دن بھر
اس میں تو خوش تھا تجکو راحت تھی ‏ — ‏ کچھ گلا تھا نہ کچھ شکایت تھی
تیرے روزے تجھے تیری کھانیکو ‏ — ‏ کبھی رکھتا تھا گر نہ کھانیکو
صبح سے شام تک ہر اک لحظہ ‏ — ‏ بھوک کا شکوہ اور پیاس کا گلا
جھینکتا پیٹتا کبھی روتا ‏ — ‏ شدت ضعف و ناتوانی کا
وقت افطار روزہ کھولا ادھر ‏ — ‏ چارپائی پہ گر پڑا تو ادھر
ایک ہی دن میں ایسا حال ہوا ‏ — ‏ جسم میں تیرے دم نہ تھا گویا
حرص اتنی تھی بڑھ گئی تیری ‏ — ‏ نہ کسی طرح ہوتی تھی سیری
تو لگی ایسی تجکو عید کی تھی ‏ — ‏ جیسے قیدی کو چھوٹنے کی خوشی
یہ نمازین تیری ہیں یہ روزے ‏ — ‏ اسپہ طالب ہے اجر کا ہم سے
اپنے احکام سے بچے سر کان ‏ — ‏ تا کسی بات سے ہنو انجان[2]
دیجو سب کا ساتھ آفت میں ‏ — ‏ سبکے کام آؤ مصیبت میں

یعنی بحکم خدا سفر جائز میں روزہ رکھنا منع ہے مگر بلا ضرورت و ناجائز سفر بھی ماہ رمضان میں جائز نہیں ہے
مریض کو بھی روزہ واجب منع ہے سخت پیٹ کا ابسہ ناسخ ملنے والا سخت بڑا فرد دوری۔
[2] ناواقف ، بھولا

تیرا ہمسایہ فاقہ کرتا تھا
تو نے ایذا کسی کی کب جانی
رات وہ جاڑے دن کی وہ سردی ہوا
یوں پڑوسی تیری بسر کرتے
تجھکو کس کا خیال ہوتا تھا
ہم نے جو تجھکو مال و زر تھا دیا
نفس امارہ کا رہا بندا
نیک کاموں میں یوں بخیل رہا
در پہ تیرے وہ سر کو ٹیکتا تھا
تجھکو تدبیر پہ جو تھا تکیہ
دوسرے سے تجھے توقع تھی
ہوئی کوشش نہ کارگر جس دم
گر خدائی و سلطنت میری
تو اٹھانے نین اوسکے ای خود سر
کی نہ فرمان کی میری عزت
تو نے اپنا نمونہ دکھلا کر
اپنے بچوں کو بھی کیا گمراہ

اور تو پیٹ اپنا بھرتا تھا
کب پلایا تھا پیاسو نکو پانی
دانت سے دانت جسمیں بجتا تھا
تاپ کر آگ کو سحر کرتے
تان کر تو لحاف سوتا تھا
تو نے بیجا سب اسکو صرف کیا
نہ شفا خانوں میں دیا چندا
مدرسوں کا نہ تو کفیل رہا
اور سائل کو تو جھڑکتا تھا
کچھ بھی تقدیر کا خیال نہ تھا
یہ نہ سمجھا کہ ہے خدا بھی کوئی
اوس گھڑی تجھکو یاد آئے ہم
ہوئے محتاج تیری طاعت کی
تو نے باقی رکھی تھی کون کسر
کی نہ احکام کی میری حرمت
دوسرے بندوں کو کیا ابتر
ہوئے برباد وہ بھی تو بھی تباہ

ا پڑوسی ۲ پیاسے کو پانی پلانا بڑا ثواب ہے جسکی پرسش روز حشر جسنے کسی پیاسے کو پانی نہیں پلایا ضرور ہوگی خدا لعنت کرے اون اشقیا پر جنہوں نے اپنے نبی کے نواسے اور اونکے ننھے ننھے بچوں کو کربلا میں تین دن بھوکا رکھا اور بے گناہ شہید کیا ۳ انسانی نفس جو بری باتوں کا حکم کرتا ہے ۴ دوا خانہ خیراتی ۵ عام لوگوں کا خیراتی ۶ کنجوس ۷ مدد دینے والا ۸ آیت قرآنی اما السائل فلا تنہر فقیر کو جھڑکنا منع ہے ۹ بھروسا ۱۰ امید ۱۱ کام نہ آئے ۱۲ بادشاہی ۱۳ کمی ۱۴ حکم ۱۵ عزت بزرگی ۱۶ یعنی جو تو نے کیا وہی تیری اولاد نے بھی سیکھا بچوں میں نقل ہے وہ جیسا دیکھتا ہے ماں باپ جو کرتے ہیں وہی اولاد بھی کرتی ہے۔

لوگ اُس دہر سے گزرتے تھے
کیا نہ اتنا بھی تو سمجھتا تھا
تجھکو خود کتنا انقلاب ہوا
موئے سر بھی تجھے وبال ہوگئے
بیخبر دیکھکے تجھے سوتا
منہ پہ پانی کے چھینٹے بھی دیکر
سو رہی تھی مگر تیری قسمت
کبھی جاگا نہ عمر بھر سویا
چشم پوشی تھی ہمکو مد نظر
اپنے بندون پہ جنبی الفت تھی
حال اونکے دلون کا تھا ظاہر
درگزر کرنے والا پرہیز تھا
کی جہان ہم سے معذرت جسنے
نہ انابت کا جب کیا اظہار
نہ ملا پھر بہانہ رحمت کو
جوش مین گو ہمارا رحم آیا
اوسی بندے سے ہلو تھی الفت
رحم کے گو دین بھی لیتے تھے

سامنے تیرے روز مرتے تھے
کہ مجھے بھی ہے ایکدن مرنا
طفلی و پیری و شباب ہوا
دانت ٹوٹے سفید بال ہوگئے
ہمنے غافل جگایا بہترا
ہمنے چونکایا ہے تجھے اکثر
لی نہ کروٹ بھی واہ ری غفلت
کل جو ہنستا تھا آج تو رویا
سخت گیری بھی کرتے تو کسیپر
گو ہمیں ہر طرح کی قدرت تھی
موت اور زیست پر تھے ہم قادر
نہ تو ہوگا کبھی نہ ہے نہ ہوا
عمر بھر کے گناہ بخشدئے
توبہ کرنیسے بھی ہوئی جسے عار
حیلہ ہاتھ آیا کچھ نہ رافت کو
نہ محل صرف کرنیکا پایا
جسکو تھی نسبت عبودیت
جرم بھی اوسکے بخشدیتے تھے

۱ دنیا ۲ اٹھ ۳ بچپن ۴ بڑھاپا ۵ جوانی ۶ بال ۷ یارا ۸ آنکھ بند کرنا ۹ مضبوطی
۱۰ قدرت رکھنے والا ۱۱ عذرخواہی ۱۲ پرہیز ۱۳ مہربانی رحمت ۱۴ جگہ

اپنے بندے سے گو محبت تھی	لیکن اوسکی بڑی شکایت تھی
کون ہیں ہم نہ یہ بھی پہچانا	ہمکو معبود بھی نہ گردانا
دل میں سمجھا کیا تو خانہ خراب	ہے خدا میرا عالم اسباب[1]
کچھ نہ احکام سے ہمارے تھے سخت	پر عمل کرتا تھا نہ تو بدبخت[2]
شب کے سونے کو منع کب تھا کیا	کھاتا کھانیکو ہم نے کب روکا
کیوں اونہیں پھر بجا نہ لایا تو	اب بھی بدنفس ہے نہیں کیا تو
سوچ تو دلمیں اپنے ای بدبخت	اب تمنا ہے جس نجات[3] کی سخت
زیست میں اسکے ہوتی گر پروا	کف[4] افسوس آج کیوں ملتا
اتنا بھی تجکو تو ہوا نہ خیال	جتنا ایک پیسہ گرنیکا تھا ملال
تھوڑے سے نقصان[6] میں ہوتا تھا بیچین	ایک ذرا سی ہی غم میں کرتا تھا بین[7]
چاہ تھی دل میں مال دنیا کی	دولت دین کی کچھ نہ پروا تھی
مال و زر کے زیاں سے تھا مضطر	پر زیاں دین کی تھی نہ خبر
ہوتی تھی جب کوئی نماز قضا	تجکو اتنا بھی غم نہ ہوتا تھا
جتنا ہوتا تھا تجکو اوسکا ملال	ٹوٹتا تھا جو کوئی جام سفال[8]
اب وہ بیہوشی اور نہ غفلت ہے	آج تجکو بڑی ندامت ہے
مگر اب کیونکر اسکا پائیگا پھل	ہے یہ دار الجزا کہ دار عمل[9]
یہ خموشی سے ہے تیری پیدا	تو جواب اس کا دی نہیں سکتا
ختم کرتے ہیں ہم مگر حجت	خیر اب دیتے ہیں تجھے مہلت

۱ فطرت دہریے مادہ کو خدا سمجھتے ہیں انکو باسر ۲ بے نصیب ۳ بخشش ۴ ہتھیلی ۵ [illegible]
۶ نقصان ۷ سعی ۸ بدریے کا ٹھیکرا ۹ اعمال کا گھر۔

سوچ اور دیکھ نامہ اعمال	اب تو جاب تجھ سے پھر کرینگے سوال
دیگا اسکا جواب اگر معقول	فضل و رحمت سے ہم کرینگے قبول

فصل دوم

...خواب سے بیدار ہو کر نصوح کو اپنے اور اپنے خاندان کے
...یعنی زندگی پر سخت تاسف ہوا اوس نے تلافی مافات کا عہد
...کر کے فہمیدہ اپنی بی بی سے ماجرائے خواب بیان کیا
اور اصلاح خاندان کیلیے اپنا مددگار بنایا

باپ کی اپنی دیکھکر حالت	چھائی دلپر نصوح کے ہیبت
کھل ہی گئی آنکھ خواب غفلت سے	دل دھڑکتا تھا اوسکا دہشت سے
دیکھتا کیا ہے پھر وہی مکان	وہی تیمارداریوں کا سامان[1]
پاس بی بی بھی اوسکی بیٹھی تھی	اور آہستہ پنکھا جھلتی تھی
جب یہ دیکھا میاں کی آنکھ کھلی	جان میں جان اک ذرا آئی
یہ ہوا تھا جو مبتلای وبا	دلمیں وہم اوسکے آتی تھی کیا کیا
سو گیا تھا نصوح آٹھ بجے	دو بجے جاگا خواب غفلت سے
ڈاکٹر کہہ گیا تھا یہ جب سے	سب کو تسکین تھی ذرا تب سے
سو رہے تو نہ ڈرنا تم زنہار	یہ سمجھنا کہ بچ گیا بیمار
پر ہوئے جاگنے میں جب تاخیر[2]	شک ہوا عورتوں کو دامنگیر[3]

۱ کیفیت. ۲ دیر. ۳ دامن پکڑنے والے

ایک نے پھر تو ایک سے یہ کہا | بھنی ہوئے ڈاکٹر کی کیسی دوا
کوئی تدبیر اب کرو جھٹ پٹ | دو پہر ہو گئی نہ لی کروٹ
سو طرف اب خیال جاتا ہے | دیکھیے ہوش کیونکر آتا ہے
اتنے میں جو الصبوح جاگ اوٹھا | شکر خالق کیا سبھوں نے ادا
بولی بی بی مزاج کیسا ہے | جلد بتلاؤ جی تو اچھا ہے
اچھے سوئے ہوئے نہ تمکو خبر | رونا پیٹنا رہا گھر بھر
صبح سے ہے یہاں پہ کہرام | دانہ پانی ہوا ہے سبکو حرام
تم جو بولو تو دل کو چین پڑے | کیسے بے تاب سب ہیں چھوٹے بڑے
لڑکیوں کے دلوں کو دو تسکین | روتے روتے ہیں آنکھیں سوج گئیں
گو کہ اس نے بہت کیا اصرار | پر نہ بولا الصبوح کچھ زنہار
ہمہ تن تھا خیال اسکا ادہر | واقعہ خواب کا تھا پیش نظر
غوطہ زن تھا نہر تفکر میں | تھا وہ غلطان اسی تصور میں
دل سے رہ رہ کے اپنے وہ کہتا | تھا یہ الہام کوئی خواب نہ تھا
متاثر ہوا وہ خوش کردار | یاد آیا جو باپ کا اظہار
کی یہ غور اپنے حال پر جو نظر | بولا پھر اپنے دل سے وہ مضطر
مجھکو مرحوم سے ہے کیا نسبت | اون سے بدتر ہے میری سب حالت
وہ تھے محتاط اور خوش کردار | خوش چلن خوش معاملہ دیندار

۱ جلدی ۲ یعنی کچھ نہیں کھایا ۳ ضد ۴ بالکل ۵ غوطہ لگانیوالا ۶ نہر ۷ غور
۸ ہوتا ہوا ۹ منجانب اللہ جو بات ہو ۱۰ اثر لینا ۱۱ خصلت ۱۲ مجبور ۱۳ رحم
کیا گیا مردہ کو کہتے ہیں ۱۴ صاحب احتیاط یعنے گناہوں سے بچنے والا ۱۵ معاملہ

پر عیاں مجھ پہ اپنے ہیں سب راز — گر پڑھے بھی تو گنڈے دار نماز[۱]
الکسا ہی کی ذرا طبیعت اگر — نہ صلوات عشا[۲] پڑھے اکثر
جب ہوئی فرصت اور چاہا جی — پڑھ لی ظہرین[۳] کی نماز کبھی
سو رہا کرتا تھا پاؤں پھیلا کر — نہ پڑھی عصر پھر نماز سحر[۴]
نہ ہوا کوئی امر اگر مانع — گئے جمعہ کو مسجد جامع[۵]
جو ذرا دھوپ میں ہوئی تیزی — جانیکو پھر نہ چاہتا تھا جی
پر ہمیشہ سے یہ رہا دستور — عید کی پڑھتا تھا نماز ضرور
فکر تھی صبح سے نہانے کی — تھی خوشی عیدگاہ جانیکی
تھا بہت اشتیاق میلے کا — سر میں پڑتا تھا تیل بیلے کا
جا کے مسجد میں دل یہ کہتا تھا — کہ ہیں جلدی سے ہو نماز ادا
ایسی طاعت کی تو یہ حالت تھی — جن میں تکلیف تھی نہ زحمت تھی
جن عبادت میں کچھ بھی تھی ایذا — جس طرح سے زکات یا روزا
وہ ہمیں پہلی ہی سے کرنی ہو — سونچ لیتے تھے حیلۂ شرعی[۶]
ودھر آیا مہینہ شعبان کا — ڈر سے روزوں کے پیلا تھا چہرہ
سب سے بڑھ کر یہ نسخہ تھا آسان — دوڑ کر پہنچے ہم طبیب کے یان
کبھی پوچھی دوا حرارت[۷] کی — کبھی معدہ کی کچھ شکایت کی

---

۱ ایک دن پڑھی ایک دن نہ پڑھی سست ہوئی نماز ۲ عصر کی نماز وقت ظہر دوپہر ڈھلے سے شروع ہو کر
رہتا ہے صرف چار رکعت عصر پڑھنے کے قبل تک ختم ہو جاتا ہے عصر کا وقت اس کے بعد ہی شروع ہو کر مغرب کی نماز کے وقت ختم
ہو ... ظہر کی نماز چار رکعت اور عصر کی بھی چار رکعت ہے مغرب کی نماز تین رکعت ... چار رکعت ہے نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب
شروع ہو کر ... شفق تک کے رہتا ہے یعنی چار رکعت عشا کی ... عشا کا وقت نماز مغرب کے بعد ہی شروع ہو کر آدھی رات تک
رہتا ہے جلد مغرب کی نماز کے بعد صرف ایک تسبیح فاطمہ علیہ السلام کا وقفہ عصر و عشا کی نماز شروع کرنے کے لئے کافی ہے
۴ نماز صبح کی دو رکعتیں ہیں نماز صبح صادق سے طلوع آفتاب کے قبل تک رہتا ہے
۵ وہ مسجد جہاں نماز جمعہ ہوتی ۶ شرعی بہانہ جس کی اجازت آگئی ہو ۷ خفیف بخار

پیشتر سے یہ بندوبست کیا
اپنے نزدیک تھا یہ کیا مشکل
سپنے آگے تھی کچھ بی بی بڑی بات
جب بقدر نصاب جمع ہو زر
اوس پہ حکم زکات ہے جاری
ہم یہاں ایک سال کے اندر
شرط ہے اک زکات میں بھی
اتنا حیلہ ملا تو پھیر کیا تھا
آجتک دی کبھی نہ تم نے زکات
شرک اور کفر کے قریب رہا
اپنے تو نامہ عمل میں کہیں
نظر آئی بھی گر کوئی نیکی
کسی محتاج کو کبھی جو دیا
کار پوشیدہ کا کیا اظہار
نہ کیا کچھ بھی خوف رب قدیر
یوں اکارت کیا ثواب کو بھی
فائدہ مند یہ عمل کیا ہو

نذر جو تھا لگا دیا لگا
رمضان آتے ہی لیا مسہل
ٹال دیتے تھے اس طرح سے زکات
اور اک سال یوں ہی جائے گذر
ہے یہی حکم ایزد باری
کرتے تھے بی بی کو یہ وہ زر
زر مسکوک کی بھی قید لگی
مول لے لیجئے رکھدیا سونا
کچھ نہ کچھ سوچکر نکالی بات
دین و ایمان سے بے نصیب تھا
عمل نیک کا پتہ بھی نہیں
تو کسی کام کی نہ وہ نکلی
اک زمانے سے اوسکا فکر کیا
اپنا احسان جتایا سو بار
اوسکو سمجھا کئے ذلیل و حقیر
بلکہ مدعو کیا عذاب کو بھی
بخش کیا ہے طلائی خالص کو

سلہ جو دوا قبل مسہل کے مادہ فاسد جمع کر کے دفع ہونے کے واسطے پلائی جاتی ہے سہ جلاب
تہ وہ تعداد رقم مسکوک جس پر زکات دینا واجب ہو جائے یعنی ... اور سال بھر جمع رہنا
شرط ہے ھہ یعنی چاندی و سونا جس پر حکومت بادشاہ کا نام ثبت کیا گیا ہو ھہ خدا کا شریک
دوسرے کو گردانا سہ صدقہ چھپا کر دینا چاہئے کیونکہ مستحب ہے۔ زکات واجب ہے
اسکا علی الاعلان دینا جائز ہے شہ ضایع شہ بلایا سہ ملایا ہوا سلہ نرا کھرا سونا ہو

ہے وہ نیکی بدی ثواب گناہ
ان خیالات سے بخصوص کل
جنبش کرتا تھا اس میں فکر نصوح
پس ہوا اوس پہ کچھ اثر ایسا
اے غفور الرحیم و رب انام
مجھ سے بدتر نہیں جہاں میں کوئی
نہ ہوا ہوتا کاش میں پیدا
یا مصیبت ہی ایسی کچھ پڑتی
میں گنہ کرنیکو رہا زندہ
پاک دنیا سے تو گزر جاتا
بچ گیا آہ معصیت کرکے بھی
مجھ پہ لعنت ہے اب گنہ جو کروں
اس سے مرنا بہر حال بہتر
سوچتا تھا کبھی وہ نیک صفات
عدل و انصاف سے یہ بات ہے دور
اب وہ مرنے کو کیا سمجھتا تھا
وہ مرا جاتا تھا ندامت سے
کبھی مالک سے اپنی کہتا تھا

جو عمل ہو نہ فرصتاً للعبد
تڑپا سینہ میں صورت بسمل
اونچی ہی کانپتی تھی اوسکی روح
اس نے بے اختیار رو کے کہا
خالق ذوالجلال والاکرام
پر گناہ و عاصی و خاطی
معصیت پر نہ معتمد رہتا
ملتی مہلت نہ مرا ہوتا نیکی
بجلی ٹوٹی نہ آسمان گرا
بچپنے میں ہی کاش مر جاتا
بچا کتنی زندگی سے میری
بلکہ اوسکے قریب بھی پھٹکوں نا
لعنت ہے کمبخت ایسی جینے پر
کیا کروں میں تلافی مافات
نہ سزا پاؤں اور کروں میں قصور
ایک آدمی سزا سمجھا تھا
لوگ سمجھے شاد اوسکی صحت سے
نیک توفیق کر تو مجھکو عطا

۱ بخشنے والا ۲ رحم کرنیوالا ۳ گناہ گار ۴ خطا کرنیوالا ۵ صاحب اختیار
۶ تھا ۷ دور ہیکہ تھوک ہے ۸ گذری یا تو نہا بدہ ۹ کم ۱۰ نرم ۱۱ اچھا ہونا
یت

دل میں بھر دی تجلی ایمان — رہوں تا زیست تابع فرمان

شرم جرم و گناہ ایسے بڑھے ہے — صدق دل سے دعا توبہ پڑھے ہے

اپنے گھر کا جو پھر خیال آیا — ان سپھوں کا لشکر مال آیا

خوب برباد یوں گئے ڈھنگ میں تھا — بی بی بچے سب ایک تنگ میں تھی

دھیان جب یہ نصیحت کو آیا — دوسرا اور اک ہوا صدما

خیر میں تو ہوا ہی تھا گمراہ — کیا اونکو بھی اپنے ساتھ تباہ

تھا میرا قصور میری خطا — مفت ڈوبے یہ بندگان خدا

آج تک تجھ خبر نہ لی انکی — کچھ نہ اصلاح میں نے کی انکی

تھا میں اس گھر کا مالک و سردار — نیک و بد کا میں اونکی تھا مختار

کر دیے تھے سپرد تیرے آہ — تو نے انکے نفوس اے اللہ

کیا ضایع تیری ودیعت کو — کر دیا یوں تلف امانت کو

تھے جو میرے مطیع اور منقاد — یہ سمجھے ولیکن ہوئے برباد

میں نگہداشت انکی گر کرتا — کیوں اب افسوس اسقدر کرتا

یہ جو بگڑے تو ہوگا بد یہ اثر — انکی نسلیں بھی ہونگی سب ابتر

میں نے اولاد سے عداوت کی — بیخ بویا جہان میں تخم بدی

لہ روشنی سہ سچے ستہ دعائے توبہ یعنی وہ دعا جو ترک گناہ آئندہ و عفو گناہ گزشتہ کے لئے پڑھی جاتی ہے وہ یہ ہے اَستغفِرُ اللّٰہَ العَظِیم وَ اَتُوبُ اِلَیہِ اُشھِدُکَ یا اللّٰہ وجمیع انبیائک و ملائکتک و رسلک و حملة عرشک و جمیع خلقک انی نادم علی ما سلف من الذنوب والمعاصی ومعترف بھا وانی عازم بعد الیوم ان لا اعود والعیاذ ما عاهدت الله تعالی علی ذالک الف عهد فی عنقی یطالبنی به یوم القیمة وصلی علی محمد و اله اجمعین یہ دعا پڑھنا چاہئے اور عمل کرنا چاہئے

ہہ افسوس ستہ دشمن شہ برباد شہ خبرداری سعہ خراب سلہ بیخ برائی کا

عادتیں ہیں یہ نیک بندوں کی ۔ دے کے بچوں کو تربیت اچھی
آخر اس کا جزا یہ پاتے ہیں ۔ نیک اولاد چھوڑ جاتے ہیں
میں برا تھا تو میری بعد مرے ۔ ہو گی دنیا میں یادگار بری
نسل میری جہاں میں پھیلی گی ۔ یا برائی جہاں میں پھیلی گی
جائینگے جب یہ لوگ پیش خدا ۔ اور کہیں گے ہماری کیا ہے خطا
کس نے ایمان کی ہمکو دی تعلیم ۔ کس نے کی راہ نیک کی تفہیم
اشکوں سے منہ نصوح نے دھویا ۔ زور سے چیخ مار کے رویا
دل سے اقرار دوسرا جو کیا ۔ عہد اصلاح خاندان کا تھا
کی دعا پھر کہ اے خدائے احد ۔ اس ارادہ میں کر تو میری مدد
کر دے مطبوع طبع قلب و جگر ۔ پھر دے تیرے کلام میں تو اثر
پھر یہ سوچا نصوح خوش کردار ۔ نہیں آسان یہ کام ہے دشوار
مجھ اکیلے کی جان ایک طرف ۔ اور سب خاندان ایک طرف
کام تنہا یہ ہو نہیں سکتا ۔ تخم اصلاح بو نہیں سکتا
اک جوان ضعف کو توڑ سکتا ہے ۔ اک جتھا پہاڑ پھوڑ سکتا ہے
بس یہاں وہ مری مثل ہو گی ۔ جیسے نقارہ خانہ میں طوطی
سوچکر پھر نکالی یہ تدبیر ۔ ان میں سے ایک کو کر لوں اپنا مشیر
کچھ تو ہلکا کرے وہ بار میرا ۔ ہو معین اصلاح کا میرا
کہا دل نے ہے کس لئے مضطر ۔ نہیں بی بی سے ہے کوئی بہتر

تعلیم سے خدا کے آگے سے سمجھاتا سے درستی سے ایک سے بیج دینے کا
نوبت خانہ سے صلاح مشورہ دینے والا ۔ سے مددگار ۔

کچھ بہلائی ضد کو کر لی تھی
جب ہوئی تھی نصوح کی شادی
اون دنون میں شروع کچھ چرچا
طبع ہوکر نکل رہی تھیں جدید
ایسی باتون کا تھا نصوح کو ذوق
دیکھکر اوسکو ہو گیا تھا یقین
کچھ مضامین کھیں پڑہ پڑہ کے
بات یہ ہے جو بات ہو اچھی
اوسکی بی بی نے بھی کیا تسلیم
پھر وہ اپنے میان سے پڑھنے لگی
لکھنے پڑھنے لگی تھی وہ خوش خو
جب سے اتک تھا حال اسکا
ہوئی لکھنے پڑھنے کی اور سنجیدہ
اوسکا سمجھانا بھی بہت آسان
بچون مین جنکی عمر ہی چھوٹی
شکل اوسکی ہے جیسا ہے
کہنے میں مان کی سے پدر کی مین
کہ وہ مغرور اہیت تھی لکھی پڑھی
کی تھی خالق نے خانہ آبادی
لکھنے پڑھنے کا عورتون کے تھا
کچھ کتابین بھی عورتونکی مفید
سیر کا تھا کتب سے بیحد شوق
عورتونکی جہالت اچھی نہیں
اپنی بی بی کو بھی سنائے تھے
سب کو معلوم ہوتی ہے وہ بھلی
عورتون کو مفید ہے تعلیم
عقل بھی رفتہ رفتہ بڑھنے لگی
پانچ ہی چھ مہینہ میں اردو
کچھ نہ کچھ مشغلہ چلا جاتا
نام جنکا تھا نام فہمیدہ
دلمیں یہ سوچکر ہوا شادان
ہوگی اصلاح اونکی بھی جلدی
ایک بیٹی ہے ایک بیٹا ہے
دو تو وہ اپنے گھر کی ہین

۱ گھر آباد ہوتا ۲ چھپ کر ۳ نئی ۴ فائدہ پہنچانے والی ۵ چلنا پھرنا ۶ معنی نظر ڈالتا ۷ سب پڑھا ۸ جمع مضمون ۹ قبول ۱۰ نیک طبیعت ۱۱ ۱۲ سمجھدار ۱۳ زمانہ نصوح کا نام معنی عقلمند ۱۴ خوش

اونکو کیا گھر کی کوئی کیا اوٹنے
اب نصیحت ہی اونکو لا حاصل
وہ کہین گے نہین ہم ابا جان
تمنے جو کچھ سکھایا ہمنے کیا
سونچ کر یہ ہوا وہ دلگیر
غم تھا اس بات کا زیادہ اسے
اور اون کی برائیان اکثر
وقتین کو بہت نظر آئین
یا تو اونکو درست کریونگا
پھر اوسے دفعتاً خیال آیا
نہ سمجھتا تھا اوسکو بھی آسان
تھا جو اوسکا ارادہ مستحکم
کچھ ہلاکت نہ کم اوٹھائی تھی
مگر اوس نے کہا یہ بی بی سے
شکر معبود کا بجا لاؤن

بیٹی بیٹا جو ہون برابر کے
پورے ہے طور اونکا پڑھنا ہی مشکل
کیونکہ تم سکھائے ہمارے لیئے اٹھان
کچھ ہمارا قصور ہے نہ خطا
ٹپکے چشم نصوح سے آنسو
بال نیچے ہین دو تو نکلے آگے
اسکی اولاد مین کرینگی اثر
پر یہ دو باتین دلمین ٹھہرائین
بیٹے جی یا مین چھوڑ رہی دو انکا
منجھلی بیٹی کا منجھلے بیٹے کا
اوسطرف سے بھی تھا نہ اطمینان
نہ کم بار فکر سے ہوئی خستہ
طاقت ایسی طرح نہ آئی تھی
تھوڑا سا پانی گرم کردو مجھے
غسل کرکے ادا نماز کرون

فہمیدہ

واہ کیا خوب تمنے اچھی کہی — اک ذرا آ تو لے تو آتا ئی

رستہ ۱ یعنی بڑا اثر کا بڑی لڑکی نصوح کی ایسی تھین جو صاحب اولاد ہوچکی تھین ۲ مشکلین ۳ یک بیک
ہوا ۴ شکر کا بوجھ ۵ پھرتی ۶ مصیبت ۷ قابل پرستش ۸ نہانا
ت

دلکو میرے عجب یہ ہوتا ہے | ایسی جلدی نماز کی کیا ہے
میں تمہارا یہ مطلب اب سمجھی | اچھے ہونے کی نذر ہے باقی
ہوا نادم نصوح یہ سنکر | بس گھڑوں پانی پڑ گیا اوسپر
غرق دریائے انفعال ہوا | اور یہ دلمیں اوسے خیال ہوا
گھر کی بی بی ہے مری حیرت مین | عجب اوسکو ہے حق کی طاعت مین
ایسے مسلم پہ ہنستے ہیں کفار | میرے اسلام سے ہے کفر کو عار
شرم سے رنگ چہرہ کا ہوا زرد | ہوا محجوب کھینچکر آہ سرد

نصوح

میں جو ہوتا نماز کا پابند | اسقدر تم نہ ہوتیں حیرت مند

فہمیدہ

کچھ سمجھ میں نہیں یہ آتی بات | اسقدر آج کیوں ہے ذکر نجات
ہم تو سیکھے دو مہینے نذر نیاز | بھاگی جاتی تھیں نہیں ہے نماز
کسلیے اسقدر ہے حضرت کو | تندرست اچھی طرح ہو تو لو
سن کے اس سے نماز کی تاکید | ہوا فہمیدہ سے یہ چین بجبین
دلمیں اپنے مگر یہ پھر سونچا | کیا قصور اسکا ہے یہ میری خطا
یوں ہی ہوتی ہے اوسکی رو یہ تباہ | جسکا شوہر ہو دین سے گمراہ

۱ حیرت ۲ پیشکش یا وہ فعل جو با اظہار عقیدت کسی تمنا پوری ہونیکے عہد میں کیا جاتے —
۳ جب جانا ۴ نادم ہے یعنی ملزم بہت آگئی ۵ ڈوبنا ۶ شرم ۷ مسلمان ۸ کافر کی جمع
۹ رنگ ۱۰ شرمسار ۱۱ تعجب ۱۲ کوشش ۱۳ آئی ومت +

نصوح

کچھ نہین خوف خالق ہمسار — کیا کہا تم نے توبہ استغفار

فرض بندون پہ ہے جو طاعت حق — اوسکی پرواہ نہ تہی کچھ مطلق

پھر بنایا نصوح نیک اساس — لایا طاعت بجا بدلکے لباس

کی نماز اوسنے اسطرح سے ادا — یون جھکے سب گھر اٹھا پیش خدا

جس طرح بادشاہ کے آگے — کسی خونی کو جون پکڑ لائے

ہیبت حق سے کانپتا تھر تھر — آنکھین نیچے کیئے جھکائے تھا سر

حال دل اسکے سے نہ تھا پنہانی — عاجزی و فروتنی تھی عیان

تو یہ گویا گنہ سے کرتا تھا — وہ جو کانپتا تھا تھہرتا تھا

فرق عجز و نیاز کرتا تھا خم — جھکتا تھا جو رکوع میں پیہم

خاک پر گر کے کرتا تھا سجدہ — تا کہ حق عبودیت ہو ادا

طاعت حق وہ یون بجا لایا — دیکھنے والوں کو ترس آیا

کچھ دنون ضعف کی ہی شدت — رفتہ رفتہ پھر آگئی طاقت

تھی وہ تکلیف یا کہ راحت تھی — وہ علالت تھی یا کہ صحت تھی

درد ایسا تھا جو دوا نکلا — مرض ایسا تھا جو شفا نکلا

تھا وہ اندوہ باعث شادی — وہ تباہی تھی وجہ آبادی

خصلتیں بھی مزاج بھی بدلا — اب نہیں وہ نصوح پہلے جو تھا

سلہ خدا سلہ ذات سلہ نیک بنیاد سلہ ادب کے جیسا ہونا سلہ جس نے کسی کو مار ڈالا ہو [illegible]
سلہ ظاہر سلہ چھپا سلہ انکسار سلہ بڑھ بڑھکے سلہ ختم۔

سیر دلفریب سے[1] بھی منہ موڑا
ہو گئے اب تو داخل طینت[2]
پہلے سب گو اوس سے رہتے تھے دور
حال غصہ کا ہے یہ ادنی سا
تیورا اُسکے ذرا ہوے جو کڑے
کھانیکے وقت ایک آفت تھی
اوس گھڑی کی تھی سیر قابل دید[3]
سارا کھانا زمین پر پٹکا
ہوئی اُس دن محلہ بھر کو خبر
بی بی سے منہ بھتھا ہوا خفگی
ہے وہی اب نصوح نیک سیر
بلکہ بچون سے ہے کے رنجیدہ
باپ کا ہے نہ کچھ خیال نہ ڈر
پا کے صحبت نصوح جیسا بھلا
غصہ ہر بات پر سوا ہو گا
یہ جو چپ ہے تو لوگ کہتے ہیں
کب یہ وقت کھوتے بھی نہیں

دوستون میں بھی بیٹھنا چھوڑا
انکسار و تواضع و شفقت
ایک ہی بد مزاج تھا مشہور
دیکھنے بچے سہمتے تھے ہمیشہ
سہم جاتے تھے ڈر کے چھوٹے بڑے
تیز یا کم نمک ہوا جو کبھی
بس چھنا چین ہو گئے پیارے شہید
بال بچون کو ہو گیا فاقا
کھانا پکتا بڑا نصوح کے گھر
بچونکو بات بات پر گھُرکی
ڈھول سر پر بجے تو ہو نہ خبر
چیختی پیٹتی تھی فہمیدہ
شور کرتی ہیں کاینپن جا کر
اور گھر والون کو ہوا کھٹکا
اب مزاج اور چڑچڑا ہو گا
اب اسی سے خموش رہتے ہیں
ہیں خفا ہنستے بولتے بھی نہیں

سلہ دل بہلانا سلہ طبیعت سلہ بچون کو ایک جہل لفظ ہوا کہکے ڈراتے ہیں تاکہ ڈر
ی حالانکہ یہ بہت بری بات ہے۔ بچون کے دل نازک ہوتے ہیں ڈرنے سے
مختلف امراض پیدا ہونیکا اندیشہ اور بودا ہو جانا جوان ہو کر یقینی ہے سلہ قابل دید سلہ چینی کی برتن
ٹوٹنے کی آواز سلہ غصہ کا انداز سلہ بیماری کی حالت میں بد مزاجی کا اظہار

دیکھیئے کس کی شامت آتی ہے ۔ دیکھیئے کس پہ آفت آتی ہے
برخلاف اوسکے تھی یہ کیفیت ۔ اور سی اور ہوگئی حالت
ہوگیا تھا مزاج اوسکا سلیم ۔ نرم دل بردبار اور حلیم
سامنے جو بُرا بھلا آیا ۔ کھالیا سنکر حق بجا لایا
ایک اسکا مزاج کیا بدلا ۔ رنگ گھر میں ہر ایک کا بدلا
پہلے جو لوگ اِسسے ڈرتے تھے ۔ اب وہ اس کا لحاظ کرتے تھے
جنکو تھی پہلے نفرت و وحشت ۔ اب بھی اِسسے کرتے تھے الفت
پہلے آتے تھے لوگ حیرت میں ۔ دیکھکر محو اسے عبادت میں
کی یہ اچھی نصوح نے تدبیر ۔ خود بخود اونپہ بھی ہوئی تاثیر
منتظر یہ بھی تھا اسی کا مگر ۔ اک ذرا لوگ ہو تو لیں خوگر
تب کروں اپنا انتظام شروع ۔ ہو نصائح کا اہتمام شروع
جبسے بدلی تھی اسکی یہ جلوت ۔ آگئی تھی پسند اوسے خلوت
اک الگ کمرے میں یہ کوٹھے پر ۔ بیٹھا رہتا اکیلا دن دن بھر
کوئی سمجھا یہ دیکھکر حالت ۔ نہیں جب رہی اوترنے کی طاقت
اور کسی نے کیا یہ دلمیں خیال ۔ آجکل نیند پڑگئی ہے کمال
جانے آنیکا اتفاق پھر ۔ ہوتا تھا اوسکی بی بی کو اکثر
دیکھتی تھی ہمیشہ وہ ہمراز ۔ کبھی چپ ہے کبھی ہے محو نماز
آخر اک روز اس نے یہ پوچھا ۔ کیا کیا کرتے ہو یہاں تنہا
اترے آیا کرو کبھی نیچے ۔ دل ذرا بال بچوں میں بہلے

۱ نرم سلہ تحمل کرنیوالا [illegible] عادی [illegible] نصیحتیں [illegible] تنہائی
۵ راز دار

نصوح

آج پوچھا ہے تمنے شکر خدا | جب کہ بیمار ہو کے میں اٹھا
دیکھتے مرحلے ہو گر میرے علاج سلہ | سبب اوسکا کیا نہ استفسار سلہ

فہمیدہ

سچ کہا تم نے سچ ہے یہ خیال | مگر اسکا دو مجھ سے پوچھو حال
گو کئی بار دل میں کی نیت | نہوئی پوچھنے کی پر جرأت
کچھ برا ماننے کی بات نہیں | تھا تمہارا مزاج تیز یہیں
ایک تو تھا ہی آپ درہم | جیسے کڑوا کریلا نیب چڑھا سلہ
ملتفت بھی نہ پایا تمکو اوپر | چھا گیا خوف اور رعب سب پر
سب یہ سمجھے مزاج ہے برہم | پھر یہ جرأت تھی پوچھتے کچھ ہم

نصوح

تھا جو بیں یہ مزاج حد سے سوا | شکریہ سلہ نہ تم نے مجھکو کیا

فہمیدہ

کسکو منہ کھولنے کی تھی طاقت | بات کرنی کسکو تھی جرأت

سلہ طریقہ سلہ پوچھا سلہ نیب جسے عوام نیم کہتے ہیں مثل ہے کڑوا کریلا نیم چڑھا یعنی کریلا خود کڑوا ہوتا
دوسرے کی بیل نیم کے درخت پر چڑھتی ہے (کیونکہ نیب بھی کڑوی ہوتی ہے) اور نتیجہ یہ چڑھ گئی
سلہ الگا ہ

نصوح

خیر اچھا یونہی سہی بہتر
ان دنون میں خفا ہوا کسپر
اب جو غصہ مجھے نہیں آتا
لوگ کیا اسکا کرتے ہیں چرچا

فہمیدہ

پوچھتے ہو جو یہ تو مجھسے سنو
اک تعجب ہے اسکا گھر بھر کو
جب سے منہ اوتی باتیں ہیں مشہور
سبھی کہتے ہیں اپنی نبی حضور
ڈاکٹر نے دوا جو قبض کی دی
چڑ گئی ہے دماغ میں گرمی
رائے ہے بکی ہو تمہارا علاج
ٹھیک اتبک نہیں ہوا ہے مزاج

نصوح

کان دھر کے جو تم سنو تو کہوں
نہ دماغی خلل ہے اور نہ جنون
رہے ہر وقت ٹھیک میرے حواس
یاد ہے نہ تھا کوئی میرے پاس
ڈاکٹر نے دوا پلائی تھی
تب ذرا نیند مجھکو آئی تھی
پھر بیان ماجرائے خواب کیا
سب عیان دلکا اضطراب کیا
بڑے مردوں کی قلب سے نرمی
غور تو کیجے دلون میں ہی جو تھی
جب ہی تعلیم مذہبی کا ہے اثر
جلد کرنی ہے انکے دل میں اثر
سنکے شوہر سے ماجرائے خواب
ہوئی فہمیدہ مضطر و بیتاب
خوف حق اسقدر ہوا طاری
غش کی حالت عیان ہوئی ساری

۱؎ دستون کی بند کرنیوالی ۲؎ قسم جنون ۳؎ مذہب کا علم پڑھانا

تھی ادہر یہ نصوح کی حالت ۔ بڑہتی جاتی تھی جوشش رقت
ہوئی ہمدم جو اوسکی فہمیدہ ۔ اب سہارا اک اور اوسکو ملا
ایسا رویا کہ بندہ گئی ہچکی ۔ دیکھکر حال اوسکا بی بی بھی
اپنا منہ آنسوؤں سے دہونے لگی ۔ چیخ کے بلبلا کے رونے لگی
تھا غرض کچھ عجیب حال ان کا ۔ ساون ادہر بہادوں ادہر تھا سماں
اپنے ہوش و حواس کرکے بجا ۔ بی بی سے پھر نصوح نے یہ کہا

نصوح

یہ جو دنیا کے غم میں رونا ہے ۔ مفت آنکھوں کا اپنی کھونا ہے
کسی ایذا میں یا کہ تلخی سے حاصل ۔ ہے بس اک چیز رونیکے قابل
اے بڑا کر بھی کوئی آفت ہے ۔ جرم سب سے بڑی مصیبت ہے
انفعال گناہ پر رونا ۔ دہوئے داغ معصیت ہونا
گریہ عفو گناہ کی ہی سبیل ۔ مغفرت کی ہیں اشک ترحم کفیل
ایک ذریعہ معذرت کا ہے ۔ یہ ہے کفارہ گذشتہ معصیت کا
رو کے دہوئے گذشتہ بد اعمال ۔ کریں آیندہ انتظام مآل
وہی توبہ ہے مستجاب اللہ ۔ کرے انسان نہ جسکے بعد گناہ
جو کرے عہد قایم اوسپہ رہے ۔ کر دکھائے وہی جو منہ سے کہے

فہمیدہ

تم جو کہتے ہو یہ صحیح ہے مگر ۔ کی گناہوں میں ہم نے عمر بسر

۱ رونا ۲ راہ ۳ ضامن ۴ وسیلہ ۵ ہموش

پھر اب امید مغفرت ہو گیا
در دعیب قابل و راندہ رہا

نصوح

ہو کے فہمیدہ یہ خیال خام
چپ رہو کفر کے کرو نہ کلام

قطع امید اوسکی رافت سے
ہو نہ مایوس اوسکی رحمت سے

وہ ہے جرم و گناہ بخشنے والا
ہے غفور الرحیم نام اوسکا

نہ غرض ہے اوسے اطاعت کی
نہ ہے پرواہ اوسے عبادت کی

منحرف ہوں جو سارے اہل جہان
ترک کردیں عبادت یزدان

اوسکی شاہی و سلطنت میں کبھی
فرق آئے نہ اک سر مو بھی

اور اسی طرح گر تمام بشر
کریں طاعت میں اوسکی عمر بسر

ہو نہ اک رائی کے برابر بھی
قدر و عظمت میں اوسکی افزونی

یہی منظور اوسکو ہوتا اگر
کرتا پیدا ہی ملک بجائے بشر

کوئی بندہ جب اوسسے ڈرتا ہے
رو کے الحاح و عجز کرتا ہے

اوسکے رحم و کرم کے میں قربان
عفو کر دیتا ہے وہ سب عصیان

مالک و راحم و غفور بھی ہے
یہ تو سب کچھ ہے پر غیور بھی ہے

نہیں ہرگز وہ درگزر کرتا
کوئی بندہ ہے شرک اگر کرتا

فہمیدہ

اپنے اعمال سے ہی مجھکو حجاب
ہوئی مایوس ہوں غرق سراب

---

۱ کچا ۲ مہربانی ۳ پیدا ہوا ۴ اسم خدا ۵ جو نادانستہ ۶ زیادتی ۷ فرشتہ ۸ منت ۹ گنتا ۱۰ غیرت دار ۱۱ خدا کا شریک ۔ ۱۲ جسکو معاذ اللہ قرار دینا

کچھ حساب اُن گناہوں کا بھی ہے — چشم پوشی کی انتہا بھی ہے

باپ ماں کو ہے پیاری گو اولاد — ہوتی ہے مامتا بھی حد سے زیادہ

حرکتوں نے کلیم کے کیا — پر جے میرا اتہارا بھی گھٹا

نصوح

غلطی ہے کرو قیاس اگر — صفتوں کا خدا کی انسان پر

جسقدر باپ ماں کو الفت ہے — اپنی اولاد کی محبت ہے

اُس کے فضل و کرم کا اک شمّہ — بدرجہا کہیں ہیں اس سے سوا

خو نے طفل و جوان و پیر میں ہے — جرم انسان کے خمیر میں ہے

وہ خطا سے نہ در گزر کرتا — اور گناہوں پہ گر نظر کرتا

پھر نہ آباد ہوتا سارا جہان — قابل قتل تھا ہر اک انسان

اوسکی شفقت کی کوئی حد بھی ہے — اوسکی رحمت کی کوئی حد بھی ہے

گرچہ ہیں گناہ ہم ہر چند — نہیں کرتا ہے باب رزق وہ بند

وہی پانی ہوا اور وہی ہے مکان — وہی ٹھنڈی ہوا وہی سامان

وہی راتیں بھی ہیں بے آرام — اور دن بھی وہی ہیں کرنیکا کام

جاڑا گرمی وہی وہی برسات — ڈالی ہے اوسکے فضل پر برسات

اوسکی رحمت سے یہ بہت ہے دور — معذرت پر بھی عفو ہوں نہ قصور

پھر تو دونوں نے ہاتھ پھیلا کر — عرض کی پیش خالق داور

توبہ ہم دونوں کی تو کر مقبول — از برائے رسول و آل رسول

صورت گل وہ پھر ہوئے خندان — رخ جھمیدہ سے طرب تھا عیان

۱؎ محبت مادری ۲؎ نکلی ۳؎ اس سے بہت زیادہ ۴؎ یعنی مٹی جس سے بنا آدمی ہے ۵؎ واسطے
۶؎ عذر کرنا ۷؎ آل رسول کے معنے فاطمہ زہرا علی مرتضی حسن بیٹا حسین شہید کربلا سید سجاد امام محمد باقر
امام جعفر صادق امام موسی کاظم امام رضا غریب امام محمد تقی امام علی نقی امام حسن عسکری قائم آل محمد امام زمان

ہیبت حق کا قلب پر تھا اثر | تھا بدستور جب نصوح مگر

فہمیدہ

اوسکی رحمت سے بدحواس ہو کیون | کرلی توبہ تو اب اوداس ہو کیون

نصوح

ابھی ان باتون سے ہو تم انجان | نام خوف و رجا کا ہی ایمان
زور کیا اوسپہ کیون نہ بشر ڈرے | کرے توبہ قبول یا نہ کرے
کرے مقبول تو عنایت ہے | رد کرے وہ تو کیا شکایت ہے
اور یہ سب سے بڑا ہے اندیشا | کیا بھروسہ ہو ہمکو توبہ کا
ہمکو توفیق خیر دے جو خدا | جب ہی ممکن ہے عہد کا ایفا
ہو نہ گر فضل خالق یکتا | کچھ نہیں آدمی سے ہو سکتا
فکر یہ بھی ہے سب سے قطع نظر | چھا گئے کیونکر نہ ابر غم دلپر
ہم سے سرزد ادھر گناہ ہوئے | مفت بچے ادھر تباہ ہوئے
کیون نہ بیتاب دل ہو اس غم سے | دیکھا دکھی ہمارے سب بگڑے
ان پہ بھی دین کا اثر پڑتا | رہتا ان باتون کا اگر چرچا
کچھ کھلونے منگا دی جب روئے | ہمنے خود انکے حق مین کانٹے بوئے
جانور پالنے کو ان کی آگے | انکو میلے تماشے ہمنے دکھائے
میں خرابی کا انکے ہون بانی | دشمنی انکے ساتھ میں نے کی
ان غریبون کا کیون میں باپ بنا | کب میں ان نعمتون کے قابل تھا

بچپنے میں یہ ہو گئے نہ یتیم
بچے اشراف کے تو کہلاتے
ہے یہ اک نابکار کا عالم
اشتہار رہتا ہے ثانی شیطان
کبھی سینہ پہ ہے نگاہ جمی
کسلیئے اسقدر ہے یہ تنتا
پائجامہ میں چوڑیاں ہیں پڑی
ہیں انگرکھے کے بند چھاتی پر
اور جو وہ دوسرا ہے نابکار
کوٹھے پر منہ اندھیرے آتا ہے
اونگلیاں منہ میں رکھکے دی سیٹی
داب کر ایک ہاتھ میں کمتی
نو بجے دن تلک یہ حال رہا
دس بجے مدرسہ جو جاتا ہے
اور پھر تیسرے پہر جو ہوا
شب کو بارہ بجے تلک کا شر

پھر سنور تی انہیں بڑی تسلیم
پاجیوں کی یہ عادتیں انہیں
ناش کے آتے کسطرح بزم
جیسے فرعون وقت یا ہامان
ہے نظر دونو بازو نپہ کبھی
کیا کبوتر ہے یہ کوئی لقا
سر پر اک توکرا ہے لوٹی
خود زمین پر ہے آسماں پہ نظر
اوسکے بھی کچھ عجیب ہیں اطوار
اور دہما پہ جو کڑی مچاتا ہے
ایک ٹکڑی کبوتر نکی اوڑی
دوسرے ہاتھ میں لی ایک چھیپی
باپ دادا کا نام خوب اچھالا
ہارے باندیکا یہ بھی سودا ہے
لیکے چرخی اوڑایا کنکیا
کبھی شطرنج ہے کبھی چوسر

۱؎ بدچلن ۲؎ دوسرا ۳؎ نام بادشاہ مصر ۴؎ نام بادشاہ متکبر ۵؎ قسم کبوتر کا نام جو
سر پر سوار رہتا ہے ۶؎ بدچلن ۷؎ آوارہ بنائی ہوئی ۸؎ ایک کبوتر کے پر توڑ کر
ہاتھ میں رکھتے ہیں جسے دیکھکر کبوتر نکی ٹکڑی گھر میں اتر آتی ہے ۹؎ لکڑی میں کپڑا باندھ
لیتے ہیں جس سے ڈر کر کبوتر اڑ جاتے ہیں ۱۰؎ جس پر ڈور چڑھاتے ہیں ۱۱؎ پتنگ
۱۲؎ کھیل کا اکہ

آٹھویں روز جب ملی چھٹی	صبح سے شام تک ہے بجیسی
تیرا گو کہ سب سے ہے چھوٹا	پر وہ کمبخت ہے سب سے بڑا
تس پہ شوخی غضب ہے بیباکی	سارے اہل محلہ ہیں شاکی
راہ چلتوں کو دیتا ہے ایذا	اُسکو چھیڑا کبھی اوسے مارا
ایسے بچے نہ دیکھے اور نہ سُنے	سب کے سب بدمعاش اور لچے[1]
بدزبان بدمزاج بدخصلت	بے ادب بے تمیز بے غیرت
اپنی عزت کا پاس خاک نہیں	گالی دینے میں اونکو باک نہیں
باتیں بیہودہ ہیں تو فحش کلام	نہ زبان پر ہے بس نہ منہ کو لگام
لڑکیوں میں نہیں ہیں گو یہ عیوب	نہیں اونکا بھی ٹھیک پر اسلوب
لکھنے پڑھنے کا مشغلہ تو کہاں	کھیلتی ہیں وہ رات دن گڑیاں
نہ سہی گالیاں یہ کیا کم ہے	کوسنا کاٹنا تو ہر دم ہے
نہیں اونکی زبانیں میں بس ہیں	کھاتی ہیں بات بات پر قسمیں
بیٹھتے اُٹھتے رات دن ہر دم	بس جناب امیر[2] کی ہے قسم
دیکھکر یہ میں رنج سہتا ہوں	خون کے گھونٹ پیکے رہتا ہوں
جھیلتا پر ہیں یہ صغیر و کبیر[3]	سب ہماری تمہاری ہے تقصیر
نہ بری بات پر کبھی ٹوکا	نہ بری راہ سے کبھی روکا

فہمیدہ

بیٹھنے والے تم تھے باہر کے	کام سب تیرے سپرد تھے گھر کے
مجھکو اب فکر و غم نے گھیرا ہے	یہ سراسر قصور تیرا ہے

…دے ۱ سے ۲ یعنی علی مرتضیٰ علیہ السلام ۳ چھوٹے بڑے

قاعدہ ہے کہ باپ سے بڑھکے ماں سے مانوس ہوتی ہیں بچے
ماں کا بچوں پہ ہوتا ہے قابو سیکھتے ہیں یہ ماں کی سب خو بو
جب یہ بیہودہ باتیں بکتے تھے اور جب تم انہیں گھر کتے تھے
کرتی تھی میں حمایتیں ان کی سب بگاڑی ہیں عادتیں انکی
میں نے ان سب کو کر دیا ابتر ہے سب الزام میری گردن پر
ہائے ان کی برائیاں جو جو جانتی ہوں میں کیا خبر تمکو
کچھ رہے لاڈ میں نہ مجکو خبر کیا میری عقل پہ پڑے پتھر
مجکو ان سے نہیں ہے اطمینان ہے اب اصلاح خارج از امکان[۱]

نصوح

کیوں وہ فوراً ہم سے ہوں دلگیر بخدا تم ہو میری بے تقصیر
چاہتا جو میں کیا نہ وہ ہوتا تم پہ بھی اختیار تھا میرا
مجکو ان بچوں پر بھی قدرت تھی پر سراسر میری ہی غفلت تھی
انکی اصلاح سے ہو کیوں بیدل غیر ممکن نہیں یہ ہے مشکل
اب تمہارے خیال کیا یہ ہیں چھوڑ دوں انکی باگ ڈھیلی میں
آتے ہوں تو نہ راہ پر آئیں پیٹ بھر کر خراب ہو جائیں

فہمیدہ

نہیں بنتا بگڑ چکا جب کام اب یہ سنبھلیں یہ ہے خیال خام
کچھ کہے کوئی اپنی کرتے ہیں کہیں بگڑے ہوئے سنورے ہیں

۱ امکان سے باہر ۲ زیادتی ۳ رودر

دیکھتی ہو کلیم کی حالت　　ہی اک ادنیٰ سی اوسکی یہ عادت
وہ بہانا سُن کے چین لیتا ہے　　باپ ماں کو جواب دیتا ہے
کچھ اسی پر نہیں ہیں سب اچھے　　جتنے چھوٹے بڑے ہیں اس گھر کے
غیر ممکن نہیں یہ خوب کبھی　　کہیں پڑھتے ہیں بوڑھے طوطے بھی
منع کرتی نہیں ہیں کچھ تمکو　　تم سے کوشش جو ہو سکے وہ کرو
پر میں اقرار کر نہیں سکتی　　اس کی حامی میں بھر نہیں سکتی
حال بچوں کا جانتی ہوں سب　　جتنا کرتے ہیں میرا پاس ادب
ہاں تو ہوں پر وہ کیا سمجھتے ہیں　　کوئی انّا ددّا سمجھتے ہیں

نصوح

ہاں یہ سچ ہے مگر سنو میری بات　　چل رہے ہے ڈگی نہ پائی نجات[۱]
کہ چکی ہو زبان ہی تم یہ ابھی　　تربیت فرض انکی ہم پر تھی
بنسبت مادری و فرزندی　　جب تلک تم ہیں انہیں ہی باقی
تم سبکدوش ہوتی ہو کیونکر　　فرض ہے وہ تمہاری گردن پر
یاد ہوگا تمہیں دو سال کا حال　　کسی بچے کا تھا مزاج نڈھال
فکر میں تھی بجا نہ تھے حواس　　لیے جاتا تھا میں حکیم کے پاس
منتظر تھا ادھر میں جانے کو　　تم اٹھیں اوس کا منہ دہلانے کو
جب ذرا تم سے سینے کی جلدی　　تب یہ جھنجھلا کے تم نے بات کہی
اک ذرا ٹھیرو دم تو لینے دو　　او جلا کرتا بدل تو دینے دو
یوں نہ باہر تم اس کو لیجاؤ　　دیکھ چھینٹے نہ سر پہ مجھکو منواؤ

۱ نصوح کے بیٹے کا نام ہے کم سنہ کی کام ہے یہ بڑا کرنا اور یہ یاد میں مضبوط شکل بر سلیقہ محدث

ہوگا میرا سلیقہ سب ظاہر
کیا کہیں گے حکیم جی آ کر

کیسی ہے بدتمیز گھر والی
نہیں بچوں کو صاف بھی رکھتی

ٹھیک ٹھیک تھی وہ تمہاری بات
اب تو غور سے ہماری بات

جائیں گے جب حضور رب علا
دل ناپاک لے کے یہ اپنا

کیا خدا کو جواب دو گے تم
وان تو سمجھو سر نہیں بنو گی تم

دوسرے ان سے جب محبت ہے
پھر یہ کیا مقتضائے[۱] الفت ہے

چھوڑ دیں ہم انہیں مصیبت میں
کام آئیں نہ ان کے آفت میں

اور مصیبت بھی وہ مصیبت ہو
جسکا باعث بھی ہوں ہمیں دونوں

یہ تو ظاہر ہے ہم نے غفلت کی
انکی اصلاح فرض ہم پر تھی

فہمیدہ

تم کہو ہیں تو یہ نہیں رکھتی
ان کی اصلاح مجھپہ فرض نہ تھی

بلکہ مجھکو یقین ہے اس کا
کہ گیا وقت پھر نہیں آتا

ہے فضول اب یہ کوشش و محنت
سعی برباد رائگان محنت

نصوح

تم سے جو ہو سکے کرو تدبیر
ہے عبث کار نیک میں تاخیر

کوشش و فکر ہے ہمارا کام
نہ اثر ہو تو ہمپہ کیا الزام

اور ہوا بچوں پر جو فضل خدا
اس نے تدبیر میں اثر بخشا

اگر ان کی بدل گئی عادت
پھر تو ہوگی خوشی بھی بے غایت

[۱] محبت کا اقتضا۔

تربیت ان کی ہے بہت مشکل
یہ سمجھ کر ہو چھوڑتی کیوں دل

فہم کی ہے تمہاری یہ غلطی
ہو گی محنت تمام جو نہ سہی

فہمیدہ

تمکو صاحب ہے اس میں کیوں اصرار
میرے نزدیک ہے مگر دشوار

غیر ممکن یہ بات ہے دیکھو
فیصلہ جو مرے تمہارے ہو

مرد کی پھر بھی ہوتی ہے ہیبت
نہیں میری تمہاری اک حالت

دم میں ناک میں یہ کرتے ہیں
کچھ تو جو ڈرتے ہیں تم سے ور ہیں

تمکو تو کچھ بھلا سمجھتے ہیں
وہ مجھے کیا بلا سمجھتے ہیں

شیخ چلی کا اک خیال ہے یہ
غیر ممکن ہے یہ محال ہے یہ

کہ یہ اب راہ راست پر آئیں
جو ہیں ارمان ہمارے بر آئیں

مارنا کیا گھرک نہیں سکتے
بیٹا بیٹی جو ہوں برابر کے

عادتیں پھر چھٹیں گی وہ کیونکر
جنکے ہیں بد تو ان سے یہ خوگر

اک تو سختی کی انپہ ہمت اگر
سب کرینگے بھر می تھر می ہم پر

دوسرے آئے گی یہ اور آفت
ہو گی دونی انہیں ضد اور نفرت

فرض کر لو کہ ہم نے کی نرمی
نکلے گا سیدھی انگلیوں نہ گھی

نہیں کہنے کا میرے تمکو یقین
انمیں ہونا ہوا اتنا کچھ بھی نہیں

نصوح

سن تو لو میری اے خجستہ خصال
سبھی ممکن ہے ہو جو استقلال

کہتے ہیں کہ شیخ چلی ایسے خیالات کیا کرتا تھا جو ناممکن ہوتے تھے اسکا نام ایک مثال ہو گیا ہے جو کام نہ ہو سکے

اب بھی باز آؤ اپنی ہٹ سے کہیں
بک رہا ہوں مین تم سمجھتی نہین

مجھکو اسکی نہین ہے کچھ پروا
کہ زمانہ کہیگا مجھکو بُرا

جو کہیگا کوئی وہ سن لونگا
فرض ادا کر رہا ہون سمجھونگا

خود سمجھتا ہوں میں کہ سختی اب
ہے بڑے لڑکون پر مناسب کب

ہے خشونت بھی بلکہ نازیبا
اولٹا ان دونوں کا اثر ہوگا

ہوگی سختی کی جا پہ تو سختی
اور نرمی کی جا پہ نرمی بھی

دل گواہی یہ میرا دیتا ہے
ہونے والا نتیجہ اچھا ہے

بچے آخر یہ آدمی کے ہین
عقل وہوش وحواس رکھتے ہین

اتنی سی بات کیا نہ سمجھیں گے
اپنا اچھا برا نہ سمجھین گے

اتنی سختی عمل میں لاؤن گا
باؤن باتون مین یہ بتاؤن گا

جو نہ مانیگا میرا دل سے کہا
مین نہ اوسکا نہ وہ شریک مرا

گر دو پر بہیں بھی پاؤن مین
بس جو کہتا ہون کر دکھاؤن مین

تم جو ہیں شریک حال رہو
ہر طرح کی ہو تقویت مجھکو

تجھے ہر بات پر یہ ہے دستور
ڈھونڈتے ہین سہارا ما کا ضرور

تم سے بڑھکر قصور ہے میرا
تمکو الزام دے نہین سکتا

تم نے جبتک مدد نہ کی میری
نہ کبھی ایک بھی چلی میری

نہیں اور کچھ تو اتنا کرو
چھوٹے بچونکو تم سمجھاتے رہو

فہمیدہ

دل وجان سے کرونگی میں امداد
کیا یہ چاہونگی تجھے ہون برباد

ہیں بڑا جیتوں انکا خوب کہی
لڑکے جس وقت بہک گئے چھوٹے تھے
ہیں بگاڑیں جو عادتیں انکی
ہوش آیا ہے جیسے نام خدا
بے تعلق ہوں ایسے لڑکوں سے
لاکھ چیخوں میں چاہتی ہوں جو کہیں
لڑکیوں کا اگر ہے یہ دستور
مجھ سے وہ کچھ نہ کچھ تو ڈرتی ہیں
مدد اپنی صغرا و ربیں دونگی
اور وہ بچے ابھی جو ہیں نادان
فکر نہ کر میں سمجھ لونگی
نہیں دشوار و سخت ہے ایسا
کیا عجب ہے کہ خود سی رغبت ہو
انکو تعلیم دیتی ہے فطرت
ذہن رہنے کا ہے یہ عزم جو کچھ
بات ہے تھوڑی دیر کی یہ ابھی
خاک منہ میں میرے کہوں میں کیا
پہ بہن کی انبساط کو دیکھو
یہ تعجب بغور سے لیکر کہا

ہو گئی دشمن ہیں ان کی ماں ہوئی
مجھکو بیشک یہ ماں سمجھتے تھے
کرتی تھی ہیں حمایتیں ان کی
نہیں سنتا ہے کوئی میرا کہا
بات آٹھ آٹھ دن نہیں کرتے
پھر کر منہ کو دیکھتے ہی نہیں
بیٹھی رہتی ہیں میرے پاس ضرور
سامنے میرے کھیلا کرتی ہیں
تا بمقدور اٹھا نہ رکھونگی
ٹھیک ہو جانا انکا ہے آسان
ان کا کیا موم کی ہیں ناک ابھی
کچی لکڑی کا سیدھا ہو جانا
منہ سے کہنے کی بھی نہ حاجت ہو
نقل کرنے کی ہوتی ہے عادت
وہ کرینگے کرینگے ہم جو کچھ
کی حمیدہ نے تو قیامت ہی
ہو گی یہ عقلمند حد سے سوا
اور بڑی بو بہو نکلی سی باتونکی
جملہ بتلا دو واقعہ کیا تھا

فصل سوم

فہمیدہ اور منجھلی بی حمیدہ کی گفتگو

ہنس کے کہنے لگی وہ سحر بیان ۔ ہوئے دُرج دہن سے دُر افشان

کچھ حمیدہ کے ہیں عجب انداز ۔ اب جو دیکھا ہے تم کو پڑھتے نماز

مجھ سے کیا پوچھتی ہے وہ نادان ۔ یہ بتاؤ تو مجھ سے اماں جان

کرتے ہیں روز ابا جان مرے ۔ کیوں یہ اُٹھ بیٹھ نت منہ دھو دھو کے

منہ کے بل گر کے سر اُٹھاتے ہیں ۔ اور کچھ بدبدا کے جاتے ہیں

بولی ہیں پڑھتے ہیں نماز خدا ۔ بھولے پن سے کہا نماز کیا

یہ بھی اماں ذرا بتاؤ تو ۔ واہ واہ کہتے ہیں خدا کس کو

سنتی ہوں میں جو ذکر آتے ہیں ۔ لوگ قسمیں خدا کی کھاتے ہیں

آپ تو نوکروں کو بھی سو بار ۔ کہتے ہیں غصہ میں خدا کی مار

بین

اے مری جان نماز طاعت ہے ۔ اپنے معبود کی عبادت ہے

بندے ہم سب ہیں کبریا ہے وہی ۔ جس نے پیدا کیا خدا ہے وہی

وہ خبر سب کی لینے والا ہے ۔ وہی روزی کا دینے والا ہے

ہر کٹھن میں بھی کام آتا ہے ۔ مارتا ہے جلاتا ہے

سلہ ہنسلی سلہ منہ سلہ موتی گرانیوالی۔

حمیدہ

اچھی اماں میری بتا دو ذرا — تم کو بھی اوس نے ہے کیا پیدا
کیا ہے سب کا جلانے والا وہی — میری ننھی کا ابّا جان بھی

ماں

مرحبا منہ تو چوم لوں میں ذرا — واہ تم خوب سمجھیں ہاں بیٹیا

حمیدہ

جب خدا رزق دیتا ہے تو یہ کیا — گھر میں پکتا ہے روز گیہوں کھانا
دو سیر بھر ہماری ننھی کو — دودھ تم کس لیے پلاتی ہو

ماں

تیرے صدقے سمجھ تو یہ بیٹیا — پانی آخر خدا ہے برساتا
گر نہ چاہے وہ خالق باری — نہ اُگے دانہ سبزہ ترکاری
خاک سب میری جان پھر کھائیں — ساری دنیا کے لوگ مر جائیں
پالنے والا بچوں کا ہے وہی — سینہ میں دودھ اتارتا ہے وہی
الگ تمہاری سے دو دیکھے چھینے — کیا مصیبت اٹھاتی تھی سینے
خوش تھا ایک دن جیسی کہ تھا — دودھ اتاروں جگر اترا تھا
دودھ کا زور کم ہوا ایسا — دفعتہً جاڑے کا بخار چڑھنا

۱؎ چھوٹی بہن سے مراد ہے ۲؎ بہت۔

تپ کی شدت بھی کس غضب کی تھی
آنچ اک جسم سے نکلتی تھی

دو پہر بھر بخار کا آنا
دودھ کا اور وہ ماؤ کھا جانا

لاکھ زیرہ[1] پیا ستا[2] ور کھائی
کوئی چٹ پٹ[3] دوا بھی راس آئی

ان حکیموں کا بھی علاج کیا
اور تمامک بھی پڑھا کے کھایا

روز دادا تر سے خدا کے لئے
طشتری مجھکو لکھ کے دیتے تھے

دودھ ایسی گھڑی کا سوکھا
نہ اترنا تھا پھر نہ وہ اترا

غیر حالت تمہاری ہوک گئی تھی
انّا رکھنا پڑی مجبوری

رکھ کے انّا اگر وہ کوفت سہی
نہ میسر ہو دشمنوں کو بھی

رہگی کے تمہاری ہی تھے للے
پل گئیں تم خدا خدا کرکے

حمیدہ

حال معلوم ہی یہ مجکو نہ تھا
پھر تو اللہ ہے بہت اچھا

روزی دیتا ہے وہ زمانیکو
پانی پینے کو کھانا کھانیکو

وہ خبر بچوں کی بھی لیتا ہے
میری ہنسی کو دودھ دیتا ہے

اوسکو ہم سے جو اتنی الفت ہے
کیا خدا سے کوئی قرابت ہے

امین

چپ رہو توبہ توبہ اے جیا
ادس سے رشتہ ہی کچھ نہ کچھ ناتا

[1] ایک دوا کا نام [2] یہ بھی دوا کا نام ہے دودھ زیادہ ہونے کے لئے مفید ہے۔
[3] اما مٹھی بتاتی تھی دو دوا سے حلق پر ملکر دودھ آتر یگا ہے ستہ کھلاتے ہین مالو کی کماسے کی ترکیبین ہین سے اتر ہے ستہ دعا لکھی جاتی ہے اسماء خدا کے برکت سے دودھ اتر آتا ہے۔

بندے ہم سب ہین وہ خدائے انام	عورتین لونڈیان ہین مرد غلام

حمیدہ

نہین آیا مجھ مین ہون بیتاب	اچھی اماں مجھے بتاؤ شتاب
کہین لونڈی غلام سے اپنے	کوئی کرتا بھی ہے سلوک ایسے
کیون عنایت یہ اسکی ہم پر ہے	مہربان باپ سے جو بڑھکر ہے
ہے یہ لونڈی غلامونکی عادت	اپنے آقا کی کرتے ہین خدمت
ہم یہ کیا صبح و شام کرتے ہین	کونسا اوسکا کام کرتے ہین

ماں

بھولی بالون پہ تیری مین قربان	سب پہ واجب ہے طاعت یزدان
اور عبادت کا ہے وہی انداز	پڑھتے ہین جو تمہارے باپ نماز
خم ہو فرق نیاز واجب ہے	ہم سبھون پر نماز واجب ہے

حمیدہ

ہان مین اب سمجھی اسکا بھید اور راز	کام سب سے بڑھکر خدا کا ہے یہ نماز
اس عبادت سے بڑی کب ہین	اوسکی لونڈی غلام ہم سب ہین
فرض طاعت ہے اوسکی ہمپہ بھی	کھاتے ہین اوسکی ہی جو دی روٹی
اماں لونڈی نہین تم اوسکی کیا	جو نہیں کرتی ہو نماز ادا
تمکو روٹی نہین وہ دیتا ہے	کیا نہین وہ خدا تمہارا ہے

بھولے پن سے کیا یہ اونسے کلام ۔ اور مجھپر لگایا یون الزام
شرم سے دل بیٹھ رہا تھا کہیں ۔ میں سما جاؤن شق ہو کاش زمین

بہن

ہے وہی سب کا مالک و آقا ۔ اوسکی لونڈی ہون مین بھی شک ہے کیا
ہنون طاعت کو سر جھکاتی ہون ۔ دی ہوئی اوسکی روٹی کھاتی ہون
لونڈیان ایسی بھی تو ہین بیشک ۔ بھیجا کام پچھ رکو رنک
کیا بتاؤن مین کیا ہون کیسی ہون ۔ ویسی ہی ایک مین بھی لونڈی ہون

حمیدہ

خیر جانے دو اس کو یہ تو ہوا ۔ پڑھتے تھے پہلے کب نماز ابا
ہو کے بیمار اُٹھے ہین جب سے ۔ شوق طاعت بھی ہے ہوا جب سے
کسکی روٹی وہ کھاتے تھے پہلے ۔ کیا جب اللہ کے نہ تھے تب سے
ہوا یہ سنکے وہ بھی بیقابو ۔ گرے ٹپ ٹپ لضوح کے آنسو

بہن

تمنے جو کچھ کہا وہ سب ہے بجا ۔ کرتے تھے وہ بھی میری جان بیجا

حمیدہ

کانپا جاتا ہے دل مرا ڈر کے ۔ پھر تو اللہ میان خفا ہونگے
کہیں ایسا نہو کہ یہ بھوکھون مرین ۔ ادھر وہ کہنا ہمارا بند کرین

مجھکو ننھی کا ہے خیال بڑا — نہ کہیں سوکھ جائے دودہ اسکا
کہتے ہی حمیدہ رونے لگی — ننہا منہ آنسوؤں سے دہونے لگی
گود میں ہیں نے اپنے کھینچ لیا — اوسکو لپٹا کے خوب پیار کیا
کبھی اوس کی بلا مین لیتی تھی — اور دلاسا کبھی مین دیتی تھی
سب کر لیا نیکا ہوا یہ اثر — اور رونے لگی وہ چپلا کر
ضبط آخر نہ ہو سکا مجھسے — اشک آنکھوں سے مری گر ہی پڑے
تڑپی رونے سے پھر گو وہ سوا — مین نے اوسکو سنبھال کر یہ کہا
نہ کرو خوف اوسکے لونڈی غلام — بھوکون مرتے نہیں ہین جو غلام
نہیں دستور یہ کبھی اوس کا — بند کرتا نہین ہے وہ کھانا

حمیدہ

دلکو اوسدم ہوا میرے اطمینان — مجھکو تو جب یقین ہوا اتی جان
میرے آگے پلا کے ننھی کو — دودہ ہی یا نہین ہے دیکھو تو
نہیں اس گھر میں گو کہ لونڈی غلام — نوکرون چاکرون پہ صبح و شام
ہوتے ہین روز ربا جان خفا — کرتا ہے کوئی گر ذرا سی خطا
کبھی جبرانہ اونسے لیتی ہین — کبھی گھر سے نکال دیتے ہین
جب خفا بھی نہیں ہمارا خدا — لونڈیون غلامون پہ ہوتا
چاہیے ہے ہمیں کہ اوس سے ڈرین — اور کبھی جی لگا کے کام کرین
ٹھیک ورنہ وہی ہے مشکل ہوگی — کام چور اور نوالہ حاضر کی

مین

جاگ اوٹھی اگر تو روئے گی — سونے دو ننھی ہے ابھی سوئی

دودھ کچھ کم نہین خدا کا دیا
بات تم نے مگر یہ ٹھیک کہی
چاہئے ہے خدا کا کام کرین
کام سے جی نہین چراتے ہین

پھر تمہارا عبث ہے گھبرانا
ہی جگہ شرم اور غیرت کی
جو کہ دیتا ہے رزق اوسے ڈرین
جسکا کھاتے ہین اوسکا گاتے ہین

حمیدہ

فکر ہے مجکو اسکی سب سے بڑی
دیکھئے اوسکی جان اب کیا ہو
کھاتی ہون رات دن مین کتنی بار
کھیلتے کھیلتے جب آتی ہون
نہین کرتی ہون طاعت اوسکی ادا
پھر وہ مجھ سے لپٹ کے رونے لگی
خوف اوسکا کرو نہ تم بیٹا
نہ ڈرو اشکون سے کرو نہ ضائع
کھانا تمکو زیادہ دیتا ہے
غرض اسکی یہ ہے بڑی حجت

ہین

بیٹے اب تک نہین نماز پڑھی
نہین آتی نماز بھی مجکو
اس مری بھوک پر خدا کی مار
کتنی ہی بار کھانا کھاتی ہون
نہ کرے رزق بند وہ میرا
دھن اشکون سے پھر بھگونے لگی
تم سے اللہ میان نہین ہے خفا
چھوٹے بچون کی ہے نماز معاف
کام لیکن نہین وہ لیتا ہے
اسکے بدلے بہت سا کام کرو

حمیدہ

گو مری عمر ہے ابھی چھوٹی
پان تمکو بنا کے دیتی ہون
اپنے کپڑے مین خود بدلتی ہون

ہون مگر کام سب مین کر سکتی
ننھی کو گود مین مین لیتی ہون
اپنی ابا کو پنکھا جھلتی ہون

نہیں اللہ میاں کو پھر ڈرتی
چھوٹا سا کام بھی نہیں کرتی

کچھ ہے مشکل نماز کا پڑھنا
اپنے ابا کو دیکھتی نہیں کیا

بہت آسان ہے ہاتھ منہ دھو کے
بس یہی نا کھڑے ہوئے بیٹھے

جسکی لونڈی ہوں مجھسے کام اسکا
ہائے اتنا بھی ہو نہیں سکتا

امین

اے میرے دل کی راحت و آرام
سچ ہے کرتی ہو تم بہت سے کام

اور تم نے نماز کو جو کہا
اوسمیں پڑھنا بھی ہے کچھ اسکے سوا

وہ میری جان زبان ہے عربی
جسکو میں بھی نہیں سمجھ سکتی

لیکن اباسے ہے تمہارے سنا
کچھ خدا کی ہے اسمیں مدح و ثنا

کہیں اقرار و اعتراف گناہ
ہے کہیں شکر فضل و جود[1] الٰہ

ہے یہی طاعت خدا کا نام
میری جان ہے نماز اسی کا نام

حمیدہ

قید ہے یہ نماز میں جو لگی
کیا خدا کی زبان ہے عربی

امین

نہیں رکھتا وہ جسم اور اعضا[2]
سب باتوں کو جانتا ہے خدا

عالم الغیب[3] ہے ہمارا اللہ
ہے ارادوں سے دل کی وہ آگاہ

اوس پہ ہر بات کیوں نہ ہو حالی[4]
اوس سے ہے کوئی جگہ نہیں خالی

ہر گھڑی دیکھتا ہے وہ سبکو
سب وہ سنتا ہے جو کچھ اسکو کہو

ذات میں اسکی ہے ہر ایک کمال
جانتا ہے وہ اگلے پچھلے حال

[1] بخشش [2] جسم کے ٹکڑے [3] غیب کا حال جاننے والا [4] روشن

سنتے ہی یہ حمیدہ گھبرائی — ووڑ کر وہ مرے قریب آئی
جلد جلد اسنے اور ہنی اوڑھی — اور مودب عقب بنل بیٹھ گئی

حمیدہ

ہر گھڑی چاہئے ہے اوسکا ڈر — ڈانٹ لو اتی جان تم بھی سر
جب ہے ہر وقت ہر جگہ موجود — گھر میں ہوگا ہمارے بھی موجود
بس یہ کہکر بدل گئی حالت — غالب آئی حمیدہ پر ہیبت
یونہیں کچھ دیر جب پڑی وہ رہی — سو گئی پھر تو گود میں میری
سن جو ہوئے لگین میری ٹانگیں — چپکے سے ہاتھ دیکے بغلوں میں
اوسکو غفلت کی نیند میں پاکر — بس لٹا پلنگ پر لا کر
کی یہ تاکید عمدہ خانم سے — اوسکی ہی تکئے کے پاس بیٹھی ہے
تا تجھے رہے وہ لڑکی پر — سوتی تو سوتی نہ چونک اوٹھی ڈر کر
کرکے سب بندوبست ابھی یہ وہان — آئی ہوں میں تمہارے پاس یہاں
اوسکی باتوں سے ڈر کچھ ایسا تھا — تن بدن تھرتھرایا جاتا تھا
ولمیں رہ رہ کے یہی کہتی تھی — ایسی باتیں اور اتنی سی لڑکی
یہی ہر دم خیال اسکے تھے — کہیں ہو تو نہیں گیا کچھ اسے

نصوح

ایک یہ بھی ہے فضل رب انام — نہیں ڈریکا ہے یہ کوئی مقام
مذہب حق کی ہے یہی خوبی — کہ وہ تعلیم دیتا ہے ایسی
اسکو ہر شخص ہے سمجھ سکتا — پیر ہو یا جوان ہو یا بچا

کم عمر کی لڑکیاں جو چھوٹا دوپٹہ اوڑھتی ہیں ۔ اوسکے ساتھ ۔ ایک جگہ یا ایک پہلو بیٹھے رہے
دوران خون میں ایک کاوٹ ہو کر جو اعضو میں پیدا ہوتا ہے جسکو سن ہو جانا کہتے ہیں ۔ نام ہاتھ
[illegible]

سب ہین سمجھے ہوے مسائل دین ۔ کچھ سمجھے پہیلیان یہ نہین
دین حق کے ہین جسقدر کہ اصول ۔ ہین قرین قیاس اور معقول
نہین معلوم عقل انسان پر ۔ کیا بتاؤن پڑے ہین کیا پتھر
تجربے بات اتنی ہوئی بھی ۔ نہیں اسکی سمجھ مین ہے آتی
چاند سورج ستارے دن اور رات ۔ آسمان و زمین و حیوانات
خود بخود تو نہیں ہوے پیدا ۔ کوئی خالق بھی ہے نگران کا
حق نے انسانکو عقل بھی دی ہے ۔ صفت خاص اک عطا کی ہے
نہین تخصیص خالی از علت ۔ اس مین صانع کی کچھ تو ہے غایت
پھر نہ سمجھے تو ہے بشر کی خطا ۔ پتہ پتہ گواہ ہے اوس کا
راز پوشیدہ ہوتا ہے یہ عیان ۔ باغ مین جب چٹکتی ہین کلیان
سنتے ہین گوش معرفت آگاہ ۔ نعرۂ لا الٰہ الا اللہ
تم سے باتین حمیدہ نے جو کہین ۔ اس مین کوئی جگہ عجب کی نہین
عقل ہم لوگون مین عجب ہے ہی ۔ نہیں ان بچونکے برابر بھی
اب کسی سے نہ چار آنکھین کرین ۔ ہمکو یہ چاہئے کہ ڈوب مرین
مین حمیدہ کی باتونسے خوش ہون ۔ ہے مرے واسطے یہ نیک شگون
اسکی باتون کو چاہئے ہے ہمین ۔ لوح دل پر ہم اپنے سب لکھ لین
عمر میری حمیدہ کی ہو سوا ۔ رہے محفوظ چشم بد سے سدا
یہ نمونہ ہے اس کی رحمت کا ۔ یہ فرشتہ ہے اک ہدایت کا

۱ یعنی عقل سے ۲ خصوصیت یعنی خاص بات ۳ سبب ۴ بنانیوالا ۵ نتیجہ مقصود ۔
۶ جانتا ۷ کوئی پیدا کرنیوالا نہیں ہے سوائے اللہ کے یہی کلمہ طیبہ اصل ایمان ہے ۔
۸ اپنا ۹ شگن ۱۰ بری آنکھ

شکر فضل خدائے ہر دو جہان	ایک سے تو ہوا اب اطمینان
اب بتاؤ کہ اہتمام ہو گیا	دوسرون کا بھی انتظام ہو گیا
اس مین کیا مشورہ[۱] تمہارا ہے	مین نے تو اپنے دلمین سوچا ہے
لڑکیون کو سنبھالے تم رہنا	اور لڑکون کو مین سمجھ لون گا

فہمیدہ

مجھکو بھی تو کرو ذرا تفہیم[۲]	ہو گی لڑکون کی کسطرح تعلیم
اسی ڈھری[۳] پہ میں بھی پاؤن دھرون	مین بھی وہ راہ اختیار کرون

نصوح

آگے جو مرضی خدائے قدیر	مین نے تو سوچ لی ہے یہ تدبیر
لیکے اپنے خدائے پاک کا نام	کرون چھوٹون ہی سے شروع یہ کام
کیا عجب جلد راہ پر آئین	کچی لکڑی کی طرح جھک جائین
مجھکو کھٹکا ہے اونسے ہیں جو بڑے	وہ کرینگے ضرور کان کھڑے
اندر اور باہر انتظام کرین	ساتھ ہم تم شروع کام کرین
تا نہ یہ اعتراض کوئی کرے	خاص کر ہیں ہمارے پیچھے پڑے

فہمیدہ

اگر اللہ پاک نے چاہا	چاہتی ہو جو تم وہی ہوگا

۱ صلاح ۲ سمجھانا
۳ پگ ڈنڈی

فصل چہارم

نصوح اور چھوٹے بیٹے سلیم کی گفتگو

دوسرے روز تڑکے وقت سحر | نہ اُٹھا تھا سلیم ابھی سو کر
عمدہ خانم نے یوں جگا کے کہا | ہاتھ منہ دھوؤ اُٹھو بیٹے صبح ہو گیا
اُٹھ کے بیٹھا وہ جب کیا یہ بیان | جاؤ تمکو بلا رہے ہیں میاں
جس زمانے کا ذکر کرتے ہیں ہم | دس برس سے تھی عمر اُسکی کم
سنتے ہی وہ طلب کی اپنی خبر | آنکھیں ملتا ہوا اُٹھا ڈر کر
ماں سے اپنی سلیم نے پوچھا | کہئے تو کیوں بلاتے ہیں ابا

اماں

مجھکو مطلق نہیں خبر بیٹا | ڈرتے ہو کیوں پر اسقدر بیٹا

بیٹا

مجھسے ابا کہیں خفا تو نہیں | ہوئی مجھسے کوئی خطا تو نہیں

ماں

جانتی ہوں تو میں کہوں تم سے | وہ تو کچھ مجھ سے بھی نہیں کہتے

سلیم

کیوں بلاتے ہیں مجھکو ہوں مغموم | عمدہ خانم تمہیں ہے کچھ معلوم

عمدہ خانم

اور تو کچھ نہیں ہے مجھکو خبر | لوٹا لینے گئی تھی میں اوپر

۱ نصوح کے چھوٹے بیٹے کا نام ہے ۲ نوکر اپنے مالک کو میاں کہتے ہیں۔

پڑھ رہے تھے کوئی کتاب میاں　　میں جو آنے لگی کیا یہ بیان
بھیجدینا سلیم کو جاکر　　اور اٹھا دینا سو رہے ہوں اگر

سلیم

عمدہ خانم بتا تو آیا اختر　　غصہ تو چپکے سے نہ تھا ظاہر

عمدہ خانم

کچھ بھی غیظ و غضب نہیں تھا مگر　　فکر کا کچھ اثر تھا چہرے پر

سلیم

دل میرا ڈر رہا ہے ساتھ رہو　　اک ذرا اماں جان تم بھی چلو

اماں

ڈر ہے کیا جاؤ دیر ہوتی ہے　　گو وہیں میری لڑکی سوتی ہے
خوب مضبوط کرکے دل اپنا　　باپ کے سامنے سلیم گیا
خوف بھی تھا نہ اسکو تاب کلام　　ڈرتے ڈرتے کیا ادب سے سلام
باپ نے کہا کہ بیٹا جیتے رہو　　پاس اپنے بٹھا لیا اس کو

باپ

دیر میں سو کے اٹھے کیوں بیٹا　　مدرسے تم ابھی نہیں گئے کیا

بیٹا

مدرسے کو نہیں ہے وقت ابھی　　دیر ہے اور ایک گھنٹہ کی

باپ

منجھلے بھائی کے ساتھ جاتے ہو　　یا الگ جاتے ہو بتاؤ تو

بیٹا

مین نہین بھائی جان کو پاتا	مون مین اکثر اکیلا ہی جاتا
ساتھ ہوتا ہے اب کہان انکا	ہونیوالا ہے امتحان ان کا
کوئی لڑکا ہے اونکا ہم مکتب	ٹر کے جاتے ہین انکی گھر روز اب
وہ اودھر سے ادھر ہی جاتی ہین	مدرسہ میں ہم اونکو پاتے ہین
اب کہان گھر میں وہ ٹہرتے ہین	بیٹھکر ساتھ یاد کرتے ہین

باپ

دوسرے کے جو گھر کو ہین جاتے	کیا یہان وہ جگہ نہین پاتے

بیٹا

کہتے تھے وہ جگہ کی کیا ہے کمی	ہوتا ہے شور بات ہے اتنی
یان بڑے بھائی جان آٹھ پہر	کھیلا کرتے ہین گنجفہ چوسر
جب ہوا کھیل پھر کہان پڑھنا	نہین ہو سکتا ہے یہان پڑھنا

باپ

کونسا شغل تمکو بھاتا ہے	تمکو بھی کوئی کھیل آتا ہے

بیٹا

نہین لہو و لعب ہے مجکو پسند	نہیں یہ کھیل کود فائدہ مند

باپ

کیا یہ سچ کہہ رہے ہو تم بیٹا	ہوتا ہے کچھ مجھے تعجب سا

[illegible] ؎ چونکی ایک کھیل کا نام ؎ پانسون کے کھیل کا نام ؎ کھیل کود۔

پہلے ایسے ذہنی تم اب کیا ہے | اس تنفر کا پھر سبب کیا ہے
ذکر منظور ہے دونو لڑکا ہے یہ ابھی | جبکہ باہر نشست تھی میری
میں نے ہے اپنی آنکھوں سے دیکھا | شوق تمکو ہر ایک کھیل کا تھا

بیٹا

آپ فرماتے ہیں بجا حضرت | ہو گئی ہے مجھے اب دلی نفرت
ہے جو تعمیل حکم مجھپر فرض | لیجئے اوسکی وجہ کرتا ہوں عرض
چار لڑکے بغل میں دابے کتاب | آتے جاتے ہیں اس گلی میں جناب
ان میں شوخی ہی نہ شرارت ہے | نیک عادت ہے نیک خصلت ہے
گھر سے باہر وہ جب نکلتے ہیں | راستہ سر جھکا کے چلتے ہیں
نہ کسی سے کبھی کلام کیا | جو بڑا مل گیا سلام کیا
گالیاں بکتے ہیں نہ لڑتے ہیں | نہ کسی سے کبھی جھگڑتے ہیں
کچھ عجب چارون بھلا ہو انکا چلن | ہیں عجب خوش چلن و نیک خصائل
چارون کے چارون ہیں شریف بچے | پڑھتے ہیں مدرسے میں ساتھ مرے
واقعہ ایک دن کا سنئے آپ | سنجھلا لڑکا ہے میرا ہم مکتب
کہیں آموختہ نہ بھولے مجھے یاد | بولے مجھ سے بگڑ کے یہ استاد
ان کے گھر سے ملا ہے ترا گھر | جا کے پاس انکے یاد کر لیا کر
میں نے پوچھا پھر اوسے کیوں حضرت | کہئے آیا کرون دم فرصت
مجھسے بولا ہے وہ خلیق و شریف | آپکا گھر ہے لائیے تشریف
دوسرے دن گیا میں اونکے گھر | اور انہوں نے بلا لیا اندر

۱ نفرت ۲ دل سے ۳ خالص ۴ تمیزدار لڑکا ۵ پڑھا ہوا سبق ۔

میں نے دیکھا کہ عورت ایک بوڑھی
تخت پر رو بہ قبلہ ہے بیٹھی

چہرہ نورانی اور رنگ ملیح
ہاتھ میں خاک پاک کی تسبیح

عابدہ بیگم اوسکا نیک تھا نام
نانی لڑکوں کی تھی وہ نیک انجام

سیدہا دالان کی طرف مین گیا
پھر بہائی کے پاس جا بیٹھا

پڑھ چکے تسبیح وہ بڑی بوڑھی
دیکھکر میری سمت کہنے لگی

نکیا تونے کو سلام مجھے
پر دعا دونگی مین ضرور تجھے

صد و سی سال تم جیو بیٹا
دے ہدایت بھی تمکو نیک خدا

سنکے مین یہ سخن نصیحت کے
رہگیا کٹ کے مارے غیرت کے

فوراً اوٹھا نہ کچھ کلام کیا
سر جھکا کر اونھین سلام کیا

مجھسے تب وہ معظمہ بولیں
یہ برا ماننے کی بات نہین

ہے یہ شیوہ شریفوں کا بیٹا
ٹل گیا جب کہیں بڑا بوڑھا

بھلے مانس یہ کام کرتے ہین
جھک کر اوسکو سلام کرتے ہین

اس سبب سے جتا دیا تمکو
میرے بچون کے ساتھ رہتے ہو

لا کے تھوڑی سی دی مٹھائی بھی
اور بہ اصرار پھر کھلائی بھی

آیا جایا کیا میں برسوں یوہیں
اپنے بچون کی طرح سمجھاتین

مجھسے الفت بھی تھی محبت بھی
اور کرتی تھین وہ نصیحت بھی

ہے جب ہی سے پڑ گئی عادت
ہو گئی کھیل کود سے نفرت

باپ

واہ اچھا یہ اختصار کیا
سب مفصل بیان کرو بیٹا

سادہ سے خاک کربلا سے ہم مکتب سے ایک قسم سے توفیق سے اچھے آدمی – ... کرنا سے پورا پورا۔

خوف کس بات کا بیان کرو	بے تکلف کچھ مجھ سے ڈرو
جس نے تمکو تمیز سکھلایا	ہو بھلا ایسی نیک بی بی کا

بیٹا

کچھ تکلف نہ پھر کسی کو رہا	ہوا ہر روز جب مرا جانا
پھر کسی بات پر نہیں روکا	پہلے ہی دن سلام پر ٹوکا
ہو لی تھی وہ معظم خبر	شوخیاں بھی میں کرتا تھا اکثر
اونکے دروازہ پر میں کھیلتا تھا	اتفاق ایک دن ہوا ایسا
ایک لڑکے سے ہو گئی تکرار	دل لگی دل لگی میں آخر کار
آئی گالی گلوج کی نوبت	نہ ہوا پاس عزت و حرمت
ہوئی پھر خوب مار پیٹ آخر	ہے نتیجہ ہنسی کا تو ظاہر
چڑھ گیا وہ سبک اڑنگے پر	مجھسے کمزور تھا جو ہاتی شر
دھڑ سے پھر چاروں شانے چت وہ گرا	دیدیا میں نے ایک کن جو ذرا
یاد ہی ہونگے وہ دے گھسے	چھاتی پر اوس شریر کی چڑھ کے
اودھ موا کر کے چھوڑتا میں اونے	نہ سمجھے لوگ اگر چھڑا دیتے
ٹھوک کر خم وہ سامنے آیا	غصہ اور آیا پھر تو شہ پایا
گھر سے ہمدرس تب مرا نکلا	پھر میں گھر جاؤں چاہتا ہی تھا
کھینچ کر لے گیا مجھے اندر	نہ ٹھہرنے دیا مجھے باہر
آپ یہ کس سے لڑ رہے تھے عجب	مجھ سے کہنے لگا وہ ہم مکتب

۱ے شرارت نہیں ۲ے ادب ۳ے قابل بزرگی ۴ے تابع ۵ے ٹانگ میں ٹانگ لگا کر گرا دینا ۶ے کشتی کے پیچ کی حرکت ۷ے نیم جان ۔

مین نے اس سے کہا کہ بھائی جان
دہی لڑکا کبر کا دھیان

میرا قصہ ہوا نہ تھا جو سر زد
گالیان بھیر ہزار دین اوسکو

میری بیہودہ باتین سن سن کے
آنکھین نیچے کئے تھے گھروالے

عابدہ بیگم الغرض یہین
شرم تجکو سلیم آتی نہین

شہدپن میں نہین ہے تیرا جواب
صورت اچھی ہے تیری گن ہین خراب

مدتون سے مجھے ملال یہ تھا
تجکو سمجھاؤن میں خیال یہ تھا

تیری باتین اچھی جو مین نے سنین
ہوگیا ہے یہ دلکو خوب یقین

اب ہے بے سود تجکو سمجھانا
نکمین کا رہا خراب گیا

شہدون سے پاجیون سے بھڑ پڑتا
سربازار کشتیان لڑتا

بدزبانی یہ ہے معاذ اللہ
گالیان ایسی موٹی موٹی واہ

میں

اسی کمبخت نے پہلی یہ کی
مجکو دے بیٹھا چھوٹی گالی

پھر تو مجکو بھی آگیا غصا
نہین تقصیر میری کچھ بخدا

عابدہ بیگم

بس کرو تم زبان کو اپنی بند
قسمیں کھانا نہین ہے مجکو پسند

ہے محل اور خداے پاک کا نام
نہیں بیٹا زبان کو بھی لگام

نہ ادب نہ زبان ہے بس مین
فحش بکتے ہو کھاتے ہو قسمین

۱ بیزی ۲ خرخشہ ۳ نام ۴ کم ۵ ابتدا۔

سیے بیہودہ لڑکون سے ملنا ۔ یہ تمہاری خطا نہین ہے کیا

مین

چھیڑتا ہے وہ راہ چلتون[۱] کو ۔ جان پہچان اوسے ہو کہ نہو

عابدہ بیگم

خوب عادت ہے جھوٹ بولینگی ۔ میرے لڑکو نکو دق کیا نہ کبھی

مین

نہین اوسے یہ بات کرتے ہین ۔ وہ زبردست[۲] ہے تو ڈرتے ہین

عابدہ بیگم

سب تمہارا قصور ہے کہ نہیں ۔ مل کے ایسے سے گالیان کھائین

مین

مین نے بھی خوب ہی لیا بدلا ۔ کہ زمین پر اوٹھا کے دے پٹکا

عابدہ بیگم

ہین خرابی کے تو ہی تجھہ مین ۔ یہ شرافت ہے یا کہ پاجی پن
بد زبانی جو کوئی کرتا ہے ۔ نام اوس کو زمانہ دھرتا ہے
اور جو اوسکا لیتا ہے بدلا ۔ کہتے ہین لوگ اسکو زیادہ بڑا

---

۱ راستہ چلنے والے ۲ قوی

ایک پاجی کے منہ لگے تم جو	گالیاں دیں اگر تو کھائیں بھی تو
کیوں یہی شیوہ شرافت ہے	کچھ بھی ہے شرم کچھ بھی غیرت ہے

امین

کیا بتاؤں میں کیا ہوا احوال	جھک کے آئی حیا یہ سن کے کمال
جھک گیا سر حجاب سے میرا	منہ سے نکلا نہ کچھ سوائے حجاب

عابدہ بیگم

ہو کے تم اک شریف کے لڑکے	لڑتے ہو کشتیاں کنجڑے سے
یہ تو سمجھو تمہارے دادا کا	شہر میں آجتک ہے کیا شہرا
ہے یہ لوگوں میں عزت و تکریم	کرتے ہیں اونکے نام کی تعظیم
کسکے پوتے ہو یہ بیاں کا نہیں	فحش بکنے میں تمکو باک نہیں
اسقدر جھوٹ بولنے پہ دلیر	اسقدر قسمیں کھانے پر ہو شیر
نہیں یہ امر جائے فخر سلیم	باپ دادا ہیں قابل تعظیم
انکی حرمت ہے وہ انہیں کیلئے	نہیں کچھ کام بیٹا بیٹی سے
دین دنیا میں بس جو عزت ہے	اچھے کردار کی بدولت ہے

امین

آب خجالت سے منہ کو دھونے لگا	میں وفور حیا سے رونے لگا
اونکے بھی آنسو آنکھوں میں بھر آئے	یہ سخن پیار سے زبان پر آئے

عابدہ بیگم

ہے تمہارا ہی فائدہ بیٹا	سوچو تو اب بھی کچھ نہیں ہے گیا

کچھ دنون بعد لیکن اے دلدار　　چھٹنا ان عادتون کا ہے دشوار

بہن

تجربہ اسکے نانی جان کرتا ہون　　اب سے کانون پہ ہاتھ دہرتا ہون

سفلہ

پنچ قومون کے لڑکون میں جانا　　کھیلنا کودنا قسم کھانا

اب سے یہ باتین جو کیجے گا　　اپنے گھر مین نہ آنے دیجیے گا

باپ

کیا عجب ہی سے بُری لگی عادت　　بری کامون سے ہو گئی نفرت

بیٹا

ابھی سنئے نہین جناب نہین　　آیا جایا کیا مہینون یونہین

روزمرہ یہی تھا ان کا شعار　　کرتی رہتین نصیحتین دو چار

بولین وہ ایک روز کیون بیٹا　　کام تم رات دن ہی کرتے ہو کیا

ہم نے ایک ایک کر کے گنوایا　　کھیلنا کھانا سونا اور پڑھنا

سنکے کھنچی اونہون نے آہ ایسی　　دلپہ میرے غضب کی چوٹ لگی

کس ستم کی وہ آہ تھی پُر اثر　　نقش ہے آجتک مرے دل پر

پھر یہ کہنے لگین وہ نیک سیر　　ہوتے ہین رات دن کے آٹھ پہر

نہین کرتے ہو اوسکا ایک بھی کام　　جو کہ ہے خالق و خدائے انام

کیا تمہارا کوئی اجارہ تھا　　کتا بلی اگر بنا دیتا

یہی احسان کچھ کم اسکا ہے　　کہ تمہین آدمی بنایا ہے

دوسرا ہے یہ فضل رب علا　　کیا اوس خاندان مین پیدا

جو ہے خوش حال اور عزت دار　　خوش چلن خوش نصیب خوش کردار

سفلہ رزیل بد قوم سے صلت

تم یہ سمجھو کہ ہوتے پیدا گر | کسی مزدور یا غریب کے گھر

کس طرح پیٹ پالتے اپنا | تمکو محنت نہ کرنی پڑتی کیا

جز پسینے کے کچھ نہ کھاتے تم | پیٹ بھر کر نہ وہ بھی پاتے تم

کم ہیں یہ نعمتیں تمہارے لیے | ہاتھ پیر آنکھ ناک کان دیے

لنگڑا اندھا تمہیں بنا دیتا | اوسکے نزدیک کوئی مشکل تھا

اوسکے احسان جسکے ہوں تمپر | اوسکے آگے کبھی جھکاؤ نہ سر

پھر سکھائی مجھے نماز الہ | اوسکے مطلب سے بھی کیا آگاہ

ہوئیں مجکو ہدایتیں صدہا | کیں انہوں نے نصیحتیں صدہا

کچھ دنوں سے نصیب پھوٹ گیا | اونکے گھر میرا جانا چھوٹ گیا

رات دن رنج و غم اسی کا ہے | میرے دلکو الم اسی کا ہے

کر دیا آنکھ سے گرے آنسو | ہو گیا جی سلیم بے قابو

باپ

یہ نہ تھا تمکو فائدہ تھوڑا | اونکے گھر جانا کس نے چھوڑا

تم کو کس بات کا خیال ہوا | میرے بھائی سے کچھ ملال ہوا

بیٹا

ہے یہ پیارا وہ باتیں مجھے | بڑے بھائی سے ہی عزیز مجھے

ابا جان اوس سے ہوں میں ناخوش | تجھسے بڑھکر ہے کون محسن کش

باپ

کچھ بتاؤ تو کس نے روکا ہے | اس نتیجا کا پھر سبب کیا ہے

بنا ہوا اناج غریب کھاتے ہیں

بیٹا

وجہ اس کی پوچھئے حضرت — ہوتی ہے ایک شخص کی غیبت
بار ہا کہتی تھی وہ نیک اساس — سب سے بدتر ہے جرم حق الناس
شک نہیں ہے گناہ غیبت بھی — تم پہ واجب ہے میری طاعت بھی
تمکو میں حکم دیتا ہوں مہربان — پوست کندہ کرو وہ حال بیان

بیٹا

عرض کرتا ہوں آپ ہوں نہ خفا — آپکا حکم لاتا ہوں میں بجا
بولی اکدن وہ مجھسے نیک خصال — کیسے بڑھائے ہیں تم نے سر کے بال
ہے جو انکی نگاہ داشت زیاد — وقت ہوتا ہے مفت میں برباد
تھے مجھے گو عزیز بال بہت — تھا مگر اسکا بھی خیال بہت
مجھسے کہتی ہے جو وہ نیک صفات — ہوتی ہے مہر کے فائدہ کی بات
دوسرے روز آیا جب نائی — خط جو بنوا چکے بڑے بھائی
ہم سے یہ بولا ذرا خلیفہ جی — مونڈتے جاؤ بال میرے بھی
بھائی صاحب نے جو یہ سن پایا — کیا کہوں غیظ کسقدر آیا
مجکو جو کچھ کہا غم اسکا نہیں — گالیاں اون معظم کو بھی دیں
کچھ نہ اونکے لئے اسون کی تھی خطا — پھر برا اور بھلا انھیں بھی کہا
کہکے یہ اشک پھر ہوئے جاری — ہوئی رقت سلیم پر طاری

۱ کسی مرد مومن کی برائی کرنا خواہ حاضری میں اوسکی ہو یا غیر حاضری میں برائی ہو وہ بات
جو اسکو ناگوار ہو ۲ ذات ۳ آدمیوں کے حقوق ۴ صراحت سے یعنی ظاہر کرنا ۵
حجام ۶ رونا

باپ

یہ بتاؤ بھلا کلیم کو کیا ۔۔۔ واسطہ اون سے عظمہ سے تھا
غصہ کرنے کا بھجل تمیز ۔۔۔ سیر سے ہوتے او غضب تھا حق کیونکر

بیٹا

وہ کسی طرح پا گئی تھی خبر ۔۔۔ آنا جانا ہے میرا اونکے گھر
مجھسے پہلی ہی وہ کھٹی تھی ۔۔۔ نہ ملا کر تو قل اعوذ یون سے
دوستی سے ہے انکی فایدہ کیا ۔۔۔ کیا بنے گا تنکر گدا ملا۔
بولی اوس روز پھر تو بالون پر ۔۔۔ ہوا صحبت کا اثر اونکے اثر
اچھا خاصہ ہے سر منڈا چلے ۔۔۔ ہو کسیرو چیلا بننا جیسے
تا کوئی چاٹنا مارنے آئی ۔۔۔ دیکھتے ہی ہتھیلی کھجلائی
ہوگا اک سر منڈا اسے نہیں اب کیا ۔۔۔ ڈھیلا کرتا تو پہلے کوئی بنا

باپ

جو انہون نے کہا وہ سن بھی لیا ۔۔۔ یا کوئی تم نے بھی جواب دیا

بیٹا

ایک تو تھا خلاف ادب کے جناب ۔۔۔ بڑے بھائی کو کیا مین دیتا جواب
اور اگر کچھ بھی منہ سے کہتا مین ۔۔۔ پھر تو کاہیکو زندہ رہتا مین
سامنے سے نہیں ملا جبتک ۔۔۔ بند انہون نے کی نہ زبان تب تک
ڈر یہ تھا بھائی جان کہون نہ خفا ۔۔۔ پھر نہ بالون کا مینے نام لیا
اب کہون کیا جو اون سے عظمہ سے ۔۔۔ اس زمانہ سے ہے حجاب مجھے
بھی آتا تھا ذہن میں سو بار ۔۔۔ کہتی ہون گی یہ دلیرہ و دنیدار

بڑے بیٹے کا نام سلہ ہو پابند شرع ملا ہون شاہ فقیر ہے ہم اکمل کا نام شاہ جیتھا۔

ہے یہ لڑکا بھی کسقدر خود سر	سب کے کہنے کا کچھ ہوا نہ اثر
بیحیائی تھی گو مری بیشک	آمد و رفت تھی مگر جب تک
میں نے سیکھی تھی جو نماز خدا	ایکدن گھر میں بھی میں پڑھنے لگا
ہیں بڑے بھائی جان اور انکے یار	گدگدا کر ہنساتے تھے ہر بار
سجدہ گہ کو کبھی ہٹاتے تھے	پیٹھ پر گاہ بیٹھ جاتے تھے
جبکہ ان لوگوں کے تھے یہ انداز	پڑھ ہی سکتا تھا کسطرح میں نماز
مجھسے یہ پچکیں تھیں وہ اقرار	نہ کبھی جھوٹ بولنا زنہار
گر انہوں نے نماز کو پوچھا	سوچتا تھا یہی کہوں گا کیا
اک تو باتوں ہی کی ندامت تھی	دوسرے گر اب نماز بھی چھوٹی
کردیا شرم نے غرض پابند	ہو گیا میرا آنا جانا بند
دو اڑھائی مہینہ کا عرصا	ابا جان آج تک ہوا ہوگا
پیر بھائی جو وہ ہمارا ہے	جان سے بڑھکے مجکو پیارا ہے
جب سے بیمار ہے وہ نیک خصال	یہ ہماری ہے شامت اعمال
کیا کہیں اپنی اس حماقت کو	کہ نہ ہم جا سکے عیادت کو

باپ

اپنی مجبوریوں کا اے دلدار	تمنے مجھ پر کیا نہ کیوں اظہار

بیٹا

ہو گئی غیبت مجھے تھا اک یہ خطر	بھائی کے مارنیکا دوسرے ڈر

باپ

کبھی مارا بھی اُسنے تھا بیٹا	خوف ہے خوف یا کہ تمکو تھا

سہ منو و دہ

بیٹا

ہائے بیٹا ہے مجکو اتنی بار   نہین کچھ ابّا جان اوسکا شمار

باپ

بارہا یون اگر نہیں مارا   کون سے بات پر نہیں مارا

بیٹا

کیا بتاؤن میں باعث تعذیر   بخطا بے قصور بے تقصیر

باپ

نہ کہا تم نے مجھسے گر بیٹا   اپنی مان سے کبھی کہا ہوتا

بیٹا

قبل ازین کہہ چکا ہون جو حضرت   بس وہی تھی سکوت کی غایت
اس سے قطع نظر نہ تھا چارا   گھر میں بھی کچھ نہ تھا نہ روزی کا
بڑے بھائی کیطرح تمہارے ڈر   کہون جیسے ہو جفا مجھپر

باپ

یہ زمانہ تمہارا اے بیٹا   یہ کہو یون بری طرح گذرا

بیٹا

ابّا جان ایک تو مجھے ہر دم   چھٹنے کا اون معظمہ کے تھا غم
سب سے بڑہکر تھا مجکو اسکا ملال   دلمین ہر وقت کرتا تھا یہ خیال
عمر جس گھر میں ہے بسر کرنا   ہے جہان مجکو جینا اور مرنا
بجز غم ہیں یہ زندگی بھر کے   طور ہیں ناپسند اوسی گھر کے

۱ ستم ۵۲ خاموشی ۵۳ آنکہ میچنا۔

پھر اوسے چھوڑکر کہان جاؤن	سب سے منہ موڑکر کہان جاؤن

باپ

کسقدر خوش ہوا اے میرے دلیر	تمکو جانا ہے جو اونکے گھر

بیٹا

بات یہ پوچھنے کی حضرت ہے	اسسے بڑھکر کوئی مسرت ہے
نہ پڑھا ہون جب تلک نماز مگر	نہ منڈے جب تلک یہ موئے سر
پاس اونکے میں جا نہیں سکتا	اونکو اب منہ دکھا نہیں سکتا

باپ

اور جب یہ دونو باتین ہو جائین	پھر تو سب رنج دلکے دہو جائین

بیٹا

پھر تو یہ ہمارے گھر بھر کی	عادتین ہوں اونہین کے گھر کی سی

باپ

اس میں کچھ شک نہیں ہے اے دلدار	سچ ہے ہم سب پہ چھایا ہے ادبار
بڑے چھوٹے ہیں سب کے سب گمراہ	گھر کا گھر ہے یہ مبتلائے گناہ
آخر دین کا آوان ہو رہا ہے خراب	کہیں نازل خدا کا ہو نہ عذاب
ابتک اس گھر کی مینے لی نہ خبر	ہے سب الزام میری گردن پر
ہو مبارک سلیم اب تمکو	سر کو منڈواؤ اور نماز پڑہو
جاؤ خدمت میں اون معظمہ کی	اونکے پوتے ہو تم وہ ماں ہیں میری
میں تیرے ساتھ جاون گا بیٹا	شکر اونکا کرون گا میں بھی ادا
اونکو خالق رکھے ہمیشہ شاد	اونکے احسان ہیں ہمیں حد سے زیاد

سلہ مسند اقبال ر

کیا کہوں سچ حال سنکے تیرا
تا ہمتوں دل بڑھ گیا سلیم مرا

یہ تماشہ بھی ہوگا قابل دید
کر بڑے چھوٹو نکی کریں تقلید

اب بہت چاہو نگا سلیم تجھے
پیار اسب بچہ لینگے بجبرہ کی مجھے

فصل پنجم

فہمیدہ اور بڑی بیٹی نعیمہ کی لڑائی

گفتگو تھی یہ باپ بیٹے میں یان
اور ماں بیٹی میں بھی چل گئی ٹھن

تھی جو لڑکی نعیمہ[1] سب سے بڑی
بڑے ناز و نعم سے تھی وہ پلی

ابھی شادی کو گذرے تھے دو سال
غصہ اوسکے مزاج میں تھا کمال

گویا گور اسا پیارا پیارا سا
چھ مہینہ کا لڑکا گود میں تھا

باپ کی گر نعیمہ پیاری تھی
ماں کی بھی لاڈلی دولاری تھی

بدمزاجی تھی حد سے جو بڑھکر
ساس نندوں نیں ہوسکا نہ گذر

غصہ شوہر کو بھی نہ آیا پسند
ہوا اسسرال آنا جانا بند

اس قرینہ سے گھر میں بیٹھی تھی
چھ مہینے سے گھر میں بیٹھی تھی

اُس سے کرتی تھی خوف اسکی ماں
کہ وہ رکھتی تھی ہاتھ بھر کی زبان

بدے سب اوسکے طور کھیل کھیلی
بیاہ ہوتے ہی اور کھیل کھیلی

ماں سے کچھ خوف باپ سے نہ ہراس
کچھ بڑے بوڑھو نکا لحاظ نہ پاس

دلیں فہمیدہ کہتی تھی ہر بار
کرچکی ہوں بیاہ نے میں اقرار

بیٹے چھیڑا تو پھر نہ لائیگی تاب
وہ برابر سے مجکو دیگی جواب

[1] نعیمہ نصوح کی بڑی صاحبزادی کا نام تھا سے زیادہ نذر ہو گئے بیہودگیاں کرنے لگی

یہ تو سونچا ہی کی یہاں تدبیر	ابتدا کر ہی بیٹھی خود وہ شریر
بچہ ایکدن حمیدہ کو دیکر	دھو لی تھی منہ نعیمہ وقت سحر
آسماں کو حمیدہ نے دیکھا	کہ ہوئی جاتی ہے نماز قضا
چھوڑ کر بچے کو وہ خوش ایمان	ہو لی مصروف طاعت یزدان
تھا جو بچہ وہ غصہ ور ناٹکا	بس بٹھاتے ہی بلبلا اٹھا
دوڑی ماں سنکے بچی کی آواز	دیکھا روتا ہے یہ وہ محو نماز
اک دو ہتر حمیدہ کو مارا	ہوا قبل رکوع سجدہ ادا
دیکھا فہمیدہ نے یہاں یہ حال	اتری کوٹھے سے جب وہ نیک خصال
لپکے لوٹا حمیدہ چوکی پر	بیٹھی خاموش ہے جھکائے سر
چوٹ آئی ہے ناک پر کاری	تلتلی اک لہو کی ہے جاری
پوچھا فہمیدہ نے یہ گھبرا کر	میں ابھی تو گئی تھی کوٹھے پر
پڑھ رہی تھیں نماز تم بیٹا	لو لو تو اتنی دیر میں ہوا کیا
کہنے پائی نہ کچھ وہ نیک سیر	بول اٹھی نعیمہ جھنجھلا کر
بی بی تم اوسنے پوچھتے ہو کیا	سب کہے دیتی ہوں میں تم لو ذرا
گھنی منہ دھوئے ہیں ابھی جو اوپر	بچے کو اسکی گود میں دے کر
یہ نگوڑی کہ دیکھو تو انداز	پڑھ رہی تھی پٹک کے اسکو نماز
میں جو آئی تو میں نے گھبرا کر	رکھ دیا ہاتھ یوں ہی کاندھے پر
گر پڑی بس دھم سے یہ وہیں	تخت کی کیل لگ گئی ہے کہیں

ماں

تم نے آہستہ ہاتھ رکھا تھا	خون ہے اسقدر جبھی تو بہا

۱ے مسلسل خون بہنا ۲ے نگوڑی یعنی جسکا کوئی نہو ۳ے گرنے کی آواز۔

انہیں باتوں سے تو کھلا یہ بھید	ہو گیا ہے لہو جہان کا سفید

نعیمہ

سچ ہے بیشک اگر نہ یہ ہوتا	بھانجے کو نہ چھوڑتی روتا
(ماں) فعل و سکایہ دشمنی سے نہ تھا	ہو رہی تھی نماز اوسکی قضا

نعیمہ

ہو بھی جاتی قضا بلا سے اگر	بھانجے سے نماز تھی بڑھکر

ماں

کفر کیا توبہ توبہ بکتی ہے	جب ہی اس حال کو تو پہونچی ہے

نعیمہ

پھر نہ کیجئے گا اب کہا تو کہا	دشمنوں کا ہو میری حال برا

ماں

اور کیا ہوگا اسے بدتر حال	پورے شادی کو ہوگئے دو سال
ہے جو گردش ترے مقدر میں	بیٹھی ایک نہ جنی گھر میں

نعیمہ

تمہیں لوگوں کی اس میں بھی ہے خطا	مجھکو کیوں ایسے گھر میں جھونک دیا
ہے عجب بدنصیب اوجڑا گھر	نہ ملے دشمنوں کو ایسا گھر

ماں

سچ کہا تو نے کیوں نہیں بیٹی	میں تو ایسے ہی تری دشمن تھی
گو وفضل خدا سے ہے آباد	ہے تمہارے بھی آگے تو اولاد
ابھی تمہیں بھی تو انکا ہے بھرنا	شادیاں دیکھ بھال کر کرنا

نعیمہ

ڈھونڈتی ہوں نہیں سہارے میں
کیا بھروسہ ہوں تمہارے میں

ماں

کوئی چیز آسرا ہے بندے کا
ہے بھروسہ خدا کا سب سے سوا

نعیمہ

یاں خدا کا کسے بھروسا ہے
آسرا اپنے دم قدم کا ہے

ماں

دوسری بار تو نے پھر لڑکی
شان خالق میں کی یہ بے ادبی
اب کہا تو جماؤں گی تڑ سے
لال کردونگی منہ کو تھپڑ سے

نعیمہ

بڑی بیچاری مارنے والی
مجھپہ غصہ اتارنے والی
ہوش بھی کھوے غصہ میں آکے
مارو اپنی چہیتی کو جاکے

ماں

جو خدا کو نہ مانے بے ایمان
ایسی اولاد کو کروں قربان

نعیمہ

کب سے فرمائیے یہ حال ہوا
کب سے یہ دین کا خیال ہوا

ماں

جب سے اللہ نے ہدایت دی
فضل اپنا کیا یہ برکت دی

نعیمہ

خیر اس سن کو ہم بھی پہنچیں گے جب
چلو کر لیں گے تب خدا کا ادب

ماں

تمکو معلوم ہو گیا کیونکر عمر اتنی کروگی تم بھی بسر
راز پوشیدہ سب عیان بھی ہیں نحیر سے آپ غیب دان بھی ہین

نغیمہ

اب مجھے مرنے کی نکالو فال تم دے جاو مجھکو رنج و ملال

ماں

فال سے ہے کسیلئے شک بیکار موت اور زیست کا ہے وہ مختار

نغیمہ

تمکو ہوتا کچھ اختیار اگر جینے دیتی نہ مجھکو پہر دم بہر

ماں

اختیار ایسا ہی جو پاتی ہین نہ تجھے آدمی بناتی ہیں

نغیمہ

تم سمجھتی نہیں مجھے انسان نوج در گور میں ہوں کیا حیوان

ماں

اپنے معبود کو نہ جانے اگر اری حیوان سے وہ ہے بدتر

نغیمہ

اور سب جانور ہیں امی جان اک تمہاری حمیدہ ہے انسان

ماں

کیون جلا پا حمیدہ سے ہے تجھے کب برابر ہے اسکی جوتی کی

خدانخواستہ کی جگہ مورد تکیہ کلام ہے ع قرین ۳ دشمنی سے جلنا

نغیمہ

فقط اُٹھ بیٹھ کرتی ہے جو ذرا	ہوئی ایسی حمیدہ شانِ خدا

مصنف[۱]

پہلے دو بار ہی تھی ٹوک چکی	اوسکو تو ہیں وہ ین سے دک چکی
آگئی اب اُسے حرارت[۲] دین	کو سنی پھر نسار کی تو ہین
جو کرے طاعت خدا کے تدبیر	اوسکی اٹھ بیٹھ سے ہوئی تطبیق[۳]
کیا ویسا ہی تھا کہا جیسا	منہ پہ اک زور سے طمانچہ دیا
مار کھانا ہی تھا کہ آفت آئی	حشر برپا ہوا قیامت آئی
سب سے پہلے اوتارا یون غصہ	اپنے بچے کو خوب ہی پیٹا
اوسکے ہاتھوں کو روک لیں جو تمام	ہو چکا تھا وہ بے زبان تمام
پھر تو اوسنے کیا یہ اپنا حال	پھاڑ کر کپڑے نوچے سر کے بال
نوے کا گولہ تھا کہ اوسکا سر	دے دے پٹکا مگر ہوا نہ اثر
دل دکھانیکی ماںکی تھی ترکیب	غیل[۴] اوسنے کیا عجیب و غریب
غل غپاڑے سے سبکو تھا یہ ڈر	تہانہ والوں کو ہو نجائے خبر
آئی تدبیر تب یہ سب کو پسند	کردیا کوٹھری میں اوسکو بند
دور تھا جو نصوح نیک سیر	ہولی اس جھگڑیکی نہ اوسکو خبر
جبکہ فہمیدہ آئی اوسکے پاس	کہ بجا فرطِ غیض سے تھے حواس

۱؎ تصنیف کرنیوالا ۲؎ جوش ۳؎ مطابقت کرنا ۴؎ مکر۔

دیکھی فہمیدہ کی جو یہ حالت — اوسنے پوچھا کہ ہے تو خیریت
نہ میاں سے کیا وہ حال نہان — کس نعیمہ کی سرگذشت بیان
سنکے بی بی سے ماجرا یہ تمام — ہوگیا دم بخود وہ نیک انجام
قفل خاموشی اس طرح ٹوٹا — بولی فہمیدہ اے صلاح ہے کیا

نصوح

کام نرمی سے چل نہیں سکتا — یوں یہ نقشہ بدل نہیں سکتا
اعتقاد ایسے ہیں خدا کی پناہ — کفر کی باتیں ہیں معاذ اللہ
نہیں کافر سے کم یہ نافرجام — مجکو ہے اسکے ساتھ کھانا حرام
اگر اسوقت میں وہاں ہوتا — تو قیامت ہی کا سمان ہوتا
بس گلا گھونٹ کر میں دم لیتا — نہ تمہاری طرح طرح دیتا
جامہ منگوا کے پالکی فی الحال — بھیجدیو بد نصیب کو سسرال

فہمیدہ

بات کا ہے تمہاری پاؤں نہ سر — بے بلائے ہی بھیجدوں کیونکر
اک تو اپنے گھروں بھی غارت — اور یہی ہو نگوڑی بے عزت

نصوح

اوسکی حرمت کا یہاں کچھ نہ کرو — عزت حق کا پاس جسکو نہ ہو
رب کو اپنے برا ہیں کہتے دوں — اور اوسے اپنے گھر میں رہنے دوں
دے جو رزق اپنے فضل سے وہ ہمیں — ہم شریک ایسے کو کریں اسمیں

فہمیدہ

وہ سبھی کی خبر تو لیتا ہے — کہ بروں اور بھلوں کو دیتا ہے

نصوح

تم نہ سمجھیں جو میں نے بات کہی	بند کر سکتا ہوں میں کب روزی
جسکے ایمان کا مگر نہیں ٹھیک	وہ کمائی ہین کیون مجھ ہی شریک

فہمیدہ

آخر اسکی طرف سے میں کیونکر	کرلون اپنے کلیجہ کو پتھر
یہ تو سمجھو کہ ہو بری کہ بھلی	پھر بھی اولاد ہے مگر میری
انکو پالا تھا چھوڑنے کے لئے	سر کو فرقت مین پھوڑنے کے لئے
صبر اتنا بھی کر نہین سکتی	پتھر اک دیدہ دھر نہین سکتی
سن سنی سی جگر میں ہونے لگی	پھر بھی ماں ہی کا دل تھا رونے لگی

نصوح

چھوڑ دو انکو کب یہ کہتے ہین	کیون یہ آنکھوں سے اشک بہتے ہیں
کیون تمہیں اسقدر ہے رنج وملال	نہیں جاتی ہین لڑکیان سسرال

فہمیدہ

ہے یہ جانا وہ جانا ایک جسمیں	فرق کیا رنج اور خوشی مین نہین
اک ہنسی اور خوشی کا جانا ہے	جسسے آگاہ سب زمانہ ہے
پہ نعیمہ تو لڑکے جاتی ہے	عمر بھر کو بچھڑ کے جاتی ہے
ہیں تو یہ اپنے دل مین ہوں شرمندہ	تھی گھڑی جو اسوقت آپے سے باہر
یون بھی غصہ کوئی اوتارتا ہے	بیاہی لڑکی کو کوئی مارتا ہے

نصوح

تم نہ دیتیں اگر اسے تعزیر[سلہ]	تم سے کرتا ابھی مین تقریر

سلہ نفرا

اس بنے کی شان حق میں بے ادبی	اور چپ چاپ تم رہیں بیٹھی
یہی ایمان ہی ہے دینداری	ہوئی اولاد اسقدر پیاری

فہمیدہ

ہوتا اس بات کا اگر نہ خیال	کیون نفیمہ کے منہ کو کرتی لال
شق پر اس غم سے میری چھاتی ہے	لڑکی اب ہاتھ ہی سے جاتی ہے

نصوح

شکر معبود دو جہان کا ہے	کہ یہی وقت امتحان کا ہے
یعنی لعنت ہے ننگ کس کی زیاد	ایک ایمان ہے دوسری اولاد
ہے جو اولاد دشمن ایمان	جمع ہو سکتے ہیں یہ دونون کہان
دونوں میں سے بس ایک کی ہو لو	یا اسے چھوڑ دو یا اسے چھوڑ دو

فہمیدہ

ایسی اولاد کو کرون قربان	بس سلامت رہے مرا ایمان
آئے گا عاقبت میں یہ میرے کام	اسکے باعث سے ہوگا نیک انجام

نصوح

ہے بڑی چیز دین کیون نہو واہ	آفرین آفرین جزاک اللہ

فہمیدہ

ایسی اولاد کو کیا کرونگی میں	پتھر اب چھاتی پر دھرونگی ہین
کب یہ عقبے مین کام آئینگے	اپنے اعمال ساتھ جائینگے
بیٹھی رہتی ہون صبر اب کرکے	سمجھونگی چھوٹی ہے یہ مرکے
روئی یہ کہکے وہ جو زار قطار غم	تڑپا پھر نصوح کو بھی قرار

باعث سکے جو انیک برباد سے سکے بے اختیار رونا ۔

نصوح

کرکے مضبوط اب دل ناشاد ‏ — اپنے اللہ کو کرو تم یاد
جب تمہاری یہ غرض ہے بیت ‏ — نہ کرو خوف ہوگی خیریت
یہ دعا مانگو اسے خدا زمن[1] ‏ — انکے دل نور دین سے ہوں روشن

فہمیدہ

رو نگوڑا رو نگوڑا ہی تیرا ‏ — اپنے مالک سے ہے دعا کرنا

نصوح

خیر اب یہ بتاؤ مجھ سے ذرا ‏ — کوٹھڑی میں نعیمہ کرتی ہے کیا

فہمیدہ

جان اپنی نگوڑی کھوتی ہے ‏ — اور کیا کر رہی ہے روتی ہے
کہتے آئی تھی میں خبر لینا ‏ — پانی واسطے نے ذرا پلا دینا

نصوح

پانی کا تو یہ اہتمام کیا ‏ — کھانے کا بھی کچھ انتظام کیا

فہمیدہ

اسی غم میں ہے جان کا کھونا ‏ — کھانے ہی کا تو ہے بڑا رونا
اسکے فاقوں ہی سے تو ہوں مغموم ‏ — کیسا بے دودھ پڑے گا معصوم

نصوح

کچھ کھلانے کی اب کرو تدبیر ‏ — میں چلوں مانے گر وہ بد تقدیر

فہمیدہ

یہ طریقہ بھلا مناسب ہے ‏ — میرے نزدیک نامناسب ہے

[1] زمانہ سعد تابع ہیں۔

یہ تو سو پچھو تمہارا سمجھانا	اپنی ہٹ سے میں نہ اٹھنے گر رہا
کارگر پھر نہ ہوگی کچھ تدبیر	شرم ہوگی یہ اوسکے دستگیر
باپ کا بیٹے جب کہا نہ سنا	اب جو میں جاؤنگی کہینگے وہ کیا

نصوح

ایک تدبیر سب سے ہے بہتر	اسکی سمجھو لیاں تو ہیں اکثر
ایک کو ان میں سے جو ہو ہوشیار	تم بلا بھیجو اے مری غمخوار
وہ جو سمجھائیگی بجھائیگی	دیکھنا پھر یہ کہا تا کھائیگی

فہمیدہ

سچ کہا تم نے تو میں جاتی ہوں	صالحہ کو ابھی بلاتی ہوں
بھاوجی ہے مرے وہ نیک نہاد	دونوں میں میل جول بھی ہے زیاد

نصوح

گھر تمہاری بہن کا ہے اچھا	وان ہے روزہ نماز کا چرچا
ہو گئی بے شبہہ صالحہ دیندار	اوسکی صحبت ہے ٹھیک اے غمخوار

فہمیدہ

وان کا اللہ رکھے ہے یہ حال	لوگ دیتے ہیں اوس گھر کی مثال
ہیں نمازی وہ ایسے نام خدا	نہیں ہوتی نماز شب بھی قضا
روز سیپارے کام کاج گھر کا بھی	بال بچوں کا سب بکھیڑا بھی

؎ فضیلت نماز شب بارہ بجے رات سے ابتدا وقت نماز صبح تک پڑھی جاتی ہے گیارہ رکعت
نماز شب کی اس ترکیب سے پڑھی جاتی ہیں کہ دو دو رکعت مثل نماز صبح ۴ نفل رکعت بنیت قربت اور دو رکعتیں بنیت
شفع بلا قنوت اور ایک رکعت نماز وتر بہ نیت قربت پڑھنا چاہیے اور قنوت اسطرح پڑھنا چاہیے کہ اللہم اغفر لفلان فلان
چالیس مومن اعزا احباب کا نام لیکر رکوع میں جائے اور یہ ترتیب سے نماز ختم کرے نماز شب کے فضائل وفوائد بے انتہا
ہیں قرآن مجید میں بھی باوجود عدم وجوب نماز شب پڑھنے کا حکم ہے۔

ہاتھ کیا کام سے رہے خالی / نہیں کچھ ایسی فارغ البالی۱

خوش ہیں اس پر بھی انکو راحت ہے / نہ گلہ ہے نہ کچھ شکایت ہے

اپنی کہتی ہوں کوئی عورت اگر / مجھ سے اچھا پہنتی ہے زیور

ہوتا ہے میرے دلکو انکا محن / کاش ہوتا یہ میرے زیب بدن

یہی ان بچوں کی بھی حالت ہے / نہیں انکی بھی بھیک نیت ہے

جسکو کچھ کھاتے دیکھ پاتے ہیں / نہ منگادوں تو جان کھاتے ہیں

ہے بہن کا مری یہ حال مگر / نہیں ہوتا کبھی حسد۲ مجھ پر

پہنے اوڑھے اگر مجھے پائیں / باچھیں فرط خوشی سے کھلجائیں

اونکے بچوں کی بھی یہ عادت ہے / چشم بد دور سیر۳ نیت ہے

کھائی دنیا کی کوئی نعمت اگر / نہیں کرتے ہیں وہ نگاہ ادھر

نصوح

جو غنی دیکے ہیں وہ ہیں خوشحال / بہ دل ست این۴ تونگری۵ نہ بمال

دے توکل۶ جنہیں خدائے احد / کیوں کریں پھر وہ حرص۷ و بغض و حسد

فہمیدہ

دولہا بھائی کے مقدرت کیا ہے / ملتے ہیں ماہوار بیس روپے

دی ہے اللہ نے مگر برکت / ظاہری ہے درست حیثیت

نہیں اللہ کا دیا کیا ہے / کپڑا لتا ہے گہنا پاتا ہے

---

۱ فراغت سے بسر کرنا ۲ حسد بڑا گناہ ہے اسکے معنی رشک کے ہیں کسیکو اپنی بہتر حالت میں دیکھکر رنج کرنا برا ماننا لیکن غبطہ جائز ہے یعنی کسیکو کوئی نیک یا ثواب کا کام کرتے دیکھکر یہ خیال کہ کاش ہم بھی ایسے ہوتے ۳ یعنی دل غنی ہے ۴ تونگری دل سے ہوتی ہے نہ کہ مال سے ۔ ۵ قناعت ۶ بےنسبتی سے لالچ ۔

کنبہ والون سے خوش ساتھ ہین — ایک پیسہ کی قرضدار نہین
کسی غم میں نہ آہ وزاری ہے — نہ مصیبت میں بیقراری ہے
کچھ سہارا انہین کسیکا ہے — اپنے اللہ کا بھروسا ہے

نصوح

دونون بہنیں ہو تم یہ حیرت ہے — مختلف خصلت و طبیعت ہے

فہمیدہ

اپنے میکے میں مین رہی جبتک — وہی خو بو تھی میری بھی تب تک
جب سے اس گھر میں آئی کتنی ہون صاف — نہ بگڑنا مری خطا ہو معاف
ان کی دیکھین جو عادتین کچھ اور — رفتہ رفتہ بدل گئے مرے طور
شغل روزہ تھا یہان نہ ذکر نماز — مرے بھی ہو گئے وہی انداز
عہد ہے اب خدا سے یہی کیا — نہ کرون گی کبھی نماز قضا
جلد فہمیدہ نے پھر اک ڈولی — صالحہ کے بلانے کو بھیجی
کہدیا پہلے مجکو دینا خبر — پہنچے جیسے سواری ڈیوڑھی پر

فصل ششم

نصوح اور منجھلے بیٹے علیم کی گفتگو

پھر اوسی دن نصوح خوش اوقات — بیٹھا تھا پڑھکے وقت عصر صلوات ۵۲
منجھلے بیٹے کو اپنے پوچھوایا — مدرسہ سے علیم ہے آیا
کوئی بولا ابھی تو آئے مین — نہین کپڑے تلک اوتارے ہین

۵۲ ...ادت خصلت ۵۲ نماز ...

کہا اوسنے وز ابہان آئین	جب فراغت وہ کامونسے پائین
بعد کچھ دیر کے علیم آخر	ہوا خدمت مین باپکے حاضر

باپ

سنتا ہون کرتے ہو بڑی محنت	آجکل پڑتی ہے کڑی محنت

منجھلا بیٹا

اسکی تیاریان ہین شام و سحر	امتحان کا زمانہ ہے سر پر
روز کرتا ہون یہ ارادہ جناب	شبکو دیکھا کرون مین گہر یہ کتاب
بڑے بہائی کے دوست آتے ہین	اور دہما چوکڑی مچاتے ہین
شور و غل ہین ہے عقل کہو جاتی	ہے طبیعت اوچاٹ ہو جاتی

باپ

بڑے بہائی سے اتنا ہو ڈرتے	انسداد[1] اسکا کیون نہین کرتے

منجھلا بیٹا

شغل مین ہون بڑونکے مین حارج	ہے میرے اختیار سے خارج
رائگان[2] ہوتی ہے میری اوقات	کٹتی ہے اسطرح سے میری رات
ٹہرا یہ انتظام مین نے کیا	گھر کا رہنا بھی مین نے چھوڑ دیا
ایک لڑکا ہے میرا ہم مکتب	تڑکے جاتا ہون اسکے گھر پر اب

باپ

ہان بڑے امتحان کیواسطے ہی	کہو کچھ کر رہے ہو تیاری

منجھلا بیٹا

ابھی اسکا ہے ایک زمانہ پڑا	فارغ اس سے تو پہلے ہو لون ذرا

[1] موقوفی [2] ضایع

باپ

مطمئن دل جو اتنا دلبر رہے ۔ وقت اسکا کوئی مقرر رہے

منجھلا بیٹا

ہاں زمانہ معین اسکا ہے ۔ بڑے دن کے قریب ہوتا ہے

باپ

اور کچھ کہتا ہوں میں جان پدر ۔ تم نہ سمجھے مرا کلام مگر
جو کہ ہے امتحان سب سے بڑا ۔ ہے مراد اوس سے تیری سوز غرا
فکر اسکی جو میریجان نہین ۔ سب سے بڑھکر وہ امتحان نہین
باپ کا منہ علیم نے دیکھا ۔ ہکا بکا ہوا وہ کچھ نہ کہا
تب یہ بولا نصیح نیک انجام ۔ میریجان کچھ نہین ہے اسمین کلام

منجھلا بیٹا

سب سے بڑھکر ہے ابا جان وہی ۔ ہے قیامت کا امتحان وہی

باپ

چھوٹے چھوٹے جو امتحان ہین تمام ۔ حال اونکا میں پوچھتا ہوں مدام
اوس بڑے امتحان کو پھر کیا ۔ حق نہین مجھکو تم سے پوچھنے کا

منجھلا بیٹا

عرض کرتا ہوں مین حضور یہ کب ۔ آپکو حاصل اختیار ہے سب

باپ

خیر اسکا جواب دو بیٹا ۔ کی ہے تیاری اوسکی تم نے کیا

کرسمس ڈے عیسائیون کی عیدکا زمانہ ۔

منجھلا بیٹا

گوکہ وہ امتحان ہے دشوار
کیا کہون کسقدر ندامت ہے

کچھ ہے لیکن نہین ہوا ہون تیار
وجہ سب اوسکی میری غفلت ہے

باپ

میری جان جب تم ایسے ہوشیار
ہوتی ہے رات دن مشقت بھی
ہے تعجب مجھے یہ جان پدر

اور ہمہ ان امتحانون مین تیار
کرتے ہو بیشتر سے محنت بھی
غافل اس امتحان سے ہو مگر

منجھلا بیٹا

اپنی غفلت کا کیا بتاؤن حال
شامت نفس و شامت اعمال

باپ

صاف کہتے نہین ہو تم بیٹا
کچھ سبب اور ہی ہے غفلت کا

منجھلا بیٹا

یہ بھی گردش ہے میری قسمت کی
ہے تساہل ہی وجہ غفلت کی

باپ

مین نہ سمجھا تمہارا کچھ مطلب
پوچھتا ہون سبب مین غفلت کا
ہے تساہل وہی ہے غفلت
اور یہ غیر ممکنات[1] سے ہے

یہ تو لفظون کا ہیر پھیر ہے سب
کہتے ہو تم تساہل اے بیٹا
وہی معلول اور وہی علت
دلکو الجھن تمہاری بات سے ہے

[1] نزیری ـ

منجھلا بیٹا

گھر میں کچھ دین کا نہ تھا چرچا
یہ ہی شاید سبب ہو غفلت کا

باپ

میں نے پوچھا جو کہو دکھ کے سبب
فقط اس سے تھا میرا یہ مطلب
کہہ دو تم صاف صاف اے دلبر
نہیں الزام اسکا کچھ تم پر
ہیں سبب ہم ہی تمہاری غفلت کا
ہوں میں ہی مستحق ملامت کا
اپنے چھوٹوں کے آگے اے دلدار
جرم کا اپنے کرتا ہوں اقرار

منجھلا بیٹا

آپ فرماتے ہیں کیا یہ حضور
ہے سراسر میرا ہی اس میں قصور
عقل اتنی خدا نے کی تھی عطا
کہ یقین مجکو اپنی موت کا تھا
پھر نہ سمجھا میں واہ ری غفلت
کچھ تو ہے اس وجود کی علت
فرض ہے طاعت خدا ودود
تاکہ کھلے فرق عبد اور معبود

باپ

سنئے یہ باتیں خوش ہوا میں خزین
تم تو ہو واقف مسائل دین
مجکو رہ رہکے ہے عجب اسکا
کسنے سکھلائی ہیں تمہیں بیٹا
نہ کبھی سنے کی تمہیں تلقین
مدرسہ میں بھی اسکا ذکر نہیں
تربیت ہی الگ وہاں کی ہے
فلسفہ[۱] ہندسہ[۲] ریاضی[۳] ہے
اور ہے مسٹری[۴] و جغرافی[۵]
نہیں تعلیم ہوتی ہے دینی
مجکو حیرت ہے آپ کی صفات
ہوئی کیونکر تمہیں یہ معلومات

[۱] ایک علم کا نام [۲] علم حساب [۳] اقلیدس [۴] تاریخ [۵] جغرافیہ

اسمین کچھ شک نہیں ہے ابا جان — بیٹے مکتب میں جب پڑھا قرآن
اک تو یونہیں تھی کم سنی میری — دوسرے وہ زبان تھی عربی
رٹ گیا طوطے کیطرح گو سب — سمجھا اک فقرہ کا نہ میں مطلب
درس میں بھی کتابیں تھیں جتنی — ان میں قصہ کہانیاں تھیں بھریں
الغرض ان سبق میں پڑھتا تھا — بوستان و بہار دانش کا
لعنت ایسی بہار دانش پر — جسکا اخلاق پر پڑا ہو اثر
جس میں ہر ایک بات بیہودہ — مہمل اور واہیات بیہودہ
ایک دن راستہ میں جاتا تھا — اُٹھ کے مکتب سے گھر کو آتا تھا
سُنئے اب ایک مرد حق آگاہ — اپنی ڈیوڑھی میں بیٹھے تھے سر راہ
مولوی وضع اور ثقہ صورت — ہمہ تن نیک اور خضر سیرت
ایک لڑکا بھی تیرے ہی ہم سن — بیٹھا تھا پاس انکے وہ کم سن
باپ بیٹے تھے غالباً وہ جناب — ہو رہے تھے باہم سوال و جواب
باتیں تتلا کے کرتا تھا جو پسر — میں بھی سننے لگا کھڑے رہکر

پدر

ہاں بتاؤ تو جلد تم بیٹا — دین اسلام کے اصول ہیں کیا

پسر

پہلے توحید ایزد غفار — دوسرے عدل خالق مختار
پھر نبوت امامت اور معاد — ہیں یہ پانچوں اصول مجھے یاد

سلہ سبق علہ ایک کتاب کا نام ہے جو اخلاق خراب کرنیوالی ہے سلہ نام پیغمبر سلہ خدا ایک ہے شہ خدا عادل
ثہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ خاتم النبیین ہیں شہ اول امام علی مرتضیٰ دوسرے حسن مجتبیٰ تیسرے حسین شہید کربلا
چوتھے علی ابن الحسین بیمار کربلا پانچویں محمد باقر۔ چھٹے جعفر صادق۔ ساتویں موسیٰ کاظم۔ آٹھویں غریب الغربا امام رضا
نویں محمد تقی۔ دسویں علی النقی۔ گیارہویں حسن عسکری۔ بارہویں امام زمان مہدی آخرالزمان اور وہی نظام منصوص من

پدر

حفظ ہین یہ تو بر زبان شاباش
معنی اسکے کہو تو ہان شاباش

پسر

جو کہ ہے مالک زمین و زمان
جسنے پیدا کیا ہے سارا جہان

باپ اوسکا ہے کوئی نہ بیٹا
وہ ہمیشہ سے ہے رہیگا سدا

پس ان اوصاف کے وہ قابل ہے
وحدہٗ لاشریک و عادل ہے

اور محمدؐ ہین ہم سبھو نکے نبی
قرشی ہاشمی و مُطّلبی

ہو درود و سلام لیل و نہار
بہ محمد و آلہ الاطہار

ہادی و رہنما ہین بارہ امام
عرصۂ حشر مین جو آئینگے کام

اون کی طاعت کرین ہمیشہ سب
کہ اولی الامر ہین وہ خاصہ اب

کچھ شک اس مین نہ شبہہ مطلق ہے
کہ قیامت کا آنا برحق ہے

پاینگے نیک و بد ثواب عذاب
ایک ایک ذرّہ تک کا ہوگا حساب

پدر

مرحبا واہ تو ہیں جان پدر
کہہ تو جانے فروع دین فر فر

پسر

لیجئے سنئے ہین وہ ۱ صوم ۲ و صلوٰۃ ۳
اور ۴ حج و ۵ جہاد و ۶ خمس و ۷ زکات

رات دن ۱ صاحبان حکم ۲ روزے یعنی ماہ رمضان بھر روزے واجب ہین ۳ نماز
پانچ وقت کی ستروہ رکعتین - صبح کی دو ظہر کی چار عصر کی چار مغرب کی تین عشا کی چار ہر بالغ پر واجب ہین
۴ استطاعت اور مقدور ہو تو عمر بھر حج کعبہ واجب ہے ۵ امام زمان کے حکم پر کفار سے لڑنا واجب ہے ۶ مال غنیمت
کا پانچوان سادات کو دینا واجب ہے ۷ اگر سال بھر چالیس روپیہ یعنی زر سکوک جمع رہے تو ایک
روپیہ خیرات دینا واجب ہے اسی حساب سے زیادہ روپیہ پر فی چالیس ایک دینا لازم ہے

فرض ہیں جو ہر اہل ایمان پر
جو ہیں واجب ہر اک مسلمان پر

خوش ہوا سنکے وہ جو حد سے سوا
منہ کو بیٹے کے باپ نے چوما

دفعتہً پڑ گئی نظر مجھ پر
ہنس کے کہنے لگا وہ نیک سیر

کیا کھڑے ہو وہاں یہاں آؤ
بیٹھ کر اک ذرا چلے جاؤ

کچھ بھی کہتے نہیں بڑا آخر
منہ سے کیسے نہ سے نکل گیا حاضر

تحفہ

تمکو کہتے ہیں لوگ کیا بیٹا
نام کیا ہے تمہارے والد کا

میں

قبلہ من علیم ہے یہ غلام
ہے جناب نصوح بابا کا نام

تحفہ

دیکھو ہیں ہاتھ میں کتابیں کیا
شوق ہے تمکو لکھنے پڑھنے کا

میں

گو کہ حاضر ہے لیجیے یہ کتاب
بُری باتیں مگر ہیں اسمیں جناب

تحفہ

رہنے دو دیکھنے سے باز آیا
ہے یہ بیٹا بہار دانش کیا

تم پڑھا کرتے ہو کتاب ایسی
طرز تعلیم واہ یہ کیسی

ہے بد اخلاقیاں جو سکھلاتا
کون کمبخت ہے وہ کہنہ ملا

اس نصیحت کو گوش دل سے سنو
اب نہ پڑھنا بہار دانش کو

۱؎ یعنے مرد پابند احکام شرع یعنی شخص جو اپنے بیٹے کو پڑھا رہا تھا
۲؎ بری باتیں، خراب عادت سکھاتی ہوالی ۳؎ نیم ملا خطرہ ایمان کم پڑھے لکھے اوستاد

بہن

نہ پڑھوں گا اسے میں بار دگر	آپ سچ کہتے ہیں بہت بہتر

نغمہ

واہ تم ہو بڑے سعادتمند	تم نے کر لی قبول میری پند
دو اب اس بات کا بھی کوئی جواب	دیکھی ہے دین کی بھی کوئی کتاب
کبھی یہ بھی سکھاتے تھے استاد	ہیں اصول و فروع دین بھی یاد

امینا

آپ نے اس گھڑی جو کی تلقین	یہ تو باتیں کبھی سنی بھی نہیں
ذکر جو کان میں پڑے ہیں ابھی	نہ مرے گوش زد ہوئے تھے کبھی
ہوئے ارکان دین مجھے اب یاد	میرے ہمسن ہیں یہ مرے استاد
خوش ہوئے مجھ سے یہ سخن سنکر	مجھکو سکھلا کے وہ گئے اندر
لا کے پھر اک کتاب دی مجھکو	اور تاکید بھی یہ کی مجھکو
اے مری جان گھر میں جا کر تم	دیکھنا اس کو دل لگا کر تم
کر کے تسلیم میں ہوا رخصت	یاد اب تک ہے مجھکو وہ صحبت
ہو اثر جب سے اسکی صحبت عیاں	تھی مری زیست بد تر از حیوان
دیکھکر اپنے گھر کی یہ حالت	ہو گئی تھی میرے قلب کو وحشت
متنفر ہوا میں پھر ایسا	نہ کیا رخ بھی میں نے مکتب کا
جلوہ فرما تھیں وطن میں تھی	آپ بھی ان دنوں دکن میں تھی
دوسرے نانا میں تھا یہ حال جناب	رات دن میں تھا اور تھی وہ کتاب

دو نانا ... سے کہنے سنتے ... سے نفرت کرنے والا ... رونق

واقعہ یہ بھی ہے عجیب و غریب ۔ ان دنوں تھی جو شب برات قریب
میں رہے بیٹھے پٹاخے اور انار ۔ تھوڑا سا کاغذ تھا بھائی کو درکار
مری تصنیف میں کیا کہوں جناب ۔ لگ گئی اونکے ہاتھ میری کتاب
پھاڑ کر اوسکے ٹکڑے کر ڈالے ۔ آجتک میرے دل میں ہیں چھالے
میں نے پھر آکے سر پٹکا ۔ لیکن اب میرے غم سے ہوتا تھا کیا
دل میں سوچا کہ پھر وہیں جاؤں ۔ اک کتاب اونسے اور لے آؤں
جا کے دیکھا تو وہ مکان میں نہیں ۔ شہر ہی سے چلے گئے ہیں کہیں
ہوکے مایوس جو پھرا میں جناب ۔ ملکے ہاتھونکو رہگیا میں جناب
بھائی سے جب کیا کتاب کا ذکر ۔ مجھسے فرمایا ہے عبث تجھے فکر
شر ہے وہ یہ شکر کی ہے جا ۔ ورنہ ہو جاتا تو بھی کٹھ ملا
اک تو مجھکو الم کتاب کا تھا ۔ سن کے یہ اور ہی ہوا صدما
پھر ہوا مدرسے میں میں داخل ۔ ہوگیا دوسری طرف مائل

نصوح

ہائے جو ہیں ہمارے لخت جگر ۔ اون کو مذہب کی کچھ نہیں ہے خبر
اصل یہ ہے مطیع شیطان ہیں ۔ ہم فقط نام کے مسلمان ہیں
خیر تیری غرض سے اے بیٹا ۔ اک رسالہ تو دین کا گزرا
مجھکو اس وقت جو ضرور ہے ۔ یہ بھی اوسکے لئے غنیمت ہے
تم نے یہ بات بھی پڑھی ہوگی ۔ کہ عجب چیز ہے یہ ہمدردی
چاہتا ہوں سبھوں میں نور نظر ۔ اسکا تاثیر ہو کہاں تک اثر

لہ آتشبازی میں وہ چیز جس میں آواز مثل بندوق کے نکلتی ہے اسے پٹاخہ کہتے ہیں

علیم

مدرسہ کا مرے کوئی لڑکا	مجھسے کچھ پوچھتا ہے یا پڑھتا
نہین کرتا ہون مین دریغ کبھی	یہ بھی ہو گیا عجب ہے ہمدردی
ایک ہین اور کرتا ہون یہ کام	امتحان مین جو ملتا ہے انعام
جو محلہ مین ہین غریب و یتیم	سب مین کر دیتا ہون اونہین تقسیم
بلکہ ایک مرتبہ ایسی رہین	پڑ گیا تھا مین فکر بیحد مین

نصوح

مجھ سے تفصیل سے کہو تو ذرا	اے مرے جان تجھے وہ قصہ کیا

علیم

جا رہا تھا مین خالہ جان کے گھر	تھا اسکین[1] کے کوچہ مین گذر
چند چپراسی[2] مجھکو آئے نظر	جو تھے گھیرے کھڑے ہوے اک گھر
جمع تھے اور بھی تماشائی	دیکھ لون مین بھی جی مین آئی
وان جو پہنچا تو یہ کھلا مجھپر	ہو رہا ہے تباہ یون اک گھر
ایک عورت ہے بیچوالی غریب	روز بد یہ اوسے ہوا ہے نصیب
شدت غم سے حال ابتر ہے	کہ گرفتار اوسکا شوہر ہے
قرض بنئے[3] سے کھایا تھا لیکن	اوسکی ڈگری[4] ہوئی ہے جو اوسپر
ہے عدالت کا حکم یہ جاری	اوسی علت مین ہے گرفتاری
بھرنا تھا وہ مرد ایکہزار	کیا کرون آجکل ہون مین ناچار
اسکا قرضہ ہے واجبی مجھ پر	تنگدستی سے ہون مگر مضطر

[1] محلہ کا نام [2] ملازم عدالت [3] مہاجن [4] دائن کو مدیون سے روپیہ وصول کرنیکا حکم

مستیتین وہ جو زار کرتا تھا — نہ کوئی کان دہر کے تھا سنتا
مگر اک شخص کو جو رحم آیا — بولا لالہ سے وہ سنو تو ذرا
تینے اتنا کیا ہے صبر جہان — اور دس پانچ روز ٹہرو ہان
تو نہ سمجھا کے بولے لالہ جی — واہ تم نے میان یہ خوب کہی
اب طرح دنیا میں سمجھتا ہوں جھول — برسون کا قرضہ اور ٹال مٹول
پہلے خانصاحب آج تو حجرت — اب اوتروا کے لیتا ہون عزت
تھا گرفتار وہ جو تھا حشمتمند — گو کہ مفلس تھا پر تھا غیرت مند
اسکے بیٹے نام عزت کا — غصہ آیا اوسے قیامت کا
دیکھ کے پیر اسیون کو وہ دیگر — جا کے گھر میں پھر اوہ سوٹا لیکر
چاہتا تھا کہ کچھ رسید کرے — منہ اوس بیٹے کی پلید کری
گر پڑی اوسکی بیوی پیرون پر — اور کہنے لگی یہ رو رو کر
ہے یہ غصہ تمہارا بے ہنگام — سوچ تو پہلے اسکا تم انجام
اپنے بچون کا بھی خیال نہین — ہے ٹھکانا تمہاری بیکسی
بچے بھی جان اپنی کھونے لگے — ماں کو روتا جو دیکھا رونے لگے
دیکھکر اپنے بچون کو روتا — پڑ گیا وہ غریب بھی ٹھنڈا
پھینک کر عصہ کو ہاتھ سے وہ حزین — بولا بیوی سے با دل غمگین
خیر اس کی کرو کوئی تدبیر — جو بچے میری عزت و توقیر
بولی وہ گھر مین چیز جست ہے جو — دے دلا دو اوسیکو جو کچھ ہو
لیجاؤ نہ تم کسی صورت — پھر تو جو کچھ پڑیگی بنیگی بھگت
تانبے کی دو پتیلیان تھی — اک تو لاک گھوڑا اک چکی

سلو بڑا سپٹ سلہ گھنا یا تا برتن وغیرہ

ہاتھوں میں اُس ضعیفہ کی تھیں چار
یہی کُل کائنات تھی گھر کی
لالہ اول تو مانتا ہی نہ تھا
رحم جب پراسیوں کا بھی آیا
راضی اس پر ہوا غرض مردود
خیر پاؤن روپئے جو سات ابھی
کل اثاثہ کے تھے نہ دام مگر
بولا بی بی سے جا کے پھر وہ غیور
آبرو اپنی بچنا مشکل ہے
کانوں میں لڑکی کے فقط اب دو
تھی بعینہ وہ لڑکی بھی ایسی
بالیاں ہاں اوتارنے لگی جب
پھر تو مجھ سے بھی ضبط ہو نہ سکا
اس مصیبت میں آ خدا سے اللہ
دھیان آیا جو یہ تبھی کچھ آس
سر پہ اک میرے بھاری ٹوکری ہے
نکروں کچھ کسب کیا خوف و خطر
کیا عجب ہے یہ فکر چل جائے
تھا وہاں سے قریب ہی بازار
دام ایک کوڑی کے وا اسی بوٹلے
بیچ کر ٹوپی خوش ہوا کنگال

چاندی کی چوڑیاں بھی جیسے چار
لا کے جو اُس غریب نے رکھدی
وہ ترس کھانا جانتا ہی نہ تھا
اور سبھوں نے بھی اوسکو سمجھایا
دین اگر پانچ اصل ور دو سود
چھوڑ کر خرچہ دون نجات ابھی
چار یا ساڑھے چار سے بڑھکر
اب تو ہم ہر طرح سے ہیں مجبور
اور ابھی چاہیے نے ڈھائی روپے
بالیاں چاندی کی ہیں وہ لے لو
بالکل ابّا حمیدہ ہے جیسی
لڑکی اس بیکسی سے روئی تب
جیسے اوس وقت اپنے دل میں کہا
کیا میں کر سکتا ہوں بچی کی مدد
کوئی اٹھارہ آنہ ہیں میرے پاس
عید کو ابّا جان نے دی ہے
بیچوں بازار میں اوسے چلکر
کام ان لوگوں کا نکل جائے
اک دوکان پر گیا وہ آخر کار
مل گئے جو دو آنہ پانچ روپے
سر سے جیسے لپیٹا اک رومال

واں جو پہنچا تو دیکھتا ہے کیا — گھر میں ایک رونا پیٹنا ہی پڑا
اونکو لیجا چکے تھے جیسی — نہ بچی جان شیخ صاحب کی
بیٹے عورت کو مضطرب پاکر — دیدی چپکے سے وہ رقم لاکر
متحیر ہوئے وہ پہلے کمال — فرط شادی سے پھر ہوئے بیحال
کچھ نہ سمجھی رقم جو پائی ہے — کیسی ہے اور کہاں سے آئی ہے
جان پہچان اک جو واں پایا — وہ روپے ساتوں دیکا دوڑا آیا
اور بچوں کو دیکھ وہ مضطر — ہوئی دروازہ پر کھڑی آکر
بات کی بات میں وہ غم ہوا دور — چھوٹ کر آگیا وہ مرد غیور
خوش ہوئے بچے ماں نے بھی پر ابکر — تھا مگر اک اپنے جامہ سے باہر
کبھی آپس میں وہ لپٹتے تھے — اور کبھی باپ سے چمٹتے تھے
اب مرا دھیان آیا عورت کو — بولی بچوں سے اپنے کمبختو
اسقدر شور کیوں مچایا ہے — کیا کوئی بھوت سر پر آیا ہے
پھر مری سمت اشارہ کرکے کہا — جو کھڑے ہیں یہ دو تم ان کو دعا
یہ اسی رحم دل کی تھی ہمت — جنکے صدقے میں بچ گئی عزت
ترس انکو یہ ہم پر آیا ہے — اتنی جانوں کو جو بچایا ہے
کہیں ٹکڑا نہ بھیک کا پاتے — یہی ہوتا کہ بھوکوں مر جاتے
کون بھیجا ہوا تمہارا تھا — باپ کے دم کا ایک سہارا تھا
ہاتھ پھیر اونکے چلتے ہیں جبتک — روکھی سوکھی یہ ملتی ہے تب تک
ٹالی ہے گر ہماری یہ آفت — ہے یہ لڑکا فرشتہ رحمت
اسنے اتنا بڑا کیا احسان — رشتہ ناتا نہ جان پہچان
مجھکو ان کا حق نہ بھولیگا — جس نگاہوں سے تک کے دیکھا

کیا بتاؤں جو میری حالت ہے — آج تک دل میں وہ مسرت ہے
ولیں ابتک کئی ہے گئی وہ قرض — یہ رقم جیتے اونکو دی بچ قرض
میں کہسکنے ہی کو وہاں سے ہٹا — مگر ان لوگوں نے نہ جانے دیا
منتین کرکے لے گئے اندر — اور بٹھلایا ایک چوکی پر
پھر یہ بولی میاں وہ عورت — نوج ہو کوئی ہتسا بے غیرت
تم تو بازاری بھی نہیں جاتے — ایک گلوری بھی لے نہیں آتے

میں

فائدہ کیا اٹھاؤں کیوں زحمت — پان کھانیکی ہے کسے عادت

عورت

اپنے محسن کے گلمیں تکلیف — کوئی پاجی نہیں ہیں ہم ایسے ناشریف
گر اجازت تمہاری پائیں ہم — آنکھیں قدموں تلے بچھائیں ہم
تیری اس بھولی شکل پر بیبی — دل یہی چاہتا ہے ہو نہیں جدا
تم پہ میں لاکھ بار ہوں قربان — کچھ بتاؤ تو اپنا نام نشان

میں

ہے صابر میاں کی جو سرا — بس وہیں رہتی ہیں مری خالا

عورت

خبر جو کچھ ہے آج ہمکو دیا — لو گے تم اسکو ہم سے کب بیٹا
اپنے بچوں کا پیٹ کاٹینگے — اور قرضہ تمہارا پاٹینگے
ہم تو دو ہی مہینے کے اندر — یہ تمہاری رقم چکاتے مگر
آجکل کام کم نکلتا ہے — نکوئی بس نہ زور چلتا ہے

مکانہ کا نام۔

تم نے احسان کیا ہے اتنا جان | اب عنایت کرو تم اُتنی آن
مجھکو بن دام مول لے لیا ہمکو | دو روپے قسط ماہوار جو لو

مین

ہے ادائے کی فکر تمکو کیا | اس نظر سے ہمین تسکین نے دیا
سنتے ہی یہ زبان سے میری کلام | اسقدر خوش ہوئے وہ لوگ تمام
یون بسی اُن سبکے تن مین خوشی ان | ہو رعایا مین جسطرح سلطان
جان ہو جیسے جسم انسان مین | پیر ہو حلقہ مریدان مین
عورت ایسی تھی میری شکرگذار | بندھ گیا تھا بلائین لینے کا تار
سر سے میرے جو ہٹ گیا رومال | دیکھا ٹوپی نہین یہ کھل گیا حال
بولی عورت کہ ہو نہین تم یہ فدا | سر کی ٹوپی جاؤ تو ہوئی کیا
پھر تو کھتا پڑے مجھے اُسدم | بیچکر اوسکو لایا تھا وہ رقم
دین ہزارون دعائین یہ سنکر | بچھی جاتی تھی اور وہ مضطر
جمتا وہ عاجزی سے پیش آئی | آنکھ میری حیا سے جھکی جاتی
یون بمشکل ہوا عرض رخصت | گو کہ آنے نہ دیتی تھی عورت
ٹوپی پہنے نہ تھا جو مین سر پر | بس چلا وان سے سیدھا اپنے گھر
کیا کہون کسقدر حیا آئی | مل گئے راہ مین بڑے بھائی
نظر آئی جو میری یہ ہیئت | دور ہی سے وہ بولے یا وحشت
پھر یہ فقرہ زبان پر لائے | کیا جیسے ٹوپی بیچکر کھا گئے
سن کے اس بات کو کیا اخفا | رہا خاموش کچھ نہ منہ سے کہا
شام کو آئی جان سے آخر | کردیا بھائی جان نے ظاہر
بولی مجھ سے خبر علیم کی بھی | ٹوپی تک سر کی بیچکر کھا لی

تم نہیں ہو لوٹی سمجھتی ہو نہیں — ہیں پہ چور اچھے اور لتنے بڑے ہیں
مجھسے جب امی جان نے پوچھا — میں نے ہاتھوں کو جوڑ کر یہ کہا
جس لیے یہ آپکے کہتے حضور — پہلے ثابت کرے وہ میرا قصور
پھر جو ہو لوٹی بیچکر کھایا — جو سزا چور کی وہ میری سزا

امّا جان

پھر وہ کیا ہو گئی جو سر پہ نہیں — کہو تو بیٹھے نہیں تم اسکے کہیں

بہن

نہیں یہ بھی نہیں ہے امّا جان — لوٹی کہو دوں میں ایسا ہوں ناداں

امّا جان

نہیں کیا فہم میں تری گھاتیں — کچھ تماشے کی ہیں تری باتیں
گھورے ہو نہ کھولی سیپی بھی — نہیں کھلتا کہ کیا ہوئی لوٹی

بہن

آپ کر لیجیے یقین اس کا — نہیں بیجا جو اسپے حرف اسکا

امّا جان

بھی بیٹا ہیں گن تمہارے اگر — خوب روشن کروگے نام پدر

علیم

میں پڑا تھا عجیب مشکل میں — دھیان کیا کچھ نہ آتے تھے دل میں
کبھی کہتا تھا سچ ہے جو وہ کہیں — کبھی یہ کہتا تھا خموش رہوں
مجھکو اس بات کا بہروسہ تھا — پاک ہے جب معاملہ میرا
صاف ہو جائینگے وہ مجھسے ضرور — ہو گی اکدن یہ بدگمانی دور
کیا تماشہ ہے اسکی قدرت کا — ابھی اک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا

صالحہ دفعتہً پڑی بیمار | گئیں وان اماجان ہوکر سوار
سنئے یہ اتفاق ہے حضرت | آئی خالہ کے گھر وہی عورت
اور بیٹھا ہوا تھا میں بھی وہین | دیکھتے ہی مجھے دعائیں دین
مجکو محبوب ہے پر کمال کیا | رلی رلی بیان وہ حال کیا
ہنسکے اماں یہ مجھسے کہنے لگین | چوری پکڑی گئی تری کہ نہین

نصوح

سنتا نہین ہے جو بات تم کی | یہ تو ہے انتہائی ہمدردی
سنیے اپنے عزیز سب سے سوا | مستحق اسکے ہین مگر بیٹا

علیم

فضل پروردگار عالم سے | ہین زیادہ غنی وہ سب ہم سے

نصوح

کیا فقط ہے سلوک اسکا نام | سب روپے پیسے ہی چلتے ہین کام

علیم

گو مری عقل و فہم کا ہے قصور | مین تو ایسا ہی جانتا ہون حضور

باپ

نہین حاجت ہو جنکو جس شے کی | پورا کرنا ہے اوسکا ہمدردی
سب سے بڑھکر ہے دولت اسلام | بے نصیب اوس سے خاندان تمام
انکو تلقین دین کی حاجت ہے | وعظ اور پند کی ضرورت ہے
ہم نے یہ فرض تو کیا نہ ادا | اور اسے فرض ہی نہین سمجھا

علیم

[illegible] بجا ہے حضور | غلطی یہ مری ہے میرا قصور

نصوح

تمکو الزام دوں میں کیا بیٹا — تم سے بڑھکر کمیں ہے میری خطا
خیر اچھا گذشتہ را صلوات — چاہیے اب تلافی مافات
عہد میں نے یہ کرلیا ہے اب — کہ سکھاؤں عقاید مذہب
گو کہ مشکل ہے اس کا بھی اقرار — ان کی اصلاح ہی بہت دشوار
ہاں مگر میرا ساتھ تم بھی دو — کیا عجب ہے جو کامیابی ہو

علیم

نہیں فرزند ناخلف یہ غلام — بدل و جان ہیں تابع احکام
متحیر ہوں سر میں حد سے زیادہ — کیا کروں گا میں آپ کی امداد

نصوح

ہے تمہاری مدد یہ اے دلدار — توبہ کرکے ہو تم اب دیندار
مرغ بازی بٹیر کنکوا — مشغلے سب یہ چھوڑ دو بیٹا

علیم

آپ جو کہتے ہو وہ بہتر ہے — فایدہ میرے لیے سراسر ہے
ہو جو بالفرض اس سے قطع نظر — تو خرابی ہے میری سرتاسر
اسطرف آپکو کروں میں خفا — مجھسے ناراض اوسطرف ہو خدا
پھر زمانہ میں بھی ہو بدنامی — اور ہو عاقبت میں ناکامی
عبد و مولا و بندہ و سبحان — نوکر آقا رعیت اور سلطان
باپ بیٹے بھی برابر ہیں — نسبتیں ایک یہ سراسر ہیں

۵ گذشتہ امور کا معاوضہ۔

لاؤں گا حکم آپ کا میں بجا | گر خدائے کریم نے چاہا

باپ

واہ اے میری جان و نور نگاہ | بارک اللہ اور جزاک اللہ[1]
مطمئن کردیا ہے دل میرا | دین و دنیا میں خوش ہو بیٹا
خیر اب تم سدہارو نیک اساس | بڑے بھائی کو بھیجدو میرے پاس

علیم

اون کی بھی ہے ای نے طلبی | شاید اونسے بھی گفتگو ہو یہی
سب کے نزدیک تو یہ ہے بہتر | باتیں ہوں بالمشافہ اگر

نصوح

گو تردد تمہارا ہے یہ بجا | کرچکا ہوں میں غور اے بیٹا
پر یہی رائے ٹہری آخرکار | کروں حجت تمام خود اکبار

فصل پنجم

نصوح نے بڑے بیٹے کلیم کو بلایا اور ہر چند فہمیدہ علیم دونوں نے بہت سمجھایا لیکن وہ راہ پر نہ آیا

غرض آیا علیم نزد کلیم | اور پیام پدر کیا تفہیم[2]

کلیم

آجکل کیا ہے تو خیریت | جو ہے ہم لوگوں پر بڑی شفقت

[1] خدا برکت دے [2] خدا جزائے خیر دے [3] نزدیک [4] سمجھایا

اتنی مین آگیا سلیم حزین | سر کو منڈوائے تھا وہ اہل حزن

دیکھے جاتا تھا وہین تھا یہ خیال | نہ بڑے بھائی دیکھلین یہ حال

ناگہان دی کلیم نے آواز | کر گئی روح اوسکی نیں پرواز

پڑنے والے زمین پہ ہوئے | سر منڈاتے ہی پڑ گئے اولے

منجھلے بھائی کو دیکھ پایا جب | جان مین جان اوسکی آئی تب

پاس آکر کہا بغیر سوال | باپ کے حکم سے منڈائے مین بال

بڑے بھائی

دیکھنے ہے یہ باپ کی شفقت | خاک مین بر سو نکلی تھی حسرت

کیا کہے کوئی اس محبت کو | کیا بگاڑا ہے اچھی صورت کو

چھوٹے بھائی کی طرف مخاطب ہو کر

رنج تمکو بھی بالون کا ہوگا | دل تمہارا بہت کڑھتا ہوگا

چھوٹے بھائی

ایک مدت سے خود مجھے تھا خیال | کہ منڈا دون مین اپنے سر کے بال

ہوگا ایک مرتبہ یہ اونکو دھیان | سر منڈانیکو تھا مین بھائی جان

آپ اس دن ہوے مجھ پہ خفا | نام پھر آجتک نہیں نے لیا

بڑا بھائی

ٹھیک کہتے ہو یہ لو آیا اب | کیا ہوے وہ تمہارے ہم مکتب

تھے وہ چارون غریب کے مرجع | مر گئے تھے عناصر اربع

خوب بہکایا تھا تمہین مرجان | کہ وہ چارون تھے ثانی شیطان

[illegible] عناصر یعنی آگ پانی ہوا مٹی ۔ مسئلہ چار ۔

چھوٹا بھائی

کہتے ہین آپ ناحق اونکو برا — وہی تو اباجان نے بھی کہا

بڑا بھائی

ہو کے بیمار وہ اُٹھے ہیں ابھی — کبھی تھی پہلے بھی یہ بات کبھی

بس سمجھ لو دماغ کا ہے خلل — تم کرو اونکی بات پر نہ عمل

تم سے پہلے بھی بارہا مینے کہا — ڈاکٹر نے جو دی تھی اونکو دوا

حبس کے زور مد سے تھے جو بڑھی — وہ بخارات مغز پر ہین چڑھے

سنجھلا بھائی

حفظ اوراب آپکو نہ رہا — آپ نے سوچئے تو کیا کہا

آتا ہون اونکے پاس مین ابھی — دیر تک مجھسے بات چیت رہی

میرے نزدیک ان کے اب اکثر — ہین خیالات پہلے سے بہتر

بڑا بھائی

سنتا ہون آجکل ہین یہ انداز — کہ پڑھا کرتے ہین وہ روز نماز

منجھلا بھائی

ہان تو پھر اب اسے بلند وقار — دیتے ہین کیا جنون اسکو قرار

بڑا بھائی

تم تو کرتے نہین ہو غور ذرا — سنک سر مین جنونکی جو تھی مین گیا

دور کی تھی خدا نے بیماری — ہوتا جلسہ کوئی بڑا بھاری

کرتے تعریف اونکی خاص و عام — کسقدر شہر بھر مین ہوتا نام

بہ گھرانے کے مین نئے انداز — جا کے مسجد مین پڑھ رہے ہین نماز

لہ بہ پہنا

سیکھئے اب خدا کی ہے قدرت — آپکے مولوی ہیں ہم صحبت
گو ذلیل اسقدر ہیں یہ ملّا — کہ ہے خیرات پر گذر ہوتا
اسپہ انسانیت سے بھی ہیں دور — کس قیامت کے ہوئے ہیں مغرور
ملتے ہیں راہ میں جو یہ خود کام — اتنی طاقت نہیں کریں بسلام
پر کسیکا ادب ہے نے تعظیم — بندگی کورنش ہے نے تسلیم
حد ادب سے گذرتے ہیں — کہ سلام علیک کرتے ہیں

چھوٹے بھائی کی طرف مخاطب ہوکر

حکم تھا سر منڈانے ہی کا تسلیم — یا عبادت کی بھی ہوئی تفہیم

چھوٹا بھائی

سخت تاکید اسکی ہے بھیا — کہ خبردار ہو کبھی نہ قضا
ماسوا اسکے یہ بھی ہے اصرار — لے چکے ہیں ابھی تو یہ اقرار
تاش شطرنج اور گلی ڈنڈا — مرغ تیتر بٹیر کنکوا
تیر تکلی بھی سولہ گٹی بھی — وس گھڑا کا پتنگ پچیسی
تختہ نرد گنجفہ چوسر — ہیں یہ لہو و لعب سبھی بدتر
شہدوں میں بیٹھنا قسم کھانا — گالیوں کا زبان پر لانا
کبھی ان باتوں کو نہ تم کرنا — اپنے اللہ پاک سے ڈرنا

بڑا بھائی

یہ نہ کیوں کہہ دیا کہ مرجاؤ — اس زمانہ ہی سے گذر جاؤ

ع کے سوا اسکے کمیس کا نام ہے یہ سب کھیلوں کے نام ہیں کھیل کرو۔

منجھلا بھائی

سنکے بے اختیار ہنس ہی پڑا — نہ رہا یہ خیال ہون گے خفا
پھر یہ کہنے لگا وہ نیک سیر — آپ کرتے ہین یہ خیال مگر
عمل ان شرطون پر کوئی جو کرے — بہتر اس جینے سے یہ ہو کہ مرے

بڑا بھائی

چھوڑ دے کوئی کھیل کود بھی جب — نہ ملے یارون سے بھی ہائے غضب
تمہیں انصاف سے کہو یہ ذرا — جینے مرنے مین خاک فرق رہا

منجھلا بھائی

کہتا ہون صاف صاف اپنا خیال — ہے جو یہ طرز زندگی فی الحال
گر نتیجہ پہ اس کے کیجئے غور — بجز افسوس کچھ ملیگا نہ اور
جس کی تعلیم دیتے ہین آپ — اک مسرت ہے اور ہمیں رنج فزا
جتنے ہین کھیل کود سب ہین فضول — کیا سوا کوفت کے ہے انکا حصول
رہے بار آشناؤن کی صحبت — اس سے بڑھکر ہے قابل نفرت
روز گالی گلوچ کشتی ہے — وہ معمول دہیا ہے دھینگا مشتی ہے
اس زمانہ مین کوئی دوست ہے کب — کہ سبھی خود غرض ہین خود مطلب

بڑا بھائی

کیون کروگے نہ اب نصیحت تم — چلے آتے ہو کرکے بیعت[1] تم

چھوٹے بھائی کیطرف مخاطب ہوکر

تم بتاؤ سمجھ اپنا حال — کیا ارادے ہین کیا تمہارے خیال

[1] یعنی بڑا خیال یہ ہے کہ تم اُنکو [illegible] بیعت لیجاتی ہو اس پر عہد لیا جاتا تا کہ ہر حکم کی [illegible] کیجائیگی جیسی بروز غدیر جناب امیر علیہ السلام سے تمام مسلمانون نے بحکم خدا و رسول بیعت کی تھی۔

چھوٹا بہائی

کر چکے ہین وہ مجھسے بھی تاکید | میں تو پہلی ہی ہو چکا ہون مرید[۱]

بڑا بہائی

بچون کی بات کا شمار نہین | کچھ تمہارا تو اعتبار نہین

منجھلے بہائی کیطرف اشارہ کرکے

ان کو تو ڑا دو کفر کو توڑا | سب نے تنہا ہمین کو اب چھوڑا

منجھلا بہائی

نہین پاس ان کے جاتے ہیں جبتک | آپ ہم سے الگ ہین بس تب تک

بڑا بہائی

اس کو دل سے تم اپنے رکھو دور | نہین میرے دماغ مین ہے فتور
مجھ پہ کچھ حال تو کرو ظاہر | وہ بلا کر کھینگے کیا آخر

منجھلا بہائی

آپ کو راہ پر وہ لائینگے | خوب سمجھائینگے بجھائینگے

بڑا بہائی

مین نہ مانون تو کیا کریگا کوئی | مین نہ سمجھون تو کیا کریگا کوئی

منجھلا بہائی

انکی باتون مین ہے کچھ ایسا اثر | نرم ہو موم کی طرح پتھر

بڑا بہائی

یہ اگر ہے تو بس مین جا بھی چکا | کہدیا تم نے خیر خوب کیا

[۱] پیرون کی متابعت کرنے والے مرید ہوتے ہین مگر یہ امر نا جائز ہے۔

منجھلا بھائی

آپ جامیں نہ اور کریں وہ طلب — نامناسب ہے اور خلاف ادب
شاید ایسا ہو کیجئے تو یہ غور — وہ بلاتے ہوں کہنے کو کچھ اور

بڑا بھائی

جاؤ بھی تم پڑا ہاؤ گے کچھ کیا — نہیں کچھ اور بات اسکے سوا

منجھلا بھائی

نہیں اچھا ہے جانیسے انکار — یوں ہیں آپ اپنے فعل کے مختار

بڑا بھائی

گو سمجھتا ہوں میں بھی ہے یہ برا — نہیں کرتا پر اس کی کچھ پروا

منجھلا بھائی

ایسی باتوں سے کیا نتیجا ہے — فایدہ اس بگاڑ سے کیا ہے

بڑا بھائی

نہیں جاتا بلا میں بھتیرا — اسمیں نقصان ہوگا کیا میرا

منجھلا بھائی

میں نے مانا کچھ اور ہے نہ زیان — ناخوشی باپ کی ہے کم نقصان

بڑا بھائی

اجی بیکار کا ہے یہ غصا — بے سبب رنج کا علاج ہے کیا

منجھلا بھائی

رنج اول تو ہو خدا نہ کرے — آئے نوبت وہ کبریا نہ کرے
اور آزردگی ہوئی کچھ اگر — سارا الزام ہوگا آپ کے سر
سب کہیں گے یہ کیسا تھا بیٹا — کہ بلانے سے باپ کے نہ گیا

بڑا بھائی

بحث افعال سے مرے انہیں کیا ۔۔۔ غرض اعمال سے مرے انہیں کیا

منجھلا بھائی

ہے نصیحت کا اختیار انہین ۔۔۔ ہے ہدایت کا اختیار انہین

بڑا بھائی

اختیارات اونکو ہین یہ مگر ۔۔۔ بس سلیم و حمیدہ پر ہیں پر
نہین لوگون نے ہی بگاڑا مزاج ۔۔۔ کہ یہ جرأت ہوئی ہے اونکو آج

منجھلا بھائی

وہ اکیلے نہین ہمارے باپ ۔۔۔ جیسے فرزند ہم ہین ویسے آپ

بڑا بھائی

باپ اور مان کو اختیار مگر ۔۔۔ ہوتا ہے چھوٹے چھوٹے بچون پر
یہ اطاعت نہین مبارک باد ۔۔۔ ہین حکومت سے بیٹے اونکی ہون آزاد

منجھلا بھائی

یہ شریفون مین تو نہین دستور ۔۔۔ جب جوان ہون کرین پدر سے غرور
نہ بجا لائین حکم ربّ الناس ۔۔۔ کرین مان باپ کا لحاظ نہ پاس
ہے یہ آنکھون کے سامنے کی بات ۔۔۔ جد مرحوم جب تلک تھے حیات
آمنا سامنا ہو جب اون کا ۔۔۔ کرتے تھے ابا جان ادب اونکا
ان کے آگے نہ بیٹھتے تھے حقا ۔۔۔ نہ کبھی پان کھاتے ہی دیکھا

آدمیون کا خدا ۵ دادا ۵ رحمت کئے گئے جو مرجاتا ہے اوس کو مرحوم کہتے ہین۔

بڑا بھائی

رہے ملحوظ مجھکو بھی آداب | نہ دیا آج تک ٹھیک کے جواب
ہے زمانہ پہ یہ مثل[سله] حالی | نہیں بجتی ہے دو نو ہاتھ سے تالی
نہ تعرض ہو میرے حال سے گر | رہے مجھکو لحاظ مد نظر

منجھلا بھائی

اب ہیں سمجھا یہ آپ کا مقصود | پر اطاعت نہیں ہے یہ محمود[سله ۳]

بڑا بھائی

ہم سے ایسے باز ہم آئے | چھوڑیں ہمکو وہ حال پر اپنے

منجھلا بھائی

صاف صاف انکا یہی مطلب ہے | قطع اونسے تعلقات ہوں سب

بڑا بھائی

کچھ ضرورت ہے اسکی بھی آخر | لڑکوں کیطرح پڑھ ہوں نہیں پھر
حق نے جب دی ہے مجھکو عقل و شعور | نیک و بد اپنا جانتا ہوں ضرور
پھر ہے بیکار مجھکو سمجھانا | کیا وہ سمجھے ہیں کوئی دیوانا

منجھلا بھائی

غلطی آدمی سے ہوتی ہے | بعض اوقات عقل کھوتی ہے

بڑا بھائی

یہی ہو سکتا ہے خیال ادہر | یہی مجھکو ہے احتمال[سله] ادہر

منجھلا بھائی

ان سے گر گفتگو مدلل[عله] ہو | بحث جو کچھ ہے وہ فیصل ہو

سله روشنی ظاہر سله قابل مدح سله شک عله دلیل کے ساتھ

کچھ نتیجہ تو نکلے آخرکار
گر کوئی بات پا تو جائے قرار

بڑا بھائی

کیون مین تقریر کرنے جاؤن کہیں
کچھ مجھے اسکی احتیاج نہین

منجھلا بھائی

بحث پر اپنے ہی ثوق اگر
کیون گریز اسقدر ہے مدنظر

گفتگو اُن سے جاکی کر لیجیے
دو بدو مسئلہ یہ طے کیجیے

بڑا بھائی

مسئلہ کوئی اس جہان مین بھلا
طے ہوا ہے کبھی جواب ہو گا

منجھلا بھائی

ہو سخن پروری کا گر نہ خیال
ختم پر بحث ہو تمام و کمال

بڑا بھائی

کچھ عجب اونکی بھی طبیعت ہے
نئی عادت انوکھی خصلت ہے

بس طبیعت ہے جس طرف آئی
ذرا سی بات کی ہی لگ جائی

آجکل ہے نماز سر پہ سوار
کھائی بیٹھے ہین اب اسی پہ اودھار

ہو گا دو دن مین پھر وہی عالم
پھر وہی کھیل کود ہے اور ہم

منجھلا بھائی

ہم سے گو آپ ہین بڑے بھائی
آپ کو ہے زیادہ آگاہی

لیکن اونکے مزاج سے کم و بیش
آشنا پھر بھی ہے یہ خیر اندیش

جاگزین ہے بجزم و استقلال
دلمین اصلاح خاندانکا خیال

اب نہین اور کوئی کام انہین
اس مین ہے خاص اہتمام انہین

ضمیمہ طلی

میرے دلکو تو اعتبار نہین — کہ یہ عہد او نکا استوار نہین
اک فقط آپکے سوا حضرت — نہین اتنی کسیکی ہے طاقت
رکہے بیان جاوٴنین سب چہوڑکے — نہ وہ پہرتا پہرانا اب چہوڑے

منجہلا بہائی

پہلے تم باتین اک ذرا دو دو — ابا جان اور مجہ سے ہوئی دو
تم پہ کہل جائیگا یہ سب اسرار — قصد کیا ہے او نکا مستحکم[1]

چہوٹا بہائی

آج باتین نہ کیجئے گا ذرا — ہین سویرے سے ابا جان خفا
بڑی بجیا سے چل گئی حضرت — اسی روز سے نماز کی بابت
انکو ہی مار کہا کے شرم پڑی — روتی ہین باجی کوٹہری مین پڑی

بڑا بہائی

عزت اب کسکی رہ گئی ہے بہلا — ایک تو ہے بڑی وہ نیک نہلو
خوب یہ پاس دین ہمت ہے — وہ پٹی کیا سبہی ہے گویا
واہ رے دین واہ رے ایمان — دوسرے بہائی صاحب اولاد
وحیان انجام کا کرے نہ بشر — مارنا اسکا کیا شرافت ہے
نہین رکہنے کی یہ خبر بیشک — باہر آپے سے جبکہ ہو انسان
کیا کہینگے وہ لوگ یہ سنکر — ہو نہ دنیا کی نیک و بد پہ نظر
انہیں باتونپہ ہان سنو تو سہی — پہنچے کی سند ہیانے دادون تک
ہو سلوک ابا جان کا مرے ساتہ — ناک کٹتے ہین اب بہ کون کسر
جاوٴن مین اونکے پاس خوب کبہی
شفقت کا وہ مجہپہ پہیرین ہاتہ

[1] مضبوط ۔

پھر تو اوس وقت کچھ کیئے نہ بنے — مجکو بے جان ہی دیئے نہ بنے
ہین نعیمہ کے جان کے لالے — یاس ہے اوسکی زندگی سے مجھ

سنجھلا بھائی

عجب اسکا ہے مجکو بھی ہے شک — نہ سنون ابا جان نے جب تک
نہین اوس وقت تک یہ کہہ سکتا — فعل بیجا تھا ہو گیا یہ کہ بیجا

بڑا بھائی

تم پہ یہ واقعہ اگر ہوتا — رنج پھر دلکو کسقدر ہوتا
رہتے اوس وقت بھی جو تم خورسند — مین سمجھتا تمھین سعادتمند

منجھلا بھائی

باپ مان دین مجھے اگر تعذیر — کبھی سمجھون نہ اونکی مین تحقیر

بڑا بھائی

ہین وہ ہم لوگون پر جبھی تو نثر — انھین باتون نے تو کیا ہے دلیر
کرتے تھے باتین دو تو وہ بھائی — دوڑ کر ماما اتنے مین آئی
اور اس نے علیم سے یہ کہا — تم یہان بیٹھے کر رہے ہو کیا
لکھ چکے ہین جو بات تم سے میان — ہین اب اوسکے جواب کے خواہان
بولی ماما سے یہ علیم آخر — عرض کر دے کہ ہوتے ہین حاضر

بڑے بھائی سے

دیکھئے ہین وہ راستہ بھائی — آپ ہو آئے ذرا بھائی
سوچئے پہلے ہوگا کیا انجام — اس نجانے کا ہے برا انجام

بڑا بھائی

بھی نا وہ کرین کے غصہ زیاد — مین نہ جاؤنگا جب تک بادا باد

منجھلا بھائی

اختیار آپ کو ہے خیر جناب — یہی دیتا ہون انکو جا کے جواب
اُٹھا آخر کو ہو کے وہ رنجور — جا کے پہر واپس آیا تو تھی دور
بولا وہ چاہتا ہون بہتیرا — نہین اوٹھتا مگر قدم میرا
ولیکن یہ سوچتا ہون مین مضطر — کیا کہون اخر اسنے اب جا کر
اس نبھانے میں آپکے حضرت — ہے خرابی بڑی بڑی آفت
آپ اسوقت گر چلے جاتے — جو وہ کہتے وہ سنکے پھر آتے
اور نہ کرتے نصیحت انکی قبول — نہ بگڑتی یہ بات جب ہی طول
آپ ہی کرتے ہین شرع ایجاد — ہو رہی ہے یہ ابتدائی فساد
آپکو اک زمانہ رکھے گا نام — ہوگا عاید یہ آپ پر الزام

بڑا بھائی

اپنے ہر فعل کا ہو تمہین مختار — تمہین ان باتونسے ہی کیا سروکار

منجھلا بھائی

اس تردد میں تھا وہ خوش ایمان — کیا کہے باپ سے یہ تھا حیران
نہ بجا تھے جو اوسکے ہوش و حواس — گیا دوڑا ہوا وہ مان کے پاس
بولا بیٹھی ہو مطمئن کیا اب — ہوا جاتا ہے اتا جان غضب

مصنف

مضطرب فرطِ غم سے تھی جو وہان — تھی نعیمہ کے سوچ مین حیران
کہ سوار اوسکے سر پہ تھا اک جن — روتے روتے کٹا تھا سارا دن
کچھ نہ پیتی تھی اور نہ کہاتی تھی — بس لگاتار روتی جاتی تھی
اک طرف حال لڑکی کا یہ تھا — کہ گھڑی دو گھڑی رہا چپکا

وہ بھی بے دودھ رو کے جاتا تھا	نہ زبان تالو سے لگاتا تھا
گود سے وہ نکل نکل پڑتا	تلملا کر اوچھل اوچھل پڑتا
نانی دیتی جو اپنا دودھ اوسے	پھیر لیتا تھا منہ کو گھبرا کے
تھا سویرے سے سارا گھر بےچین	نہ اوٹھے چین تھا نہ بیٹھے مین
صالحہ کو جو تھا بلا بھیجا	اک بہو میں سا تھا کہلوا بھیجا
وان سے یہ آگیا جواب پیام	شب کو ہے مجلس عزائے امام
آون گی پڑھ کے مین نماز سحر	کل مگر منہ اندھیرے سے اٹھکر
آیا جب یون علیم گھبرا کر	ہو گیا دھک سے دل ہوئی ششدر

ماں

سر پکڑ کر علیم سے پوچھا	کچھ بتاؤ تو کیا ہوا بیٹا

بیٹا

کب سے ابا انہین بلاتے ہین	پر نہیں بھائی جان جاتے ہین
ہے یہ انکار ہی فساد کا گھر	آپ سمجھائیے ذرا چلکر

ماں

مین اگر ماں ہون تم بھی ہو بھائی	نہ رہ نیک تم نے بتلائی

بیٹا

کیا کہون کتنا کتنا سمجھایا	نہ مگر اونکو کچھ خیال آیا

ماں

کچھ نعیمہ کا حال تم نے سنا	عجب آفت ہے صبح سے بیٹا

بیٹا

مین ابھی تو جب آ رہا تھا یہان	کیفیت سب حمیدہ نے کی بیان

ماں

تمہیں انصاف اب کرو بیٹا
میری اس میں زیادتی تھی کیا

دونوں بہائی بہن نعیمہ کلیم
ایک ہی سانچے میں ڈہلے ہیں علیم

ہاتھ ہی سے کلیم جائے گا
یہ کبھی راہ پر نہ آئے گا

میرے کہنے کا اوسپہ ہوگا اثر
نہ جسے خوف حق نہ باپ کا ڈر

گو نہیں ہے مجھے اُمید ذرا
تیرے کہنے سے چلتی ہوں بیٹا

بیٹا

آپکی کیا زیادتی تھی حضور
کہ سراسر وہ باجی کا تھا قصور

کرے توہین دین کی کوئی اگر
ٹالے کیونکر اوسے بشر سنکر

چاہیئے تھی کچھ اس خطا کی سزا
آپ آخر پہر اور کرتیں کیا

خیر اسکا تو کچھ نہیں ہے ڈر
نہ یہ غصہ رہے گا تا بہ سحر

بڑے بہائی سے ہے مُرا کھٹکا
واں ہے وار اپنا راہی ہونا

ماں

ایک کا ایک ہے قدم بقدم
کب کسی بات میں ہے کوئی کم

اس نعیمہ نے کیا اُٹھا رکھا
ایک کہرام صبح سے ہے بپا

ماں کو پاتا نہیں تڑپتا ہے
بچہ بے دودہ کے پھڑکتا ہے

بیٹا

کیا تھی اُس بے زبان کی تقصیر
جان لینے کی یہ تو ہے تدبیر

ماں

عمدہ پہنچی تھی بچے کو لیکر
لات ایسی جمائی اک اسپر

آئی اُسکی کمر میں چوٹ بڑی
ہلدی تھوپے جھنجھنی میں ہے پڑی

بیٹا

آپ فرمائین گر تو میں جاوٴن | منتیں کرکے ان کو سمجھاوٴن

مان

گھر نہ بیٹھے کھین وہ جا بیجا | مفت ہین رنج ہو نہین بیٹا

بیٹا

ہوتا ہے چھوٹون کو ملال کہین | کچھ برا ماننے کی بات نہین

مان

صالحہ کو کیا ہے مینے طلب | آکے گھر لیگی ٹھیک ٹھاک وہ سب

بیٹا

واقعی خوب سوچی ہے یہ بات | کب وہ آئیگی اب تو ہوگئی رات

مان

رات جون تون یہ کٹ ہی جائیگی | صبح کو حسب تحریر آئیگی

بیٹا

آپ کہئے تو میں چلا جاوٴن | اور ابھی صالحہ کو لے آوٴن
جب تلک آپ انکو سمجھائین | راہ پر بھائی جان کو لائین

مان

اوس کو معلوم ہے یہ حال کہان | وہ ابھی ورنہ دوڑی آتی یہان
دیکھو ڈیوڑھی پہ کوئی نوکر ہی | اوسکو بہیجکر سدہار دو بہتر ہے
الغرض مان تو آئی نزد کلیم | اور گیا صالحہ کو لینے علیم

فہمیدہ کلیم سے

وہ بلاتے تمہین کب کے ہین پر | نہین ہو آتے تم ذرا جاکر

یہ ضدین اپنے باپ سے بیٹا — کیا وہ کہتے ہین سن تو آؤ ذرا

بیٹا

میرے جانے کی احتیاج نہین — سن لیا مینے بیٹھے بیٹھے ہین

ماں

خیر سن بھی چکے ہو گر بیٹا — ہے چلو جانے مین قباحت کیا

بیٹا

پوچھتی ہین جناب آپ اگر — مجکو سب کچھ نعیمہ کی ہے خبر

ماں

اُسکو بیٹا نہین ہے عقل ذرا — ایسی اولی سمجھ بھی دے نہ خدا
اُسکے بس مین زبان ہے اوسکی کب — اپنے اللہ کا کیا نہ ادب
گھر پہ اک آفت آچکی ہے ابھی — لاش پر لاش جاچکی ہے ابھی
پر نعیمہ کو خوف ہے نہ خطر — نہین کچھ بھی خدا کا دلمین ڈر

بیٹا

وہ بلا بھی مگر کبھی کوئی بلا — اُسنے اچھے برونکو کب دیکھا

ماں

مرتے اچھون کو دیکھکر انسان — کیا بُرا اپنے کا کرے سامان

بیٹا

نہین امّا یہ کون کہتا ہے — کہ بُرا ہونا بھی کچھ اچھا ہے

ماں

یہ بُرائی تو سب سے بڑھکر ہے — کہ خدا کو خدا نہ سمجھے بشر

بیٹا

سب بڑا اور بھلا سمجھتے ہین | سب خدا کو خدا سمجھتے ہین
پھر تو آخر نعیمہ عورت ذات | منہ سے سہوا نکل گئی اک بات

ماں

باپ کے پاس اپنے کیون بیٹا | تمکو جانے مین ہے تامل کیا

بیٹا

مین یہ سنتا ہون لوگون سے برابر | لیتے ہین وہ نماز کا اقرار
اباجان اوس سے بڑھ کے ہین منکر | ہوتا ہے کھیل کود کا قدغن

ماں

جب سمجھتے ہو تم خدا کو خدا | حکم ہے پھر نماز بھی اس کا

بیٹا

ہے یہ بے شبہ حکم رب جلیل | ہو نہین سکتی مجھ سے پر تعمیل

ماں

تم خدا کو خدا سمجھتے اگر | حکم اوسکا نہ مانتے کیونکر
کیون نہین اسے چھوڑ رہو آباد | دین و دنیا سے ہوگئے آزاد
وہ بلایا کئے گئے نہ اُدھر | سمجھی توقیر باپ کی نہ مگر
اور نہ حکم نماز کو مانا | پھر خدا کو خدا ہی کب جانا

بیٹا

ہے تعجب یہ سب کو دیکھ کر مجھ کو | نکلے ہین کیون نئے نئے دستور
پہلے کیا تھا طریقہ اب ہے کیا | گو وہی ہم ہین اور وہی ہے خدا

ایسی شفقت کی مجھ پہ کیوں ہے نظر | چھوڑ دیں مجھکو میری حالت پر
میرے اعمال سے ہے کیا سروکار | میرے افعال سے بھی کیا سروکار

ماں

کیا یہ مطلب ہے باپ ماں پہ کلیم | فرض اولاد کے نہیں تعلیم

بیٹا

فرض جو کچھ تھا پہلے بھی تھا سب | وحی[1] نازل ہوئی ہے یا کوئی اب

ماں

باپ کا ذکر اس حقارت سے | ہے بہت دور یہ شرافت سے
یہ کہاوت سُنی تو ہوگی ضرور | با ادب بانصیب ہے مشہور
تہمت اُنپر ہے وحی کی بیکار | نہیں دعوے یہ کرتے ہیں نہار

بیٹا

ادّعا یہ نہیں ہے اُن کو اگر | پھر مرض کا کچھ ابتلک ہے اثر

ماں

گئے ہوتے جو سحبان اُن تک | کبھی کرتے نہ ایسا شبہ و شک
یہی سودائیوں کے ہوتے ہیں کام | کریں فکر مآل اور انجام
اونکی باتیں ذرا سنو چلکر | پھر نہ سمجھوگے تم جنونکا اثر

بیٹا

آپ کیا سمجھے ہیں مجھکو بھی سلیم | اُنکی باتوں پر آئے گا نہ کلیم

ماں

میرے نزدیک تو ابھی بیٹا | تم ہو نادان سلیم سے بھی سوا

[1] منجانب اللہ جو احکام رسولوں پر نازل ہوتے ہیں ۔

بیٹا

کیجیے مجکو معاف مگر یہ عنایت رہے نعیمہ پر

ماں

صرف ہوتی اگر عنایت ہی پھر تو آتی نہ اس کی نوبت بھی
کرتا ہے لطف اوسکی ساتھ انسان میری جان مانتا ہے جو احسان
یہی مجبوری اور مصیبت ہے کہ نہیں یہ بڑی عنایت ہے
بوجھ سر کا اوتارنا ہی نہین اپنی عقبیٰ سنوارنا ہے یہین

بیٹا

یہ نئے قہر ڈہائے جاتے ہین بوڑھے طوطے پڑہائے جاتے ہین

ماں

اپنے دل سے تو کہہ رہی ہون میں ٹہیک ابھی سمجھے نہ تم مرے نزدیک

بیٹا

اماں جان آپنے یہ خوب کہی خیر مین طفل شیر خوار سہی
نہ کوئی دق کرے مگر مجکو چھوڑ دے میرے حال پر مجکو

ماں

نہین بیٹا تمہارے ہم بدخواہ بہتری چاہتے ہین شام و پگاہ

بیٹا

خیر مجکو معاف رکھیے حضور بہتری اپنی ہے نہین منظور

ماں

مری جان ضد سے کہہ رہی ہو تم اب بہتری اپنی چاہتے ہین سب

بیٹا

کیوں یہ آفت ہی میرے سر ڈالی	کون تم مجکو چھیڑنے والی

ماں

واہ یہ اچھی کہی یہ میری جان	وہ ہیں باپ اور میں تمہاری ماں

بیٹا

خوب چیزیں نئی نکالی ہیں	یہ زبردستیاں نرالی ہیں
اس سے انکار ہے مجھے بھی کہاں	کہ وہ ہیں باپ اور آپ ہیں ماں
ہم پہ لیکن کچھ اختیار نہیں	کیا میں بچہ ہوں ہوشیار نہیں
مجکو ہے نیک و بد کا انکے دھیان	میں سمجھتا ہوں نفع اور نقصان
گر یہ منظور تھا کہ ہو کے بڑا	کسی مسجد کا میں بنوں ملا
تو خبر پہلے ہی سے لی ہوتی	ایسی تعلیم مجکو دی ہوتی
کربلا بھی نجف بھی تر جاتا	جا کے دو چار حج بھی کر آتا
ورد و تلقین کرتا صبح و شام	سیکھتا پنج سورہ پارہ امام
پھر کوئی شہر میں جہاں مرتا	چار پیسوں کی فکر میں کرتا
کیسے کیسے مزے اڑاتا میں	جوڑے چالیسویں کے پاتا میں
مفت کے خوب ہاتھ آتے مال	مجکو قربانیوں کی ملتی کھال
ہوتے پھر مستحق زکات کے ہم	ملتی روزے نماز کی بھی رقم
جسقدر ہیں رئیس اور خوشحال	نہیں اونسے بری مری افعال
ہیں کھلاڑی جو شاہ رخ مرزا	وہ تو شطرنج میں ہیں مجھسے سوا
اور سے مات ہیں اگر کھاوں	تانگ کی راہ سے نکل جاوں
گنجفے کی اگرچہ مشق ہے کم	لیکن ایسے نہیں ہیں اوسمیں بھی ہم

جو کوئی ہم سے اس قدر بڑھ جائے
کبھی صفحوں پہ نادری چڑھ جائے

تاش چوسر کا بھی یہی ہے حال
کبھی چلتے نہیں کسی کی چال

آج جیسے مرے کبوتر ہیں
ویسے اس شہر بھر میں کمتر ہیں

گھر کے صید کی ہیں چلے آتے
نہیں بچے بھی پھڑک کھاتے

ہاتھ کنکوے میں بھی ہوں تیار
کم ہوں ہاں کسی سے میں زنہار

جیسے دوسرا ہے آج میرا صاف
پیچ لیا نہیں کسیکا معاف

یہ میں کہتا نہیں کہ یکتا ہوں
لکھ بھی لیتا ہوں پڑھ بھی لیتا ہوں

وہ امیروں کا کونسا ہے ہنر
سب جسے واقف نہیں ہے یہ احقر

ہے ابھی کل کی اماجان یہ بات
کہ بیان ہوتے تھے ہمارے صفات

دفعتاً انقلاب یہ کیسا
ہو گیا اب میں بے ہنر ایسا

مجکو تعلیم کی ضرورت ہے
اب مجھے تربیت کی حاجت ہے

ہے یہ افعال سے خدا ہی گواہ
آپ سب پہلے ہی سے تھے آگاہ

نہ کبھی ابّا نے مجھے روکا
نہ کبھی باپ نے مجھے ٹوکا

ہے نیا امتحان نئے اوستاد
کہ سکھا ہیں تو کچھ نہیں کچھ یاد

اب جو باتیں نئی نکالی ہیں
یہ کوئی مجھ سے ہونیوالی ہیں

ماں

تم سے سچ کہتی ہوں میں اے بیٹا
تم سمجھتے ہو جسکو دیوانا

سب یہ باتیں ہیں انکی پیش نظر
تم نے اس قدر ہے یہاں جنکو کیوں فرو

ہاں وہ اسبابِ کے بھی ہیں قائل
کہ سنبھلنا تمہارا ہے مشکل

بس یہی تو نہیں ہے رنج عظیم
پہلے ہی سے بڑی نہ دی تعلیم

خود وہ سب کہتے ہیں رو رو کے یہ اکثر
سب یہ ارام ہیں مرے سر پہ

ہے ہمارے ہی تربیت کا قصور | نہیں اولاد کا ہے کوئی قصور
تھی کہاں عقل کیا بری تھی بھلا | ان کا میں باپ تھا کہ دشمن تھا
لگے نے یہ کھیل میں ہوے غایت | میں نے انکو دلائی خود رغبت
اس ندامت سے کاش مر جاؤں | اب میں کس منہ سے انکو سمجھاؤں
رہا غافل میں آجتک کیسا | نہ کیا اب تلک یہ فرض ادا
اب نہیں مانتا ہے میرا دل | کہ میں اس فرض سے رہوں غافل

بیٹا

ایسا ہی فرض ہے جو ہم پہ تمہیں | دوسرے بچہ پر کریں وہ ادا

ماں

وہ بھی اولاد تم نہیں ہو مگر | چشم پوشی کریں وہ ہم سے اگر

بیٹا

جبکہ مجھکو بھی کر چکے وہ خبر | اب نہیں بوجھ اونکی گردن پر

ماں

ہوگی اوروں کو بھی تو یہ جرأت | پیش کر سکتے نہیں یہی حجت

بیٹا

عذر اونکا نہیں ہے یہ معقول | فرض ہے جب تو پھر کریں مقبول

ماں

جب کوئی انتظام ہو منظور | اور گھر کا بدلنا ہو دستور
ہے جبتک نہ اوسکو ٹھہرائیں | کبھی وہ بندوبست بن نہ پڑے

بیٹا

اپنی کہتے ہیں ہم جنے نہ بنے | چپ رہیں گے نہ تو جبکے یہ جنے

نہیں سنبھلے گا کہتا ہوں تجھے لاگ ❊ تجھ سے روزہ نماز کا کہہ اگ
بس کہ حاضر مرا نہیں انکار ❊ جوتیاں چاہو مار لو دو چار

ماں

ایسی مشکل نماز سے اللہ ❊ جس سے تکو ہو اسقدر اکراہ
بار کھانے میں کچھ نہیں ہے عار ❊ پر ہے پڑھنا نماز کا دشوار

بیٹا

میرے نزدیک ایسی ہی کٹھن ❊ جب تو لایا زبان پر یہ سخن

ماں

باپ ماں کو نہ رنج دو بیٹا ❊ کیا ہوا پڑھ لیا کرو بیٹا

بیٹا

حامی اس کی میں بھر نہیں سکتا ❊ جھوٹ اقرار کر نہیں سکتا

ماں

یعنی مطلب تمہارا سن رکھو ❊ باپ کے کہنے کی ہے ضد تمکو

بیٹا

خیر مجکو معاف ہی کیجئے ❊ آپ جو چاہئے سمجھ لیجے

ماں

آخر انجام اسکا کیا ہوگا ❊ یہ برا ہوگا یا بھلا ہوگا

بیٹا

اور کچھ اس سے بڑھکے کیا ہوگا ❊ تجھ سے دو چار دن رہینگے خفا
تالدین گے پھر آپ کچھ سنکر ❊ دور ہوگا ملال کا سب اثر
ہم سے رہ سکتے نہیں خفا ہو کر ❊ کیوں ہماری تم اتنا جان نہیں

ماں

بات اتنی ہی سی اگر ہوتی   نہ مضر مین پھر اسقدر ہوتی

بیٹا

غصہ کیا مجھپہ یو نکالینگے   پھر وہ کیا مجکو مار ڈالینگے

ماں

خیر خداوند آسمان و زمین   مار سکتا کوئی کسیکو نہین
اک ذرا ہاتھہ کے لگانے پر   چھو کرے نے بپا کیا محشر
جان سے مارنا خدا کی پناہ   جرم حاکم کا اور اوسکا گناہ

بیٹا

اور کیا اونکا زور ہے مجھپر   گھر سے کر دینگے یا مجھے باہر

ماں

تم تو بیٹے ہو کہتی ہون صاف   جو کرو اونکی رائے کے ہین خلاف
وہ ابھی تیس سال کا گھربار   خاک مین ہین ملانیکو تیار

بیٹا

غالباً ہے اسیکا خوف و خطر   اونکے کہنے کا ہے جو تمپر اثر

ماں

ابتک آئی نہین ہے یہ نوبت   مگر اب کر رہے ہو تم حجت
کیا عجب ہو جو کچھ خیال انہین   شاید اب تم سے ہو ملال انہین

بیٹا

خفگی کا تو اونکی ہے کچھ ڈر   اپنے گھر سے نکالدینگے مجھے
نہین اس بات کا ذرا بھی خطر   غم و رنج و ملال دینگے مجھے

گھر کے لالچ سے اب پڑی جو مات / اور سیہ ہین ہمین حریف بندہ نواز
زور اسیکا دکھاتی ہین وہ اگر / ہے گھمنڈ اپنے کمانے کیری پر
مین ہمین اون ایسے دین کو دیسکتا / مجکو اسکی بھی کچھ نہیں پروا

ماں

باپ کے تو تمہارے اے بیٹا / نہین اپنی زبان سے کچھ بھی کہا
یون تو پھر اختیار ہے تمکو / اور جو چاہو اپنے دلسے گڑھو

بیٹا

اُنکے اصرار سے کہلا مجھسے / روئی کپڑے کا زور دکھلا کر
قصد ہے اونکا مجھپہ جبر کرین / دین کا ٹوکرا وہ سر پہ دہرین
تو یہ کہین وہ اپنے ل ہی دور / گھر مین رہنا ہی کسکو ہے منظور

ماں

تم ان تک گئے سنو تو سہی / نہ کچھ اونکی سنی نہ اپنی کہی
فرض بھی بیٹھے بیٹھے کرتی ہو یہ گمان / اور پہ غصہ بھی آتا ہے مری جان

بیٹا

اُلٹے الزام ہی خطا ہو معاف / چھیڑ کی پہلے کس نے کہیے صاف

ماں

خوب انصاف یہ کیا بیٹا / چھیڑ اپنی بھلائی کو سمجھا
مان بھی لون اگر میں یہ حجت / گھر سے کیون تمکو ہو گئی نفرت
مین بھی ہین بھائی بھی ہین بہنیں بھی / کہ ہین اللہ رکھے گھر میں سبھی
کچھ تو اسکا سبب کرو ظاہر / ہم سمجھیو لگا ہے کیا قصور آخر

حرف اصطلاح مین بہو کو کہتے ہین جسکے معنے مزاق زحمت دور رہنے کے ہین

بیٹا

ہے یہ جو میرا غصہ کب — ہوا دن ہی ملے ہو تم سب
تمکو اچھا اگر ہے میرا پاس — ساتھہ دو میرا پھر کرو نہ بس

ماں

ہوتی اولکی زیادتی کچھ اگر — تیرا اچنبھہ نہ کرتی میں کیونکر
کرے دنیا میں آدمی وہ کام — نہ جسے سن کے دیوے کوئی الزام
اور بیکار کی اگر ضد پر — تم خفا ہو کے چھوڑ دو گھر
جو سنیگا کریگا وہ تحقیر — ٹھیرو گے پھر قصوروار تمہیں

بیٹا

باپ کا جب کہا نہیں سنا — اور کسکی کرونگا میں پروا

ماں

اپنی ہٹ سے نہ باز آؤ گے — گھر سے کیا تم چلے ہی جاؤ گے

بیٹا

اتنی طاقت ہے روک سکتا ہے — کیا کوئی مجکو روک سکتا ہے

ماں

خاک کیا تو نے مجھپہ بھی ڈالی — میں تو زندہ ہوں رونے والی
اے لو اسوقت یہ کہا مجھسے — میرا اتنا بھی حق نہیں تیرے
کیوں ہی دن کیواسطے بیٹا — تو نے کتنے مہینے پیٹ میں رکھا
پالنے کی مصیبتیں مری جان — اسلئے کیا اٹھاتا ہے انسان
جب ہو موسم بہار دیکھنے کا — ماں کو اسوقت چھوڑ دے بیٹا

مگر اس بات کا بھی کر تو یقین — دودھ میں تجکو بخشنے کی نہین
غم جو فہمیدہ پر ہوا طاری — اشک آنکھوں سے بھی ہوئے جاری

بیٹا

اماجان آپ خوش ہون یا ہون خفا — مجکو اسکی کچھ نہین پروا
خود بھی اوکتا گیا ہے میرا دل — نکھٹو رہنے سے گھر میں کیا حاصل

ماں

گھر سے جاؤ گے تم جو ہو کے خفا — نام روشن بزرگون کا ہو گا

بیٹا

آپ نے جب مری نہ کی عزت — خاندان کی بلا سے ہو ذلت

ماں

اس مین خوبی ہے کیا کرو اظہار — چھوڑ کر چین عیش اور گھر بار
شہر بہر مین جو تم ہوئے بدنام — پایا ذلت کا خلعت و انعام
ہو ذرا بھی جو عقل سے تمیز — وہ نہ اس امر کو رکھے جائز
تم نے مجنون تھا باپ کو جانا — اب بتاؤ ہے کون دیوانا
ہین جو کرتی ہون اسقدر اصرار — ہے تمہارا ہی فائدہ دلدار
تھے یہ ماں بیٹے میں کلام ادہر — آئی کر تھے سے [illegible] ادہر
ہاتھ میں خط کلیم کے دیکھ کر — پھری الٹی بلائیں وہ لیکر
جب تلک خط کلیم نے وہ پڑہا — رہی تب تک خموش فہمیدہ

فہمیدہ

اک ذرا مجھ سے بھی کرو تو بیان — کیا انہون نے لکھا ہے اے مری جان

کلیم

وہی اک اڑ ہے اڑنگی اور کیا ہے ۔ لکھ کے خط پھر مجھے بلایا ہے

فہمیدہ

میں بھی دیکھوں تو مجھکو دو بیٹا ۔ ہے بلانیکا خط اور اتنا بڑا
خط کو پڑھنے لگی وہ خوش تدبیر ۔ یہ کیا تھا نصوح نے تحریر

خط

اے مرے لخت جگر چمن جان پدر ۔ دے ہدایت تمہیں خدائے جن و بشر
پہلے بیٹے علیم کو بھیجا ۔ عمدہ خانم کو جب روانہ کیا
تم کو پہنچے مرے پیام طلب ۔ پھر نہ آنیکا کچھ کھلا مطلب
نہ مرے پاس آئے کیوں آخر ۔ نہ ہوئی وجہ عذر بھی ظاہر
صاف ہیں یہ امور اسپہ دلیل ۔ تم سمجھتے ہو مجھکو خوار و ذلیل
کی مرے حکم کی نہ جب وقعت ۔ پھر مری خاک تم نے کی عزت
ہے کوئی کام اس سے بھی بڑھکر ۔ کہ بلائے پدر نہ آئے پسر
تھی ضرورت بغرض ایسی بھی ۔ جو طلب پر مرے مقدم تھی
ہوئے ظاہر نہ کیوں وہ مجبوری ۔ کیوں بیان کی نہ وجہ معذوری
ہاں اگر اس سے بھی ہو قطع نظر ۔ کہ پسر تم ہو اور میں ہوں پدر
ہے یہ طرز معاشرت کے خلاف ۔ ہے یہ رسم موانست کے خلاف
گر بلائے کوئی کسیکو اگر ۔ نہ بلا وجہ رنج کرے وہ ادہر
اس سے واقف ہو تم بھی اے مری جان ۔ یوں ہی ہوتا ہے انتظام جہان
ایک ہی گھر میں ہوتا ہے سردار ۔ ایک ہی فوج میں سپہ سالار
ہے ہر اک ملک میں بھی اک سرور ۔ اور اک ہر گروہ میں افسر

ایک حاکم ہر ایک شہر مین ہے
چھوٹی سی سلطنت ہر اک گھر ہے
اور جو چھوٹے ہین وہ رعیت ہین
جب ہو غافل کسی دیار کا شاہ
ایسی حالت مین مبتلا ہے یہ گھر
مجکو تسلیم یہ ہے حسرت ہے
کو اب افسوس سے ہے کیا حاصل
میری غفلت کا یہ ہوا انجام
سب رعایا ہوئی سقیم الحال
مین بھی آخر ضعیف و زار ہوا
جیسے سلطان وقت کے آگے
اونکے ملکون مین ہو جو بدنظمی
پیش سلطان جن و انس و ملک
اپنی گھر کی خبر اسیو نکا ضرور
تیری غفلت مین آج تک تو بسر
قصد یہ کر لیا ہے مستحکم
نہ جبتک ہون وہ سب سنے
ملک مین میری خانہ داری کے
مین بھی خود اور مری رعایا بھی
نہین سلطان وقت کا ہے خطر

بس یہی انتظام دہر مین ہے
جو بزرگ اسمین ہے وہ سرور ہے
اونکے سب تابع حکومت ہین
ملک اونکا ضرور ہوگا تباہ
اور الزام اُس کا ہے مجھ پر
بیشک اس کی بڑی ندامت ہے
کہ مین تھا ایک حاکم غافل
ہوا برباد میرا ملک تمام
اب پہنچنا غرض ہے اچھا حال
سلب میرا ابھی اختیار ہوا
چھوٹے چھوٹے رئیس جوار ہے
ہوئی مین مورد جواب دہی
ہوگا مجھسے مواخذہ بیشک
ہونگا وان شرمسار مین رنجور
اب تنبیہ ہوا ہی مجکو مگر
چین اوسوقت تک نہ لون الکدم
مین بڑے پیر ملک مین جتنے
اک قیامت ہے پڑ گئی یہ سب سے
کرتی ہے سرکشی و سرتابی
ملک آباد ہین بغاوت پر

یعنے جو کچھ خراج طاعت کا — وقت پر چاہئے ادا کرنا
ایک مدت گئی ہے اسکو گذر — کہ وہ باقی پڑا ہے ہم سب پر
گو کہ عاید ہے جو کہ ہم پہ ہوا — اسقدر وہ خراج ہے بلکہ
ہم توجہ ذرا بھی کرتے اگر — قسط چڑھتی نہ ایک بھی ہم پر
بلکہ شاہی مطالبہ جو تھا — سب وہ داخل خزانہ میں ہوتا
بے سبب کی یہ ہمنے کوتاہی — ہمنے بے وجہ نادہندی کی
نہیں دو حال سے ہو خالی اب — یا بقایا خراج ادا ہو سب
اور آیندہ کا کریں اقرار — کبھی باقی نہ رکھینگے زنہار
یا کریں اپنے بادشاہ سے جنگ — ہوں مقابل بغیر خوف و درنگ
ہو سکے گر تو اپنی قوت سے — ہوں ہم آزاد اسکی طاعت سے
ضعیف لیکن ہمارا ہی ظاہر — اور طاقت سے اسکی ہیں ماہر
ہم تو کیا ہیں ہمارے کیا بنیاد — مثل فرعون و صورت شداد
گذرے ہیں کتنے مقتدر باغی — ایک کا نام پر نہیں باقی
پھر کسے سرکشی کی طاقت ہے — نہیں چارہ بجز اطاعت سے
مجکو یہ فکر ہے جو دہنگیر — کہ بناؤں کسیکو اپنا شیر
تمکو سوجھا ہیں پھر دل آزردہ — ہو رعایا میں سر برآوردہ
تمکو اپنا صلاح کار کرون — راہ پھر کوئی اختیار کرون
تم نہ آئے تو یہ کھلا مجپر — تمکو سرکار کا نہیں ہے خطر
ابتک ہنے اے خجستہ خصال — تمنے تعمیل میں کیا ہے سہال
اس سے تاکہ تم پہ بھی آخر — میری مجبوریاں ہیں سب ظاہر

یہ افعال ہین ترے دلدار
تعرض تو میرا اے بیٹا
ن شرائط کا تمکو اے فرزند
ہین اسمین کوئی بھی مستثنے
پھر شکایت ہے کیا گلا کیا ہے
پھر جو انکو قاعدہ کلی ہو بات
شبہ بھی ہے جستجو کی دلیل
ایسے شبہ کا دل ہین موجود
رے نزدیک اصول مذہبکے
سب وہ عقل وقیاس مین قرین
چونکہ غافل ہے مین ہم بیتک
بلکہ اپنے خداے برحق کی
مجرم شرک وگنہ ہون اے دلبر
یک مدت مین ہے یہ بات ضرور
پھر یہ بالفعل ہے مرا مطلب
پنی اور سب کی پچھلی حالت پر
یا کرون کیفیت بیان اپنی
چونکہ کچھ خرابیان ہین بڑی
کاش ہوتی بس اتنی میری خطا
مجھ پہ لیکن نئی مصیبت ہے

دخل دیتا کبھی نہ مین زنہار
تمکو معلوم ہوتا ہوگا یہ برا
چاہتا ہون کہ مین کرون پابند
مین ہون یا اور کوئی ہو بیٹا
عذر کی اسمین تمکو جا کیا ہے
دین و مذہب مین ہوتنے ہین شبہات
جستجو اک حصول کی ہے سبیل
مین ہون اوسکے جواب کو موجود
ہین کچھ ایسے بدیہی اور سچے
رد و انکار کی جگہ ہی نہین
ابتدائے شعور سے ابتک
ہم نے کی ہے عدول حکمی بھی
اجتک کی ہے ہمنے عمر بسر
دل ہے وہ زنگ جہل ہوگا دور
کچھ کرین فکر اپنی اپنی سب
کبھی کرتا ہون جب بغور نظر
توجتا ہون مین تو بیان اپنی
پائے اون سب گناہون مین ہی باقی
مجرم اپنے گناہون کا ہوتا
سبکے جرمون مین میری شرکت ہے

ہو سکے شبہ شدہ صاف کرکے۔

ہوں خدا کا گنہگار الگ | اور تمہارا قصوروار الگ
اب تلافی بھی اسکی اے مری جان | مجھ سے تنہا ہے خارج از امکان[۱]
ہاں اگر رحم تم کرو مجھ پر | زہد و تقوے پہ باندھو اپنی کمر
کیا عجب ہے سزا سے بچ جاوں | اپنے جرم و خطا سے بچ جاوں
یہ گوارا ہے کیا تمہیں بیٹا | کہ قیامت کے دن ہوں میں رسوا
کیا حمیت تمہاری اے فرزند | کبھی اس بات کو کریگی پسند
حشر میں پیش خالق داور | مورد قہر ہو تمہارا پدر
چونکہ تم ہو مرے بڑے بیٹے | سب سے بڑھکر تھا آسرا تم سے
مرے کام آوگے اس آفت میں | ساتھ دوگے مرا مصیبت میں
تم نے ملنے سے جب کیا انکار | آس ٹوٹی وہ میری اے دلدار
دیکھتا ہوں اس مہم کا کیا انجام | میں اکیلا اور اتنا مشکل کام
تم نے گر مجھ سے انحراف کیا | خلل اس انتظام میں ہوگا
تم کرو گے اگر نہ میری مدد | تم کو گردانے گا ہر ایک سند
گر اسی مصلحت سے اے دلبر | مانتے تم ہماری وعظ و پند
اک ذرا دل میں سوچو اے مری جان | کچھ تمہارا نہ اس میں تھا نقصان
ترک کرنا بھی اس ارادے کا | گر مرے اختیار میں ہوتا
تم پہ یہ بوجھ ڈالتا نہ کبھی | اس کو منہ سے نکالتا نہ کبھی
مجھکو اس بات کا ہے خوب یقین | کر لوں گا کچھ آدمی میں نہیں
دار فانی سے کوچ کرنا ہے | آخر اک روز مجھکو مرنا ہے
جس طرح سے یقین ہے اسکا | یوں ہی شک اسمیں بھی نہیں ہے ذرا

[۱] طاقت سے باہر

اپنے اعمال کا بروز حساب — دینا ہوگا تجھے ضرور جواب
بلکہ افغاں کی تمہارے بھی — کر لی ہوگی مجھے جواب وہی
اب بجز اس کے کچھ نہیں چارا — بدلوں میں طرز زندگی سب کا
تم مرے پاس آئے ہوتے اگر — ہوتی کچھ بات چیت اے دلبر
چشم و ابرو میں تطعی کرتا — گفتگو خاص طور پر کرتا
نہیں آگاہ اس سے میں دلگیر — اب یہ باتیں ہوئی ہیں جو تحریر
اس میں اقرار کیجئے تم ہے — اور انکار کیجئے تم کو ہے
نہیں ذی فہم کو پسند ہے طول — اب ہے لکھنا زیادہ اس کے مشغول
فرض جو ہم پہ تھا کیا وہ قسم — متقاضی نہیں جواب کے ہم
سمجھے تم میری بات کا مطلب — ہے تقاضا نہ کرنیکا یہ سبب
طبب خاطر سے جو ن جو سکتا — وہی اک جواب ہے اسکا
یعنی شرطیں ہوئی ہیں مسطور — گر وہ ان سب کو دلسے تم منظور
محجوب ہے حشر کے عذاب کا ڈر — اپنے خالق سے ہے عتاب کا ڈر
اسکے آگے نہیں میں کر سکتا — عار تھی نہ شرم تھی نہ کچھ پروا
ہے یہ تدبیر بارے درجو کی — ورنہ دل سے یہ آرزو ہے مری
اپنے اللہ سے میں صبح و مسا — روز کرتا ہوں گڑگڑا کے دعا
یہ جو ہے میری آخری تدبیر — ہو ضرورت نہ لیگے دستگیر
ختم کرتا ہوں اس دعا پہ کلام — نیک توفیق دے خدا انام

قصیدہ

پڑھ کے خط جسے ہوئی گویا — ہیں نہ کہتی تھی مرجھان دیکھا

ہان مین اک بات اور پوچھتی ہون　　اب لکھو کہتے ہین اسکو جنون

بیٹا

خود کو جب بادشاہ لکھا ہے　　نہین سودا ہے یہ تو پھر کیا ہے

ماں

فضل اپنا کرے خدائے احد　　تیری بد قسمتی کی ہو گئی حد

بیٹا

آپ افسوس کیجئے نہ ذرا　　جو مقدر مین ہے مرے ہوگا

ماں

باپ کے پاس کیا نہ جاؤ گے　　اب رہ راست پر نہ آؤ گے

بیٹا

میرا انکار اباجان آخر　　اینتو ان پر بھی ہو گیا ظاہر
اب کسی طرح مین نجاون گا　　خیر جو ہوگا دیکھ ہی لون گا

ماں

دیکھو کہتی ہون شکوا ای دلبر　　پھر کرو غور خط کے مطلب پر
دل مین انصاف تو کرو بیٹا　　اس مین آخر لکھا ہے کیا بیجا
خط کو دیکھے گا جب کوئی عاقل　　وہ کرے گا تمہین کو بس قائل

فصل ہشتم

نعیمہ کی خالہ زاد بہن صالحہ نے اُسکا آکر منایا کھانا کھلایا اور بعد اسکے نعیمہ خالہ کے یہان چلی گئی

ابھی فہمیدہ خجستہ صفات | پوری کرنے نہ پائی تھی یہ بات
صالحہ ڈولی سے اوتر آئی | پاس خالہ کے دوڑ کر آئی
سر جھکا کر سلام کر کے کہا | کہئے باجی نے کچھ بچا کھایا

خالہ

ابھی بیٹا سوار ہے وہی جھک | نہیں منہ میں گیا ہے دانہ تک

صالحہ

مدد اللہ نے جو کی میری | میں کئے لیتی ہوں ابھی راضی
پر کوئی واں مرے سوا نہ رہے | میں رہوں کوئی دوسرا نہ رہے
کیونکہ جو لوگ گھر میں ہیں اکثر | حال یہ ان سبھو پر ہے ظاہر
رائگاں بات میری جائیگی | شرم باجی کو ان سے آئیگی
سنکے فہمیدہ بھی ہوئی خورسند | انتظام آیا یہ اسے بھی پسند
پھر یہ تاکیداً سنے کی سب پر | نہ خبردار کوئی جائے اودہر
جاتی ہوں واں ہیں وہ بھی ہیں بگڑی | کہ بھگتنا کلیم سے ہے مجھے

صالحہ

کیا بڑے بھائی جان بھی ہیں خفا | اُنسے بھی کچھ ہوئی لڑائی کیا

خالہ

سب یہ غصہ ہے سب ہی انھیں پر | وہ تو گھر چھوڑنے کو بیٹھے ہیں

صالحہ

ہے یہ کس بات پر بگاڑ آخر | کوئی باعث تو کیجئے ظاہر

خالہ

کی انہوں نے بھی زباں سے | نہ گئے باپ کے بلانے سے

صالحہ

طلب ان کو جو خالق جان کرین ۔ اور جانین نہ وہ خدا سے ڈرین

خالہ

اک نہ جانے پہ ہی عجب ہر جان ۔ اور باتین سنو تو ہو حیران
باپ مین تو جتنے گئے ہین ابدانہ ۔ اور کہتر اگ ہر وہ روزہ نماز
پیشوا ہین جو دین و مذہب کے ۔ مر دہ شہ ہین سب اور بیک منگے

صالحہ

نہ کسی نے کہا ہو جہوٹ کہین ۔ آپ نے اون سے خود سنا کہ نہین

خالہ

تم بھی کرتی ہو کیسی اب باتین ۔ مرے منہ پر ہوئین یہ سب باتین

صالحہ

پھر کسی نے نہ اس کو سمجھایا ۔ نہ کوئی راہ راست پر لایا

خالہ

کہتی ہو کیا تم ایک سمجھانا ۔ وہ تو ہے اچھا خاصہ دیوانا
سر کھپایا نعلیم نے بھی ہزار ۔ مین بھی بک بک کے ہو گئی بیزار
اس کو بس خوب جانتا ہے خدا ۔ آج کا دن ہے کس طرح سے کٹا
ہے حمیدہ کا اور ساتھ مرا ۔ نہین دانہ تک سارے کے منہ مین گیا
رنج و دکھ کلیم کا ہے ادہر ۔ اور بتر و نعیمہ کا ہے ادہر
سب سے بڑہ کر ہے اسکا لال ۔ اس نعیمہ کے بچے کا ہے خیال
صبح سے ایک حشر برپا ہے ۔ دن بھر آج اسکو روتے گذرا ہے

صالحہ

خیر اب آپ کھائے کھانا | اب تو جو کچھ کہ ہونا تھا وہ ہوا
اور مین باجی کے پاس جاتی ہون | کھانا اون کے لیئے منگاتی ہون

خالہ

کوشش اون کی کرون منانے کی | کون جلدی ہے میرے کھانیکی
تم حمیدہ کے صبر کو دیکھو | میرے بچے کے جبر کو دیکھو
کل سے وقت آکے کھایا تھا | نام ابتک لیا نہ کھانیکا
کس قدر کڑہ رہا ہے میرا جی | سو رہی وہ غریب بھوکی ہی

صالحہ

آپ کیا اوسپہ کچھ ہوے ہین خفا | کھانا ابتک نہ اوسنے کیون کھایا

خالہ

نہین بیٹے تو کچھ کہا بھی نہین | کچھ اوسے مری خطا بھی نہین
کھانا کھاتی نہین جو وہ بر غم | بھوکا رہنے کا ہے مجھی کو الم
مگر اوس تک چڑی کی ہے یہ حال | یہ جو مرجائے بھی تو ہو نہ ملال

صالحہ

خالہ امان نہ آپ گھبرائین | اسکو کھانا منگا کے کھلوائین
الغرض اس طرح سے کہہ سنکر | پہنچی دالان مین وہ نیک سیر
بولی چہنڈرا کے پہر کہ ای لوگو | میری باجی کدہر گئین بولو
سن جو پائی نعیمہ نے یہ صدا | رہے غیرت سے پھر نہ ہوش بجا
جا کے لیٹی پلنگ کے اوپر | اور منہ سے لپیٹ لی چادر
کوٹھری مین جو صالحہ پہنچی | پہلے انجان ہوکے کہنے لگی

کون چپ چپ پلنگ پر ہے پڑا　　سنہ میں ہیں کھنگنیان ہری ہوئی گیا
آپ ہی آپ پھر وہ یون بولی　　یہ تو اماں ہیں میری ہی باجی
وا انتے سویرے پڑ رہنا　　اور اس کو بُری ہیں یون تہنا
اتنا کہتے ہی دوڑ کے لیٹی　　وہ نعیمہ کے سینے سے لپٹی
جب سے سن لی تھی صالحہ کی صدا　　تھا نعیمہ کو اک تعجب سا
کے آنیکا تھا نہ وہم وگمان　　ابکا ایکی یہ کیونکر آئی یہان
نہ گیا اس طرف خیال مگر　　یہ طلب آئی ہے یہ نیک سیر
فیل اوسدم نعیمہ نے یہ کیا　　سو لی ہے میٹھی نیند میں گویا
بہاری آواز کر کے یون بولی　　سونے دو وق کرو نہ مجکو بہنی

صالحہ

اے بی آنکھیں تو اک ذرا کھولو　　میں ہون اے باجی جاگی دیکھو تو
سو رہین کیون سویرے کیا ہے　　یہ تو بتلاؤ جی تو اچھا ہے
گو نعیمہ نے پہلے چاہا تھا　　نہ مرا راز اسپہ ہو افشا
پر جو کی صالحہ نے ہمدردی　　نہ ہوا ضبط اس سے رونے لگی
یون جو رونے لگی وہ زار و قطار　　بڑھ گیا صالحہ کا اور اصرار
بولی وہ خیریت تو ہے باجی　　کیون طبیعت تمہاری ہے ایسی
کہو کچھ تمہارا کیسا ہے　　شب بخیر اسکا جی تو اچھا ہے
ساس نے کچھ ہے کہلوا بھیجا　　دولہ بھائی نے یا بلا بھیجا
یہ سخن صالحہ کے لب پر آئے　　نہ بتائے تو میری ہنسی لیا ہے

نعیمہ

دل دکھونکو ستانے آتے ہین　　مجھسے باتین بنانے آئے ہین

کھل گئی پہلے ہی خبر سب کچھ — حیلہ بنتی ہین جانکر سب کچھ

صالحہ

گھر میں بھی میرے مجلس شہ دین تھی — میں چلی آتی ہوں ہوش نہ تن میں
فقط اس گھر میں آکے یہ تو سنا — کہ بڑے بھائی جان کچھ ہین خفا
مستعد گھر کے جھگڑے پر ہیں — سب سے بیزار ہیں ملکہ زمن
خالہ اماں بھی ہیں اونہیں کے پاس — فرط غم سے بجا نہیں ہیں حواس
گھر میں آتے ہی بس یہ کام کیا — پہلے جاکے اونھیں سلام کیا
تمکو پایا نہ وانتا تو بے وسواس — سیدھی آئی یہاں تمہارے پاس
جن یہ کیا سوار ہے سر پہ — نہیں اس سے فرشتہ کو بھی خبر

نعیمہ

آپا کس بات پر انہیں غصہ — یہ بڑے بھائی جان کیوں ہین خفا

صالحہ

خالو ابا سے سنتی ہوں میں شدید — کی بھی اونکو نماز کی تاکید
اور یہ بھی کہا کہ لو ابھی جا — نہ بجا لائیں گر وہ حکم مرا
عمر بھر منہ نہ مجھکو دکھلائیں — میرے گھر سے بھی وہ نکل جائیں

نعیمہ

واہ ایسی نماز بھاڑ میں جائے — جسکے گھر میں نہ کوئی رہنے پائے
یہ سمجھی کہ بجز حمیدہ کے — بس نکالا ہے گی اب اس گھر سے

صالحہ

کیا بڑے بھائی کا ہو غم تمکو — کیا انہیں کا ہے یہ الم تمکو

دینے مجلس ماتم امام حسین علیہ السلام سنے خفا

نعیمہ

مجکو ادن کی خبر نہیں ہے مگر ۔ اُنکے پہلے میں چھوڑینگے گھر

صالحہ

باجی توبہ کرو خدا کی پناہ ۔ فال بد کیا نکالتی ہو واہ
کسی اشراف کی بہو بیٹی ۔ گھر سے نکلے خدا کرے نہ کبھی

نعیمہ

ہے یہ چرچا نماز کا جیسے ۔ سب نے افت بھی سہ گئی تب سے
تم بھی دو چار روز رہکے ذرہ ۔ دیکھ لو رنگ ڈھنگ اب اس گھر کا
وہ زمین اور وہ آسمان نرہا ۔ اب تو وہ لوگ وہ مکان نرہا
پھبتی وہ نہ دلگی ہی رہی ۔ وہ مذاق اور نہ وہ ہنسی ہی رہی
خامشی ایسی سب کو بھائی ہے ۔ سارے گھر میں اداسی چہائی ہے
اک جھینپ ادہر بہا یہ عالم ۔ رہتے تھے کیا چہل پہل ہر دم
عورتیں اس محلہ بہر کی تمام ۔ جمع رہتی تھیں صبح سے تا شام
کوئی تو ڈھول لیکے گاتی تھی ۔ اور کوئی قہقہے لگاتی تھی
چھوٹی خانم ہیں یہ جو ہمسائی ۔ کیا طبیعت ادنہوں نے ہے پائی
روز نقلیں بنا کے لاتی تھیں ۔ کیا کہوں کسقدر ہنساتی تھیں
اب بھی اگلی سی ہے وہ ہاں کھیں ۔ کوئی اس گھر میں بھولکا بھی نہیں
اب کوئی یہاں قدم بھی دہرتا ہے ۔ گھر پڑا سائیں سائیں کرتا ہے

صالحہ

میں نے دکھڑا تمہارا سب یہ سنا ۔ پر کہو تو سبب ہے اس کا کیا

نعیمہ

ثریا ہین اک تمہاری خالہ کا ۔ ایک حمیدہ کے باپ کا غصا
اپنا گھر ہے کسیکو کیا دوجہ ۔ کوئی کیون آئے یون پرائے گھر
وہ محبت سے پیش آتی ہین جب ۔ دوڑے آتے تھی لوگ بھی ہر سب
اینچہ ہر وقت ہے یہ حال انکا ۔ منہ ہے کیسے کسیطرح سے پھولا
کیا غرض پھر کوئی اور آئے ۔ چلتے پھرتے تبھی نظر آئے
اچھے ہوتی ہے ابا جان کے یہان ۔ گر گئین کتنے پھیرے ڈومنیان
سب نے سمجھایا منتین بھی کین ۔ وان تھا سب کا جواب ایک نہین
رہیگا تو جو ہوتا تھا ہوا ۔ مگر اسکے ہی ضد مین گل یہ کھلا
شہر بھر کے نگوڑے سب ملا ۔ مفت مین آکے کھا گئے کھانا
رات دن انجھ ہے یہی دھندا ۔ ہے وظیفہ نماز روزے کا
ہوئی جب کام کاج سے فرصت ۔ بندھ گئی بس نماز کی نیت
اور پھر یہ حمیدہ کٹنی بھی ۔ ہو گئی ایسی غضب کی اونچلی
مین ابھی تیرے اسکے طور ۔ اونکو اوکسایا کرتی ہے یہ اور
اگر اس کٹنیا پر ہو بس میرا ۔ ایسا کچلون کر کر تو یاد و ذرا

صالحہ

اے ہے باجی حمیدہ کو دیکھو ۔ ایسی بھولی غریب ہے وہ تو
آجتک اوسکی سینے دو شوخی ۔ دیکھنا کیا نہین سنی بھی کبھی
اور تم پر تو ہے فدا وہ غریب ۔ ایک دن کا ہے واقعہ یہ عجیب
رمضان کا ہے ذکر اگلے سال ۔ گئی تھی میرے گھر وہ نیک خصال
ہوئی نعیم جبکہ افطاری ۔ آئی اسکے بھی بلنے کی باری

مجکو سب بچوں مین جو تھی یہ عزیز — بیٹے اسکو زیادہ دی ہر چیز
کہتے کہتے اسے سبھی گئے تھک — منہ مین اسنے رکھا نہ دانہ تک
بیٹے پوچھا نہ کھانیکا جو سبب — مجکو رو کر دیا جواب یہ سب
باجی اتا بغیر کوئی شے — کب مرے حلق سے اوترتی ہے
بچے کو بھی تمہارے آٹھ پہر — لئے رہتی ہے وہ خجستہ سیر
وہ بھی گو کیسا ہی پھڑکتا ہو — کیسا ہی روتا ہو بلکتا ہو
گود مین اپنے لیتی یہ ہے جب — بھول جاتا ہے رونا دھونا سب
اک تمہاری ہے کیا خصوصیت — ہے سبھی سے اوسکو مین الفت
بھولاپن اوسکا مجھکو بھاتا ہے — کیا کہون کیسا پیار آتا ہے
جب کبھی اوسکو دیکھہ پاتی ہون — خوب ہی سینے سے لگاتی ہون

نعیمہ

جسکو دیکھو یہ ماجرا کیا ہے — کلمہ وہ اوسی کا پڑھتا ہے
مین تو جب اوسکو دیکھتی ہون بہن — خون اترتا ہے آنکھون مین [illegible]

صالحہ

کچھہ کہو تو تمہین ہوا کیا ہے — باعث آخر ملال کا کیا ہے

نعیمہ

ہو گئین مجھپر جو اتا جان خفا — مجکو اونسے برا اسی نے کیا
آجتک ورنہ میری اتا نے — نہ کبھی ہون بھی تو کہا تھا مجھے
آج یا کوئی بات چیت نہ تھی — دے وہ بیٹھین طمانچہ چھوہی

غصہ مین غائب کو مخاطب کرکے

تو کہان اے حمیدہ جاتی ہے — رہ تو جا وہ گھڑی بھی آتی ہے
خوش ہون جب تیر دلکو تیرے ہین آے — انہین ہاتھونسے جوتیان تو کہائے

صالحہ

کب یہ خالہ نے تمکو مارا ہے — غصہ کس بات پر اوتارا ہے

نعیمہ

سارا قصہ زبان پر لائی — صبح کی سرگذشت دوہرائی
نہ لیا اک نماز کا پر نام — سب حمیدہ کے سر دہرا الزام

صالحہ

کیا کہوں مین حمیدہ ایسی نہین — کسطرح سے ہو میرے دلکو یقین
بہر انچے کو زمین پر پٹکے — دے وہ اتنی سی جانکو جھٹکے
اوس پہ طرہ کہ خالہ اماں بھی — اوسکی ہو پیچ کرین حمیدہ کی
پاس ہین خالہ جان کے جاون — اک ذرا اونسے بھی مین پوچھ آون

نعیمہ

وجہ اوسکی مجھی سے سن لو اب — بچہ کے ہاتھ جھٹکنے کا یہ سبب
بی حمیدہ کو آیا خوف خدا — کہ ہوئی جاتی تھی نماز قضا
اور ہان اون کی اسلئے بن آئی — ہین سنے کیون کی نماز کی تو ہین

صالحہ

تم سے سہو ہوئی تھی کیا یہ خطا — کھو دیا تھا نماز کو جو برا

نعیمہ

ہوئیں مجھ پر وہ اسقدر جو خفا | کیا اونہیں مینے کچھ کہا تمہارا

صالحہ

کوئی ماں باپ کو تمہاری اگر | کچھ کہے تو نہ کیا ہو تم پر اثر

نعیمہ

شوق سے میرے منہ پر اماں کو | کچھ کہے کوئی شاد ہوں میں تو

صالحہ

یہ تو فرمائیے ہے یہ کہ آج | اس گھڑی تو بہت ہے تیز مزاج

نعیمہ

سنکے یہ مسکرا کے کہنے لگی | کیسی کمبخت بیحیا ہے ہنسی
تو زبان پھر ہلا کے اُسنے کہا | تم سے بھی چپ رہا نہیں جاتا

صالحہ

ایسے غصہ سے میں نہیں ڈرتی | نہیں اتنا لحاظ بھی کرتی
گر خفا ہو گی تو کرو گی کیا | اک طمانچہ سے مارو گی نہ سوا
اماں باوا کا پاس تھا نہ اگر | آئیں اپنے میاں سے کیوں لڑکر

نعیمہ

کوئی ہر دم کہے جو اونکو بُرا | پھر کہا تک جلے نہ جی میرا

صالحہ

سچ ہے یہ پر منا لگی تو میں | کیا برا ماننے کی بات نہیں

نعیمہ

مجھپہ غصہ تھا سخت نادانی | ہے تماز ان کی اماں یا نانی

صالحہ

سب سے بڑھکر بنا نہیں پیاری
گر ذرا بھی ہو پاس دینداری

نعیمہ

اس سے ظاہر ہے یہ تمہارا گماں
تم سمجھتی ہو مجھکو بے ایمان

صالحہ

جو کہ ایمان اپنا کھوتے ہیں
آدمی ہی تو وہ بھی ہوتے ہیں
کام کرتا ہے جو کوئی جیسا
اس کو ویسا ہی کہتی ہے دنیا

نعیمہ

صالحہ دیکھو کبریا کی قسم
میں بگڑ جاؤنگی خدا کی قسم
ایسا میری طرف کرو جو گمان
ہوتے سوتے ہوں اُسکی دی ایمان
تم نے بے دین جو مجکو سمجھا ہے
کون سی بات مجھ میں دیکھا ہے
مرے عیب کو چھپاؤ تم
اپنے ایمان سے بتاؤ تم

صالحہ

پوچھتی ہو جو تم خطا ہو معاف
پھر خفا ہوگی میں کہونگی جو صاف

نعیمہ

کچھ نہ ڈالو جو دل میں آئی ہے
نہیں سچ کہنی میں برائی ہے

صالحہ

اپنے افعال پر بیجا اور
چشم انصاف سے کرو تو نظر
گھر کے دھندے تمام کرتی ہو
کچھ خدا کا بھی کام کرتی ہو
مجھسے پوچھنے کی حاجت کیا
تمہیں للہ یہ بتاؤ ذرا
کونسا کام کرتی ہو بولو
شان اسلام جس سے ظاہر ہو

نعیمہ

عورتوں کو تو چاہئے ہیں سبھی | نہیں حاجت نماز روزے کی
گھر کے دھندے ونکو جو بہت ہے | فقط اونکی یہی عبادت ہے
کیونکر اللہ کی کرین طاعت | کہ نہین کام کاج سے فرصت
یہ عبادت ہے مردون ہی کو | رہتی ہے مہلت اونکو صبح و شام
انکو نہ بچے نکے پالنے کی نہین | محنتین گھر سنبھالنے کی نہین

صالحہ

غور اس بات پر کیا نہ مگر | ہے کمانے کا بار مرد کے سر
بوجھ گھربار کا سنبھالتے ہین | بال بچے انکا پیٹ پلتے ہین
پھر بھی جیتنا ہے انکے پاس دین | اوتنا کمبخت عورتونکو نہین

نعیمہ

مجکو اس بات کا یقین نہین | ہوئی یکسان ہین مرد و زن بھی نہین
کچھ نہ کچھ ہوگا فضل سبحانی | ہوگی ہم عورتونکو آسانی
نہین ان مین ہے اسقدر طاقت | کیا کرین گے نگوڑیان محنت

صالحہ

نماز کی کا غلط بہانہ ہے | کوئی چھپی نہین اُٹھانا ہی
بلکہ انصاف سے اگر پوچھو | مردون سے بڑھکے چاہئے انکو
کہ بجز عورتون طاعت خالق | رہین محو عبادت خالق
کیونکہ اول تو یہ صورت ہے | عورتون کو زیادہ فرصت ہے
دوسرے حصہ بھی تو ہے ان کا | نعمتین خدا کی سب سے سوا
کھانے پینے مین تو بھی صورت | [illegible]

کیجئے کپڑے کی طرف جو نظر — یہ پہنتی ہیں مردوسے بڑھکر
کلیوں دار ایک پاجامہ ہو جہاں — سال بھر کا بنے لباس و نان
ہیں سکھی چہالیں انہیں مطلب — اور اطلس گرنٹ انہیں مرغوب
اس پہ زیور کی ہیں حریص اتنی — دفن ہوں کان میں جو سب نکلیں
خامہ ہے یہ واقفی ان کا — میر اس پر بھی ہو نہ جی ان کا
مرز جو ہیں ثقہ اور اہل دین — سونے کا چھلہ تک پہنتی ہیں
اسپہ بی عورتوں سے ہو جو کمی — نہ کریں طاعت خدا عنقی
پھر شل ہیک صادق آ گئی — کام چور اور نوالہ حاضر کی

نعیمہ

واوا بھی تم آج سے یہ لئے — ہو بو صاحب آج ہو بنکے

صالحہ

توبہ توبہ میں کر نہیں سکتی — ہمسری اونکی جو ہو نکی بھی

نعیمہ

اب تو افسوس مجکو ہے انکا — ہوئیں اماں کی یاں نہ تم پیدا

صالحہ

میرے سر کی قسم ہے چپ نہ رہو — تم اس افسوس کا سبب تو کہو

نعیمہ

ہوتیں تم اور وہ جو ماں بیبی — پھر تو دونوں خوب ہی ہنتی
تمسی بیٹی کی انکو ہے حسرت — تکو تو وہ سمجھتیں اک نعمت
اور تم بھی اسی گھر پاتیں — عیش و آرام و مال و زر پاتیں
فکر کوئی نہ غم کبھی ہوتی — زندگی چین سے بسر ہوتی

صالحہ

اس خوشی کا نتیجہ ہے یہ اگر ۔۔۔ بھول جائے خدا کو ابن بشر
میرے نزدیک پھر تو یہ زر و مال ۔۔۔ سب ہے دنیا آخرت کا وبال
چار دن کی خوشی کیواسطے ہم ۔۔۔ کیوں ہمیشہ کا مول لیں ماتم
اس سے قطع نظر کمی ہے کیا ۔۔۔ سبھی کچھ ہے ہمیں خدا نے دیا
پیٹ بھرنے کو موٹا جھوٹا بھی ۔۔۔ تن بدن ڈھانکنے کو کپڑا بھی
رہنے کو ہے مکان بفضل خدا ۔۔۔ خوشگوار آب پاک صاف ہوا
بجز اسکے تمہیں یہ سمجھا دو ۔۔۔ اور کیا چیز چاہیے ہم کو
یہی نا تم نے مجھ سے ہٹ کی اگر ۔۔۔ لا دیا ہے سونا چاندی اور پتھر
ایسی زینت کہ بن گئی قربان ۔۔۔ پیٹ پڑے سونا جس سے ٹوٹے کان
مفت تکلیف ایسی کون اٹھائے ۔۔۔ چھد گئی ناک کان بھی جھک آئے
یہ تو ہرگز میں کہہ نہیں سکتی ۔۔۔ کھانے پینے کی کچھ یہاں ہے کمی
دیکھتی ہوں تمہاری پر حالت ۔۔۔ ہاتھ اور پاؤں میں نہیں ہے سکت
ناتوانی کچھ اسقدر ہے بڑھی ۔۔۔ نہیں بوٹی ذرا بدن پہ چڑھی
خاک ہے ایسی زندگی میں مزا ۔۔۔ ہر برس مسہل[1] آئے دن ہے دوا
مجکو دیکھو تو موٹی تازی ہوں ۔۔۔ تم سے دونی نہیں تو ڈیوڑھی ہوں

نعیمہ

ہے امیری کا ناز کی استغنا ۔۔۔ آدمی کیا ہے وہ جو ہو بھدا

صالحہ

ذکر تمنے کیا ہے زر و خلعت کا ۔۔۔ بلکہ ہے تم کو رنج و راحت کا

[1] جلاب ۱۲

نعیمہ

خیر تم اپنا خوش تو کر لو جی
ہے غریبی میں عیش یون ہی ہی

یہ مثل تم پہ صادق آتی ہے
گر پڑا اگہی او بالی بہاتی ہے

صالحہ

میں برا سمجھوں جسکو تم اچھا
اپنی اپنی سمجھ ہے اس سی کیا

تم جسے جانتی ہو راحت ہے
میرے نزدیک وہ مصیبت ہے

کھانے پینے کا وارے آرام
جسکا آخر ہو اسہے یہ انجام

عیش بھی جائے بہار میں ایسا
اک نہ اک روگ ہے لگا رہتا

ہے یہ پوشاک جسم کی حالت
ایسے ننگے پنہاو پر لعنت

ابھی آجائیں خالو جان اگر
سامنے بیٹھ سکتی ہو کیونکر

واہ زیور کی آگئی کیا بات
جسکی خیرات ہے نہ جسکی زکات

پر سچ کہوں تم برا نہ مانو اگر
ہتکڑی طوق اس سے ہیں بہتر

زیست کا میل جول میں ہے مزا
وہ بھی حاصل نہیں ہے تمکو ذرا

بیر ماں سے حمیدہ کی دشمن
ساس سسر سے کڑھتی ہے ان بن

تم سے راضی نہیں تمہارے میاں
جتنے نوکر ہیں وہ بھی ہیں نالان

عیش و راحت کے ہیں نئے انداز
کیا اسی زندگی پہ ہے تمہیں ناز

ابھی غم تھا کہ شاد ہوئی ہیں
پڑی ہنستی تھیں یا کہ روتی ہیں

نعیمہ

تم بھی کیا آدمی ہو خوب کہی
کیا لڑائی کہیں نہیں ہوتی

پاس رہتے ہیں چار برتن اگر
وہ بھی کھا جاتے ہیں کبھی ٹکر

مار بیٹھیں مجھے وہ بے تقصیر
عالم الغیب ہے خدائے قدیر

صالحہ

مجھے سمجھکر ہی منہ کو کھولتی ہو
سچ نہین کہتی ہون جھوٹ بولتی ہون

نعیمہ

ہے بری چپ پر اب سب کہنا
مجکو جھوٹا کبھی نہ اب کہنا
نہین یہ دلگی مجھے بہاتی
تن بدن مین ہے آگ لگ جاتی

صالحہ

جھوٹ ہے یہ ابھی جو تم نے کہا
تم سمجھتے ہو کب خدا کو خدا

نعیمہ

کوئی ایسا بھی ہوگا بندۂ بشر
جو نہ رکھتا ہو اعتقاد اسپر

صالحہ

ایسی ہی ہوتین تم جو اہل یقین
بات بیجا کبھی نہ بول اوٹھتین
اوسکی توہین جو ہے حکم خدا
خفگی خالہ جان کی تھی بجا

نعیمہ

ہوگئی سہواً وہ مجھ سے بے ادبی
کی تھی کچھ جان بوجھ کر تھوڑی

صالحہ

خالو ابا کی شان مین ہیہات
منہ سے نکلی کبھی نہ ایسی بات
تم بڑے بہائی جانکے نذر
ایسا کلمہ کہو نہیں بھی اگر
دیکھو آجاتا ہے ابھی غصا
ابھی ہو جاتے ہین وہ تم سے خفا
پھر بہلا وہ خدا ہے پاک جلیل
ہووے جسکی شان کی تذلیل
اب یہ انصاف ہے بتاؤ ذرا
تم سے ناراض کس قدر ہوگا
صالحہ کے سخن نے کی تاثیر
ہوا کچھ خوف اسکو دامنگیر

توبہ توبہ نعیمہ نے تھک کر ۔۔۔ ہاتھ آہستہ مارے گا یون پیار

صالحہ

پھر اگر خالہ جان کبھی یون ہین ۔۔۔ تمکو مارا تو کیا ہوئی توہین

نعیمہ

اون کا غصہ بجا تھا یا بیجا ۔۔۔ نہ مین کچھ کہتی ہون نہ تینے کہا

صالحہ

کاش تم کچھ زبان سے کہتین ۔۔۔ سارے گھر کو نہ بیچ یون دیتین
ہائے معصوم بے زبان لڑکا ۔۔۔ دودھ کو وہ تمام دن پھڑکا
عمدہ خانم غریب مرتی ہے ۔۔۔ ابتلک ہائے ہائے کرتی ہے
اوجگہ ایسی پڑ گئی ہے لات ۔۔۔ اسکے منہ سے نہین نکلتی بات
بھبو کون مار تمام گھر بھر کو ۔۔۔ اب کچھ اور اس سے بڑھکے چاہتی ہو

نعیمہ

خیر ہونا تھا ہو چکا جو کچھ ۔۔۔ اب تم اپنی غرض کہو تو کچھ

صالحہ

ہو چکا یا کہ ہوتا ہے جبتک ۔۔۔ بچہ جب دودھ روتا ہے ابتک
صبح سے لوگ بھوکے بیٹھے ہین ۔۔۔ کھیت ہوش و حواس کھوئے ہین

نعیمہ

یہ نہ بولو سنیان ذرا دیکھو ۔۔۔ واہ مارو بھی اور رونے دو

صالحہ

نام رونے کا لب پہ مت لی ۔۔۔ نہین اس سن مین تمکو شرم آتی

نعیمہ

مار کھانے مین جب آئی حیا — رونے مین پھر حجاب آ لگا گیا

صالحہ

باپ مان ہی کے مار سہتے اگر — جاتی ہے عزت اے خجستہ سیر
پھر ہے دنیا تمام بے غیرت — نہین ملتی ہے کسکو یہ ذلت

نعیمہ

مار کھاتین بری طرح سے جب — قدر ہوتی نہین کچھ اسکی تب
جانتین شرم کیونکر آتی ہے — آبرو کس طرح سے جاتی ہے

صالحہ

بارہا ایسی نوبت آئی ہے — بیسیون بار مار کھائی ہے

نعیمہ

ذکر جو کرتی ہو یہ کب کا ہے — ہوش جب وقت سے سنبھالا ہے

صالحہ

اب مین کرتی نہین ہون ایسی بات — مار کھاؤن جو اے خجستہ صفات

نعیمہ

کون کمبخت جانتی تھی بھلا — مانین گی اماجان اتنا برا
اتنا پاس ادب ہے اونکو کمال — پہلے کب یہ نماز کا تھا خیال
خیر اب ہے تمہاری کیا مرضی — کہدو تم صاف صاف سب دلکی

صالحہ

میری مرضی یہ ہے جو تمھی ہو — تو اٹھو آؤ میرے ساتھ چلو
سامنے خالہ جان کے چلکر — ہاتھ جوڑو رکھو قدم پر سر

کھانا خود کھاؤ دوسروں کو کھلاؤ　　ہنسے ہاں بچہ کو اپنے دودھ پلاؤ
ہاتھ سر پر حمیدہ کے بھی دھرو　　حمیدہ کو بھی بلا کے عذر کرو

نعیمہ

بہنی ہمکو تو شرم آئے گی　　آنکھ کیونکر ملائی جائے گی
آج جس بات کا ارادہ ہے　　کل پھر رکھیں اسے برا کیا ہے

صالحہ

تمکو آتا نہیں ہے رحم مگر　　آج فاقہ سے سو رہے گھر بھر
شب کو کھانا جو تم نہ کھاؤ گی　　صبح کو دودھ کیا پلاؤ گی

نعیمہ

خیر کھانا ہمیں منگا بھیجو　　ہاتھونکی جو رُلنے کو رہنے دو

صالحہ

کھنے ہی پر تمہارے کیوں چلو　　مجھکو کیا کھانیکا بھی نام نہ لو
پھر ہے نقصان میرا کیا اس میں　　سمجھو کی تم ہو تمہاری ماں نہیں
کھانا کھانے کا اسطرح لڑ کر　　بے صفائی نہیں ہے لطف مگر
دل تمہارا ادھر ہے افسردہ　　ہیں ادھر خالہ جان آزردہ
غم سے منہ کو کلیجہ آئیگا　　کھانا کیا خاک کھایا جائیگا
شرم کیسی اب اسکا نام نہ لو　　ساتھ میرے ذرا چلی تو چلو

نعیمہ

دستا دو مجھے زیادہ اب　　کھانا کھانے سے ہی تمہیں مطلب

صالحہ

ایک ہو تم بھی اپنی ضد کی مگر　　ہوگا احسان کھانے کا کس پر

ہان چلی چلتین جو مرے ہمراہ — ہو گی تمسون پھر مین خاطر خواہ

فہیمہ

تم غنیمت نہین سمجھتین اسے — مین گئی تمھاری خاطر سے

مین نہ آتی کسیکے کہنے سے — ہو لی دینا اگر ادھر کی ادھر

صالحہ

گئی ہے خیر اب زیادہ رات — ورنہ سنتی نہین تمھاری بات

اٹھی یہ کہکے پھر وہ نیک اساس — اور گئی اپنی خالہ جان کے پاس

بیٹھی تھی چپ اکیلی فہمیدہ — تھی وفور الم سے رنجیدہ

صالحہ

کیا کہون آپ بیٹھی ہین چپکے — کھانا باجی کھائیے جلدی

فہمیدہ

بولی گھبرا کے آیا دم مین جو دم — سچ کہو تمکو میری سر کی قسم

بیٹی تم نے بڑا کمال کیا — ایسی ضد ن کو بھی سنا ہی لیا

صالحہ

کیا کہون ہو گئی ہے دیر جناب — لوگ ہین بھوک سے بہت بیتاب

لانے کھانا جلد بڑھتی ہی رات — دیکھا جائیگا پھر بستر حیات

مین حمیدہ کو اب جگاؤن شتاب — ہوگا اسکا تو اور حال خراب

کھانا فہمیدہ نے نکالا ادھر — صالحہ نے اُسے جگایا اُدھر

کب وہ تھی محو خواب راحت مین — شدت ضعف سی تھی غفلت مین

صالحہ کی سنی جو اس نے صدا — آنکھین ملکر اٹھی سلام کیا

گود مین اُس کو صالحہ لیکے — پیار کرنے لگی لگا کے گلے

بولی کیون نافضل الیہ جوتی ہین — واہ اتنے سویرے سوتی تھین

حمیدہ

پوچھ لیتی ہوں امی جان سے جب ۔ اور وہ کہدیتی ہیں کہ سو رہو اب

پڑھ چکے اسوقت بس نماز عشا ۔ کرتی ہوں میں ارادہ سونیکا

صالحہ

خیریت بتاؤ سو تو رہیں ۔ تمنے کھانا بھی کھایا کہ نہیں

حمیدہ

غیرت و شرم سے جو مارا جوش ۔ سر جھکا کر وہ ہو رہی خاموش

صالحہ

بھوک سے ہوش ہیں تمہارے گم ۔ کھانا کھا لیں چلو اٹھو بھئی تم

حمیدہ

کھانا جبتک نہ کھائینگی باجی ۔ حلق سے نیچے اترے گا نہ کبھی

صالحہ

ہے غرض اپنے پیٹ بھرنے سے اب ۔ تمکو دنیا جہان سے کیا مطلب

کوئی فاقہ سے مر رہا ہے کیا ۔ بھوک ہوگی تو آپ کھائیگا

حمیدہ

اے ہے باجی ہماری تم کیونکر ۔ تف ہے ہم پر ہم اپنا پیٹ بھریں

انکو بہلائیے خدا کے لئے ۔ جلد دوان جائے غذا کیلئے

آج دن بھر ہی سے زبان بند ہے ۔ قابل رحم حال ہے اسکا

کہتے ہی یہ حمیدہ رونے لگی ۔ صالحہ نے اوسے تسلی دی

رات گزری تھی کوئی ڈیڑھ پہر ۔ کھانا کھانے لگا غرض سب گھر

سو رہے بعد اسکے سب جلدی ۔ صالحہ و نعیمہ جاگا کی

نعیمہ

اب تو دل آپ کا ہوا ٹھنڈا — جو کہا آپ نے وہ ہم نے کیا

صالحہ

شاد و خرم مین اسگہڑی ہوتی — گر صفائی بھی ہوگئی ہوتی

نعیمہ

اب صفائی مین کیا رہا باقی — کچھ دنون بعد باتین بھی ہونگی

صالحہ

کچھ دنون بعد واہ کیا کہنا — کل یہ رکھوا ابھی تھا تمنے کہا

نعیمہ

کل یہ رکھوا ہے کہ پرسون پر — اب نہ اس گھر میں ہوگا مرا گذر
رنگ کچھ اور یان پر ان کا ہے — ڈہنگ بدلا ہوا یہان کا ہے
مجھ سے اب تک نہ از روز کہا — گو نہین تذکرہ کسی نے کیا
پہنچی جب بہائی جان تک نوبت — پھر میں کیا چیز ہون کہون عورت
ایک تو وہ بڑے ہین ہم سب سے — دوسرے مرد ہین خدا رکھے
تیسرے فضل حق ہے یہ اونپر — نہین چندان وہ انکی دست نگر
اونکا حاصل ہے سب جگہ مقصود — ہے رکابی پلاؤ کی موجود
جس ریاست مین جا کہڑے ہونگے — اونکے اعزاز وہان بڑے ہونگے
شاعری کے جو فن مین ہین کامل — ہونگے ندمین رفیقو نکے داخل
ہو رسائی اگر سقدر کی — ان کو ملسکتی ہے نظامت بھی
کون بدبخت مجھ سے ہے بڑہکر — نہین آتا ہے جسکو کوئی ہنر
جو نہ آنکہون کے سامنے سسری — لڑکیان ساتھ والیان کتنی

کیسے کیسے ہنر ہین سیکھے لیکن — جس سے محتاج وہ کسیکی نہین
کرتی ہون اپنے حال پر جو نظر — کہین میرا ٹھکانا ہے نہ گذر
گھر مین مان باپ کے پڑی تو ہون — جیسے کتا ہو کوئی خوار و زبون
کیا لیا جب ملا کوئی ٹکڑا — ورنہ کیا زور میرا ہو بھی کیا
پہلے ہی سے تھا ابا جان کو عار — لڑکیون سے نہ رکھتے تھے سروکار
اتنا جانی کا کچھ سہارا تھا — زور اُن پر ذرا ہمارا تھا
اُنکی بھی اب یہ ہو گئی حالت — آگئی مار پیٹ کی نوبت

صالحہ

ہو رہی ہو کیون تم اسقدر بیدل — اتنا روزہ نماز ہے مشکل

نعیمہ

خشک ہوتا ہے اس سے میرا خون — آدمی ہین ہنسی مذاق کی ہون
مجکو روزہ نماز سے مطلب — نبھہ سکیگی اداس زیست یہ کب

صالحہ

مجھسے آخر کہو برائے خدا — تم نے تدبیر سوچی ہے پھر کیا

نعیمہ

یہی آتا ہے دل مین رہ رہکر — کہ چلی جاؤن مین تمہارے گھر
صالحہ سنکے یہ ہوئی خاموش — کچھ بھی منہ سے نہ بولی وہ ذی ہوش
دیکھکر یہ نعیمہ کہنے لگی — دم بخود تم تو ہو گئین ایسی
تم نے گویا برا کیا باور — مین چلی جاتی ہون تمہارے گھر
مین فقط تم کو آزماتی تھی — کہین آتی تھی ورنہ جاتی تھی
ہو جو تکلیف اس سے بھی بڑھکر — لون نہ احسان کسیکا مین سر پر

صابحہ

ہر گھڑی چھیڑ چھیڑ کر لڑنا — واہ کیا خوب جوش پکڑ دوڑا
بیٹی گو اُگی میں ہوں خفا سی گھر — تم بگڑ بیٹھی سنتے ہی بڑھ کر
کسکا احسان پھر اُٹھاؤ گی — اپنے خالہ کے گھر میں جاؤ گی
میں تمہیں منع کرنے والی کون — تم پہ احسان دھرنے والی کون

نعیمہ

یہ بتاؤ میں جاؤں گی جب آن — دیکھکر کیا کہیں گی خالہ جان

صابحہ

لو میں سمجھاتیں گی تمہیں وہ بھی — کچھ جھکی ہوں جو میں کہیں گی وہی

نعیمہ

ہے جواب ایک کچھ اور سوال — ابھی گھر سے تو وہ نہ دیگی نکال

صابحہ

کیوں اسکا ہے کیوں خیال وہاں — کون گھر سے نکالتا ہے یہاں

نعیمہ

آپ عسر نہیں کرتے ہیں وہ پھیر — نہیں ایسے بھی اب گئے گزرے
خرچ سر اُٹھائیں گے کیونکر — رکھ سکیں جو نہ کچھ دن بھی

نعیمہ

تم تو تھوڑے دنوں کے دھیان میں ہو — جا لگی ہوں میں تو زندگی بھر کو

صابحہ

کہیں ایسا بھی کبھی بیانہ کری — تم سدا دان رہو خدا نہ کری

سلہ افلاس تنگدستی

کرے خالق تمہارا گھر آباد ‏ ‏ ‏ ‏ دل ہو ماں باپ کا تمہارا شاد

نعیمہ

سر پکڑ جاتی ہوں یہی ہے ٹھان ‏ ‏ ‏ ‏ نہ رہونگی جو چند روز یہاں
نہ رہے گا پھر اتنی جان کو یاد ‏ ‏ ‏ ‏ یہ لڑائی یہ جھگڑا اور یہ فساد
رکھیں گی نہ توں نہ دور سے مجھے ‏ ‏ ‏ ‏ وہ بلانے بھیجیں گی ضرور مجھے

صالحہ

نہیں اس میں کوئی قباحت ہے ‏ ‏ ‏ ‏ ان کی درکار پر اجازت ہے

نعیمہ

تم وہاں تک ذرا چلی جانا ‏ ‏ ‏ ‏ اور میری طرف سے پوچھ آنا
کہہ چکیں جب یہ باتیں بستر پر ‏ ‏ ‏ ‏ سو رہے دونوں تان کر چادر
نظر آئے جو صبح کے آثار ‏ ‏ ‏ ‏ صالحہ خواب سے ہوئی بیدار
اٹھی پڑھنے کو یہ نماز سحر ‏ ‏ ‏ ‏ خواب غفلت میں تھی نعیمہ مگر
جب فراغت نماز سے پائی ‏ ‏ ‏ ‏ پاس اپنی خالہ کے آئی

صالحہ

کچھ دنوں بعد میں پھر آؤں گی ‏ ‏ ‏ ‏ لیجیے رخصت اب میں جاؤں گی

خالہ

اتنی جلدی سے جاؤ گی جو بھلا ‏ ‏ ‏ ‏ آگ لینے کو آئیں تھیں تم کیا
کچھ نعیمہ کا ٹھیک ٹھور کرو ‏ ‏ ‏ ‏ شوق سے پھر سدھارنا گھر کو

صالحہ

وہ بھی ہو لیں میرے ساتھ سوار ‏ ‏ ‏ ‏ بس اجازت ہے آپ کی درکار

خالہ

سچ کہو خود یہ اسکی ہے مرضی
یا ہے اسکو صلاح تم نے دی

صالحہ

مجھسے خود چلنے کو انہوں نے کہا
نہیں کچھ اس میں مشورہ ہمارا

خالہ

کچھ وہاں جانے میں نہیں ہے ضرر
بڑھ کے رکھنا نہ آٹھ دن سے مگر

بس زیادہ پڑے نہ اونپر بار
ہیں ہماری بہن بہت نادار

صالحہ

مجکو کیا دخل ایسی باتوں میں
آئینگی جب بلائیگا انہیں

خالہ

لے جاتی تو ہو تم اسکو مگر
رہے اسکا بھی دھیان آٹھ پہر

باتوں باتوں میں یہ نصیحت بھی
دین و ایمان کی کچھ ہدایت بھی

صالحہ

خوب سمجھاؤں گی بجھاؤں گی
نیک رستہ پہ انکو لاؤنگی

یہ کہلا اسپہ بعد استغفار
ڈولیا لیکے آ گئے ہیں کہار

گئی دوڑی ہوئی نعیمہ کے پاس
تا جگادے اوسے یہ نیک اساس

ہواوان جا کے اوسپہ یہ حالی
ہے بچھونا نعیمہ کا خالی

چپکے سے اٹھ کے بچے کو لیکر
ہوئی کھڑکی سے وہ رفو چکر

اس طرح ڈولی میں سوار ہوئی
جو سنے وہ کہے فرار ہوئی

خالہ کے گھر سبھی یہ جرأت
گئی وہ باپ ماں سے بے رخصت

صالحہ وان سے یا دل ناکام
آئی خالہ کے پاس کرنے سلام

خالہ

ایسی بھاگڑ پڑی ہے کیا بیٹھو | اُٹھ تو لیجئے دو تم نعیمہ کو

صالحہ

میں ابھی اسلئے گئی تھی وہیں | پر نہ ایں نے دو چلی ہے کہیں
آئی تھی لینے جب اجازت ادھر | وہ اسی دم ہوئیں سوار اُدھر

خالہ

اسطرح چپکے سے سوار ہوئی | مجھ سے رخصت ہوئی نہ ملی گئی

صالحہ

گئیں کھڑکی کی راہ سے وہ تو | گود میں لیکے اپنے بچے کو

خالہ

صالحہ دیکھتی ہو یہ غصا | تم نے لاکھ اسکے ساتھ سر مارا
باتیں سب سن رہی تھی میں چھپکر | لیکن اسپہ ہوا نہ کچھ بھی اثر
کہیں ایسا غضب بھی آگے دیکھا | گھر سے یوں ماں سے یہ جدا ہو گیا
اسکی باتوں نہ جاؤں گر میں بھی | کبھی صورت نہ دیکھوں جیتی جی
دل نہیں مانتا مگر کمبخت | کیونکر اسکی طرف سے کروں سخت
ویسے ہی گن نہ انمیں گر ہوتے | اسکی حالت پہ سب نہ پھر روتے
مگر اسکو ذرا خیال نہیں | کچھ بھی پروا نہیں ملال نہیں
دیکھئے کیا نصیب میں ہے بدا | اس کی تقدیر میں ہے کیا لکھا
نہیں اس سوچ میں مجھے آرام | کیا اس غم نے میرا کام تمام

صالحہ

دل کو اپنے سنبھالئے تو حضور | فکر اندوہ و رنج کیجئے دور

جا نکلی ایک دن سب ہی یہ سنبھل | یہی ناکہ بی آج کوئی کل

مصنف

ہم نعیمہ کو چھوڑ کے یہیں ہاں | اور سیا انجام پھر کرینگے بیان

فصل ہفتم

کلیم باپ سے ناخوش ہو کر گھر سے نکل گیا نصوح نے کلیم کا بیہودہ کتب خانہ اور اسباب لہو لعب جلا دیا

ہوئی رخصت نعیمہ وقت سحر | شب ہی کو چل دیا کلیم مگر

ساتھ بھی ماں کا باپ کا چھوڑا | اور دروازہ بھی کھلا چھوڑا

کھانے پینے کی آئی جب نوبت | تب یہ فہمیدہ پر کھلی حالت

لیکن اسوقت تک یہ تھا یہ گمان | کہ نہ آئیگا پھر کلیم یہاں

یہ سمجھکر ہر اک خموش رہا | ناسمجھنا سبب اسکا اب یہ

پڑھ کے جب نماز سحر | آرہا تھا نصوح اپنے گھر

پہونچا ہی تھا گلی کے نکڑ پر | کہ نعیمہ کی ڈولی آئی نظر

آیا ڈیوڑھی میں جب یہ خوش گزار | دیکھا ہوتی ہے صالحہ بھی سوار

تھا تصور جو کل کی باتوں کا | سخت غصہ اسے کلیم پہ تھا

ذہن سے اپنے یہ بات کر لی | دیکھیو ان کو جا کے بالفعل بھی

جب نہ آیا پر آئے | پھر یہ سخت اپنا سر کھا گئے

یہ ارادہ اسے ادھر لایا
وہ نہ آیا مگر جو اس کو نظر
خوب ان کو ڈرایا دھمکایا
وان سے آیا غرض نصوح اندر
لوگ اس کے قریب تمام آئے
بیٹھی فہمیدہ سر جھکائے جہاں
وہیں آ کے نصوح بیٹھ گیا

بیٹھک تھی جس میں کلیم کی آیا
تب بلایا لیا ہر اک نوکر
نہ پتہ پر کلیم کا پایا
فکر و تشویش کا تھا رخ پہ اثر
حسب عادت پئے سلام آئے
کر رہی تھی تلاوت قرآن
ہوئے فارغ جو وہ تو اس سے کہا

نصوح

کہو کیا صالحہ گئیں صاحب | رہیں دو روز بھی نہیں صاحب

فہمیدہ

میں نے روکا ہزار پر نہ رکی | بھیجی جو رکی وہ اب تک گھر بھی

نصوح

یہ بتاؤ تو کچھ تمہی المختصر | دوسری ڈولی بھی وہ کھسکی اندر

فہمیدہ

ہاں نعیمہ کی بھی سواری وہ | اپنی خالہ کے گھر سدھاری وہ

نصوح

تم سے لڑ کر گئی کہ لڑ کے گئی | وہ گئی من سے یا بگڑ کے گئی

فہمیدہ

کیا بری ہے سمجھ خدا کی سنوار | بیٹھی کچھ من سے کچھ بگڑ کے گنوار

نصوح

پھر کچھ تو صاف صاف ذرا | تم پہیلی کوئی بجھاتی ہو کیا

فہمیدہ

خوب جب صالحہ نے سمجھایا — کچھ کچھ اسکی سمجھ مین تب آیا
کھانا کھایا نعیمہ نے آخر — وہ دو منجھلی کو بھی بلایا پھر
فقط اتنا تو اس کا منشا تھا — اب بگڑنے کا حال سنو ذرا
صبح کو صالحہ تو آئی ادھر — لے چلے مجھ سے آپ جلدی ادھر

نصوح

خیر شکر خدا ہے یہ ہمتا — ہین سبکے دس ایک سے تو ہوا
اب کرو دوسرے کا حال بیان — سب ہے بہا راست ہے کلیم کہان

فہمیدہ

کھانا کھانے کا وقت جب آیا — دس بجے سب کے ہم نے بلوایا
اس گھڑی یہ کہا کہ گھر مین ہین — جانتی ہون نکل گیا وہ کہین

نصوح

خیر فضل خدا سے بہتر ہے — دور یہ بھی بلا ہوئی گھر سے
مجھکو اتنا مگر جتا دو ذرا — اس مین ہے میری یا کہ اصلی خطا

فہمیدہ

بستر عقل کا ہے اوسکی فتور — ہے اوسیکا گناہ اوسیکا قصور
تم نے تو ایک چھوڑ دو دو بار — طلب اسکو کیا بعد اصرار
خط بھی لکھنے مین سعی محنت کی — انتہا ہو گئی نصیحت کی

نصوح

جیسا اس نے مجھے ستایا ہے — جیسا مجھ سے یہ پیش آیا ہے

(۱) بی مثل و مانند نہیے اسکا ایسا کوئی نہین ہے

اسکی چوتھائی بھی تو گستاخی
اُتر سے صاحب نعیمہ نے نہیں کی

علیم سے مخاطب ہوکر

تم نے دیکھا تو ہوتا اب جو پیر
نہ کہین رکھ گیا ہو کچھ لکھکر

اُسکے غصہ نے اوسپہ قہر کیا
کسیکے پاس تک نہ آنے دیا

ورنہ مین تو یہ رغبت خاطر
عذر یہ تھے کہ اُس کی تھا خاطر

نہ کہا مجھپر اُس کا کچھ مقصود
مطمئن ہو کر مجھکو مین تھا موجود

علیم

ٹھیک سچ کہتے ہین قبلہ حاجات
آ گئی تھی میرے ذہن مین یہ بات

مگر اب جا کے دیکھی لیتا ہون
آپ کو اطلاع دیتا ہون

تو کہ اُن سے مجھے اُمید نہین
کہ وہ کچھ لکھ کے رکھ گئے ہون کہین

لکھنا ہی ہوتا اونکو گر منظور
کیون نہ لکھتے جواب خط ضرور

نصوح

احتیاطاً یہ چاہتا ہون مگر
آؤ مین خود بھی دیکھ لون چلکر

کیونکہ یہ تھا علیم کے دل مین
باپ دیکھین نہ بھائی کی خبرین

کسطرح پردہ رہ سکتا تھا
ساتھ چلنے سے جھجکتا تھا

غرض آکر نصوح نے باہر
کمرہ یہ نوکرون کو بلوا کر

ساتھ جیسا کہ کلیم کا اسباب
اس جگہ رہتا ہے تمام و شتاب

نوکر

سنئے کمرے شمال رخ مین جو
خاص انکے ہی ہین سنے گئے دونون

ہین بڑے شوق خود سے بنوائے
نام بھی رکھدیے ہین دونون کے

ہین جہان کھیل کود مین رہتے
عیش منزل وہ اسکو ہین کہتے

لکھنے پڑھنے کی ہیں کتابیں جہاں
اوسکا قرائت کدہ ہے نام رکھا

نصوح

نام سنتے ہی ہو گیا جو کھٹکا
عیش منزل کے نیچے کو بڑھا

اُسی کمرے کو پہلے کھلوا کر
دیکھتا کیا ہے جب گیا اندر

عیش منزل غلط کہا کیا ہی
وہ مقام اسم با مسمّی ہی

تخت نیچے ہیں کمرے کے اندر
اور دری چاندنی بچھی ہے اوپر

اس سلیقے سے فرش بچھا ہے
نہ شکن ہی کہیں نہ وہ بیا ہے

ہے عجب کا نفیس اک قالین
گاؤ تکیے ہے اسپہ با تزئین

لب قالین اوگالدان ہے ایک
متّصل اُسکے پیچوان ہے ایک

کرسیاں گرد تخت کے ہیں بچھی
آئینہ کی طرح چمکتی ہوئی

چھت میں لٹکا ہوا ہے اک پنکھا
سرخ جھالر میں ہے لگا چمکا

ہے لگی اک سفید چھت گیری
لگی ہیں جھاڑ اور فانوس بھی

جب یہ ساماں نصوح نے دیکھا
بولا افسوس سے وہ مرد خدا

ہو گئی برباد کس قدر دولت
ایسے بیہودہ شوق پر لعنت

کاش یہ مال جو ہوا برباد
اس سے ہوتی غریبوں کی امداد

ابھی اس فکر میں تھا یہ ناگاہ
جا پڑی اک طرف کو اس کی نگاہ

دیکھتا کیا ہے ایک پہلو میں
آمنے سامنے ہیں دو میزیں

اک پہ ہے تاش گنجفہ چوسر
باجہ اور اک کتاب دوسری پر

پڑھ کے اس خیرہ سر کی شتاب
فوراً اس نے بڑھ کر اٹھائی کتاب

کھول کر دیکھا جب کھلا یہ ادم
کہ وہ تصویر دکی ہے اک البم

ع نام کے غلاف سے ع زینت کیا اچھا سے ع ملا ہوا سے ع تصویروں کی کتاب

اور بیہودہ ہیں یہ سب اس میں — رنڈیوں کی ہیں ساری تصویریں
اپنے مقصد کی کوئی حد نہ رہی — نوکروں سے یہ اس نے بات کہی
جسقدر ہے تمام یہ اسباب — رکھو یہ جا کے باہر اس کو شتاب
جمع جب ہو چکا وہ سب کھٹراگ — شعلۂ غیظ و غضب اٹھا لگا دی آگ
فرصت اس سے ہوئی جو ہر محل — ہوا خلوت کدہ میں وہ داخل
ایک الماری وان پر آئی نظر — جو کتابوں سے پر تھی سرتاسر
جلد رنگی عمدگی غضب کی تھی — رنگ اور وضع ایک سب کی تھی
خوش ہوا تھا وہ مرد حق آگاہ — کی مضامین پہ کھولکر جو نگاہ
جھوٹے قصہ ہیں و ابیات مذاق — ساری باتیں بعید از اخلاق
نہ تامل ذرا کیا اس نے — سبکو آخر جلا دیا اس نے
[illegible] ہوا بیٹی پر — خوف سے تہلکہ میں تھا گھر بھر
[illegible] اس دم علیم نے یہ کہا — دوڑ کر دو کتابیں لے آیا
[illegible] — زہر عشق اک بہار عشق اک تھی
عرض کی آ کے باپ سے اسنے — آگ میں آپ انہیں بھی رکھ دیجے
انکو دیکھا نصوح نے پڑھکر — اور مطالب پہ کی بغور نظر
کیا اس دم علیم سے یہ خطاب — گو مضامین اسکے بھی ہیں خراب
پر بفضل خدائے ذوالمنن — ہے تمہاری طرف سے اطمینان
نہیں تم سے خیال کچھ مجھکو — ان کتابوں کو چاہے رہنے دو
ہے اگرچہ مطالعہ ان کا — خالی از معصیت نہیں بیٹا

علیم

رکھنے سے ان کتابوں کے حاصل — جو نہیں دیکھنے کے بھی قابل

نصوح

اسے سپرد کئے جس نے نگاہ	یہی مرضی ہے گر تو بسم اللہ
لایا فوراً علیم جس کو جا	ان کتابوں کو آگ میں جھونکا
دیکھا دیکھی علیم رہائی نکلی	کی یہ تیزی بیان سلیم نے بھی
آپ کو بھی کلیم تھما دیا	تھیں واسوخت اک امانت کا
دوڑ کر یہ ادھر سے اٹھالائے	تاکہ پیارا نہ باپ کو آئے
آگ کا شعلہ جو بھڑکتا تھا	اسمیں واسوخت[1] کو بھی ڈالدیا
خبر سن عشرت کلیم ادہر	ہو چکا جبکہ جل کے خاکستر
پاکے فرصت نصوح نیک نہاد	آیا بیوی کے پاس بادل شاد

بیوی

تمکو جس کی تلاش اتنی تھی	ہو چرچہ وہ ہاتھ آیا بھی

نصوح

گو کہ کاغذ نہ میں نے وہ پایا	مدعا پر مرا نکل آیا

بیوی

ہاں ابھی کوئی کہہ رہا تھا یہاں	یہ لگادی تھی تم نے آگ کہاں

نصوح

کچھ کتابیں کلیم کی تھیں بہم	میں نے ان کو جلا دیا بیگم

بیوی

تم نے غصے سے بھی خدا کی پناہ	کہ جلا دیں کتابیں تم نے واہ
ہے جلانا گناہ کاغذ کا	پھر بھلا ذکر ہے کتاب کا کیا

[1] واسوخت امانت ایک نظم عاشقانہ مخرب اخلاق ہے۔

کوئی بیہودہ بڑا جو پاتے ہین	لوگ اسے آنکھون سے لگاتے ہین
قاعدہ ہے کسی کتاب پہ گر	لگتی ہے بھولے سے کہین ٹھوکر
چوم کر توبہ توبہ کرتے ہین	سب سر آنکھون پر اسکو دہرتے ہین

نصوح

کہتی ہو سچ تم اے خجستہ سیر	لوگون کی یہ زیادتی ہے مگر
اسکی بیکار اتنی عزت ہے	کیونکہ کاغذ ہے ایک بیجان سے
وہ کتابین بھی قابل توقیر	جسمین مضمون عمدہ ہون تحریر
نعت یا حمد خالق باری	حق پرستی خیال دینداری
جو کتابین جلائین تمنے ابھی	تھین پُر از شرک و کفر و بیدینی
بیحیائی مین رکھتی تھین نہ جواب	فحش سے تھی بھری ہر ایک کتاب

بیوی

لکھی ہوتی ہین کیا کتابون مین	سچ کہو یہ بُری بُری باتین

نصوح

کیا فرشتے فلک سے لاتے ہین	آدمی انکو بھی بناتے ہین
پھر یہ مجھکو حضرت انسان	کیسے سرکش ہین اور نافرمان
ہے کتابون مین شرک و کفر بھرا	یون دکھایا ہے زور طبع رسا
واقفیت نہین ہے کیا تمکو	جانتے شعر و شاعری کو تو ہو

حمیدہ

اس قدر حال ہے مجھے معلوم	دیکھین اکثر کتابین ہین منظوم
پر بری بات انمین کوئی بھی	دیکھنے مین سمجھ نہین آئی
سنتی ہو جبھی مجھکو تھا یہ ذوق	شعر و شاعری کا تھا کچھ شوق

اور ہے یہ بات قابل تعریف | اسکی ہر ایک کرتا ہے توصیف

نصوح

ہو جسے فن شاعری حاصل | ہے وہ انسان قدر کے قابل
شاعری اک مذاق علمی ہے | واقفیت زبان کی ہوتی ہے
واقعی اس لحاظ سے یہ فن | قابل قدر ہے بوجہ حسن
قابلیت کو اپنے لوگ مگر | صرف کرتے ہیں بیمحل اکثر
حسن کو عیب یہ بناتے ہیں | کہ بُرے راستہ پہ چلتے ہیں
کیوں نہ ایسی شاعری مذموم | جن میں ہو کذب و افترا منظوم
مدح بیجا ہے باعث ذلت | ہجو مومن ہے داخل غیبت
شاعروں کو نہیں خدا کی پناہ | ادب عیسیٰ و کلیم اللہ[1]
ہیں یہ مضمون خلاف شرع نبی | نہیں اس معصیت کی حد کوئی
ہے اُچھلنا عمامہ زاہدوں کا | کرتے ہیں اہل دین سے استہزا
ہوتی ہے دین شرع کی توہین | خوف کچھ کفر و معصیت سے نہیں

فہمیدہ

ہے اگر شاعری اسی کا نام | تو پھر اس شاعری کو میرا سلام

نصوح

کیا نہیں یاد واقعہ وہ اب | پڑھتی تھیں مجھ سے تم گلستاں جب

فہمیدہ

وہ جو دن حمیدہ کا تھا چھٹا | تھا اُسی دن اُسے شروع کیا

[1] لہ [illegible] یعنی حضرت موسیٰ پیغمبر علیہ السلام کا [illegible]۔

نصوح

یاد ہے یہ بھی جا بجا اکثر	پھیرتا تھا قلم میں سطروں پر
بلکہ تھے بعض صفحے بھی ایسے	سادہ کاغذ سے جو چھپ گئے تھے

فہمیدہ

رتی رتی مجھے ہے سب کچھ یاد	یوں وہ جو بتائی گئی تھی زیاد

نصوح

باتیں ایسی لکھی نہیں بیہودہ	جنکو یوں تم سے میں چھپاتا تھا

فہمیدہ

سچ کہو ہم تو یہ سب سمجھتے تھے	کہ ہو مشکل سمجھ کے چھڑوائے

نصوح

پھر ہے یہ اُس کتاب کیحالت	ہند میں جسکی ہے بڑی شہرت
اور ہے اُس بزرگ کی تصنیف	جسکی ہر ایک کرتا ہے توصیف
جو ہے دنیا میں باعث برکت	نام کی جسکی کرتے ہیں عزت
کہ مسلمان خموش رہتے ہیں	رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں
بس یہ عزو وقار ہے اُن کا	اولیا میں شمار ہے اُن کا
جو کتابیں کہ دین میں ہیں بھلا	ہیں خرافات سب وہ اس کے سوا

فہمیدہ

کیوں نہ جلائیں کتابیں وہ تم نے	ایک بجا جانتیں کچھ تو فضیلت جنکی
تھیں وہ دام کی چیز یا کہ نہیں	کسلئے پھر پڑی نہ رہتے ہیں

نصوح

یاد ہے گو ہوئی ہیں کئی سال	سانپ نکلا تھا آنجہ خصال
کہتے تھے سب خیال ہے تمکو	جس طرح ہو سکے اسے مارو
تم نے اس سانپ کے لئے نہ کہا	مارتے کیوں ہو رہنے بھی دو پڑا
اسکی خاطر یہ بات بھی نہ کہی	رہنے بھی دو خریدے گا کوئی
ٹھیک کہتا ہوں تم سمجھیں بھلا	وہ کتابیں تھیں موذی اس سے سوا
بک کے جو ہاتھ آتے اسکے دام	بڑھکے چوری کے مال سے تھے حرام
اور کیا ہے کلیم کچھ بھی کہو	زہر اسے سانپ کا ہے اسپہ سوار

فہمیدہ

کچھ ہے اس زہر کی دوا آخر	کوئی منتر بھی ہے بھلا آخر

نصوح

کون سے درد کا علاج نہیں	دین و اخلاق کی کتابیں تھیں
ہے مگر کون دیکھنے والا	اترے پھر زہر کس طرح سے بھلا

فصل دہم

کلیم کا پہلے اپنے دوست شیخ ظاہر دار بیگ اور پھر اپنے ایک [illegible]
فطرت کے یہاں جاکر رہنا اور دونوں سے زک اٹھانا اور قید ہو[illegible]
اور آخر کار باپ ہی کی سفارش سے رہائی پانا

کیا کلیم و نصوح کا ہوا حال	اب سنو ان دونوں کا نادر حال
گھر سے اول کلیم نکلا تھا	ہو بیان پہلے ماجرا اس کا

گی نہ تھی اس کے بات کوئی نئی
ایک اک بات پر وہ ہوکے خفا
اپنے گھر سے نکل چلا وہ جہان
پہلے ہوتا تھا بس یہی اکثر
بعد چندے طریقہ پھر یہ رہا
کچھ دنوں بعد یہ ہوئی حالت
ابتو خود آنا خیال کی ڈولی
بکے بھی اپنے گھر سے ہوکے خفا
کہیں آتا نہ ہو کوئی نوکر
تھی مگر اوسکی یہ غلط فہمی
دوست تھے ان کے ایک غدار
ان کے گھر کی طرف کو منہ موڑا
سچ ہے یہ امر باطمینان ہے
ظاہری دوستی لئے آفت کا
کہ بہن بھائی باپ ماں سے سوا
خالی از عقل تھا وہ سادہ دل
رکھتا تھا اک بھی فہم سلیم
شاعری پر بھی اپنی تھا مغرور
گو ہے یہ امر ہم کو بھی تسلیم
ہے طبیعت میں بھی غضب کا زور

تھا ہمیشہ سے اسکا وہ عادی
آئے دن گھر سے بھاگا کرتا تھا
دوڑتے جاسوس انکو پیچھے وہان
لاتے سمجھا بجھا کے تھے نوکر
خود مثالیں نصیحت بتاتا تھا
اس عمل کی بھی گھٹ گئی طاقت
در بدر ماری ماری پھرتی تھی
اسی امید پر وہ نکلا تھا
دیکھتا تھا وہ پیچھے پھر پھر کر
اب ہوا اور گھٹی اس گھر کی
آیا ان کا خیال آخر کار
جیسے ہو مطلق العنان گھوڑا
شیخ صاحب بھی ایک تماشہ تھے
دے رکھا تھا کلیم کو دھوکا
وہ انہیں اپنا دوست جانتا تھا
کہ بغیر امتحان کے تھا قائل
کچھ بھی مردم شناس تھا نہ کلیم
ولے ہوتا نہ تھا خیال یہ دور
قابل قدر ہے کلام کلیم
بندشیں اچھی معاملہ اچھا

ے بک غیرتی ہوئی عقل صحیح شاعری کی بندش عمدہ تھا عمدہ طریقہ باندھنا ... خود عمدہ طور

ہے ہر اک صنفِ شعر پر قادر / کہ رسا طبع فکر ہے ماہر
شاعری کو ابھی کلیم کے بس / گزرے ہونگے کوئی سات آٹھ برس
اتنے عرصہ مین کچھ نہین آسان / ختم اک مثنوی ہو دو دیوان
شہرہ ہیں سو پچاس غزلین بھی / ہین زبان پر تمام لوگونکی
مبتدی کوئی ہو کہ کاملِ فن / پر خداداد ہے قبولِ سخن
مگر اس شاعری پر اور یہ غرور / سر پر اُسکی عقل کا تھا فتور
کہ ہین دیسی ریاستین جتنی / متمنی ہین میرے آنے کی
جا کھڑا ہونگا جس بارت مین / اسکا والی بچھائیگا آنکھین
سینکڑون گو کہ لائق و فاضل / کیسے کیسے معزز و قابل
اس زمانہ مین نوکری کے لئے / دربدر مارے مارے ہین پھرتے
اُسکے سر مین ہوا جو یہ پھری / نوکری کی نہین ہے مجھکو کمی
امرِ مشکل کو سہل سمجھا تھا / گر یہ سودا نہ تھا تو پھر کیا تھا
قابلیت پہ تھا جو اپنے غرور / گھر سے نکلے تھے خالی ہاتھ حضور
مست تھے اس خیال مین حضرت / ملتی ہے کوئی دم مین اب دولت
شیخ چلی کی طرح منصوبے / سوچکر شیخ کے گھر پہنچے
لاکھ چیخا کلیم چلایا / نہ مگر وان سے کچھ جواب آیا
اول اس بات کی ہوا بہ حاجت / شیخ صاحب کی کچھ لکھون حالت
انکے تھے ایک رشتہ کے نانا / تھا بہت کچھ کما کے جمع کیا
اک ریزیڈنٹ کے وہ نوکر تھے / جمعدارون مین وہ مقرر تھے
اک تو تھی ابتدا سے انگریزی / دوسرے کچھ تھی بڑا تنخواہی بھی

سن قسیم [illegible] حاکم [illegible] تغیر کر ہوا لا رہا تھا گئے خود مختار مین پنجاب سلطنت انگریزی جو مقرر رہا…

خوب ثروت کا گرم تھا ازار
ہو گئے جمعدار بھی زردار

تھے جو دہلی مین بوسے عزت دار
انھیں اشخاص مین تھا اکا شمار

شیخ صاحب کی مان کا حال یہ تھا
ہو گئین تھین شباب مین بیوہ

تھا خدا کا جو جمعدار کو ڈر
رکھتا تھا اس غریب کی وہ خبر

اس جمعدار کی جو آئی قضا
تب مصیبت کی انپہ چھائی گھٹا

تھا بڑا جمعدار کا گھر بار
بیٹون پوتون نواسونکا اکشمار

سب تھے مست غرور مال و زر
لیتا ان بیکسون کی کون خبر

گوکہ مرحوم کی وصیت تھی
بھولے تھے سب مگر یہ غفلت تھی

پھر بمشکل یہ اہتمام ہوا
کھانے پینے کا انتظام ہوا

چھوٹا سا قطعہ اک مکان کا تھا
ان غریبون کے رہنے کو وہ ملا

کچھ دکانون کا دینا بھی ہوا طے
جنکی تھی ماہوار سات روپے

تھی یہ اوقات تین آدمیون کی
شیخ جی شیخ جی کی مان بیوی

اسپہ شیخجی کا شیخ کے تھا یہ حال
دل مین اس سنجر کی تھا یہ خیال

اور مین جمعدار کے جو پسر
مرتبہ مین ۔ ن اونکا مین ہمسر

گوکہ کوئی نہ منہ لگاتا تھا
پر یہ ان مین گھسا ہی جاتا تھا

دیکھا دیکھی تھا انکی دیوانہ
ٹھاٹھ اسکے بھی تھے امیرانہ

جس کی آمد تو کم ہو خرچ زیاد
پھر وہ کمبخت کیون نہ ہو برباد

مفلسی کی گھٹا مین چھائی تھین
رہن دو دوکانین ہو لی جاتی تھین

شیخ جی اور کلیم دونون کا
تھا گذر اک مشاعرہ مین ہوا

بس ملاقات کی بنا تھی وہی
رسم الفت کی ابتدا تھی وہی

جیسے آتے تھے روز شام و سحر | شیخ صاحب میاں کلیم کے گھر

پھر تو دونو نے خوب چھننے لگی | کچھ دنوں بعد گاڑھی چھننے لگی

ہو وں مطلوب دونوں تھے طالب | ہو گئی ایک جان دو قالب

شیخ جی سے کیا نہ تھا جو بیان | حال انکا کلیم سے تھا نہان

بلکہ کرتا تھا یہ کلیم خیال | جتنا تھا جمعدار کا زر و مال

شیخ صاحب ہی کے وہ ہاتھ آیا | اسکا ترکہ انہوں نے ہی پایا

اور ان کی محلسرا کو سدا | بلکہ ملکیت ان کی جانتا تھا

اس نے جا کر جہاں سدا دی تھی | ڈیوڑھی بھی جمعدار ہی کی تھی

نعرے خوب انھو نے بلند کئے | آئیں دو لونڈیاں چراغ لئے

بولیں پہلے بتاؤ اپنا نام | پھر کہو کیا ہے اتنی رات کو کام

کلیم

نام اور کام پوچھتے کیوں ہو | بھیجدو جا کے شیخ صاحب کو

ایک لونڈی

جی خدا جانے آپ کیا کہتے | شیخ کوئی نہیں یہاں رہتے

کلیم

تم بتاؤ تو مجھکو یہ اول | کیا نہیں جمعدار کا یہ محل

لونڈی

اس سے انکار کا ہے کب مقدور | ہے یہ انہیں کی محلسرا یہ ضرور

کلیم

پھر میرے دوست شیخ ظاہر دار | کیا نہیں انکے وارث و مختار

[illegible]

لونڈی

انکے وارث جو ہیں وہ شاد
حق تعالی رکھے انہیں آباد
ہے سوا کون شیخ ظاہر دار
انکا وارث بنا جو ناہنجار

دوسری لونڈی

شیخ بانکے کے بیٹے کو تم ہیں
مالک اس گھر کا تب سمجھتے ہیں
ہاں وہی جمعدار کا بیٹا
آگے ہر ایک سے بنا کرتا

کلیم کی طرف مخاطب ہوکر

کیوں میاں وہی شیخ اطوار دار
آنکھیں نیلی بھرے بھرے رخسار
ہے چھریرا سا ڈیل قد کوتاہ
چھوٹی آنکھیں میں جنکی رنگ سیاہ
ہیں ہمیشہ بنے ٹھنے رہتے
اکڑے رہتے ہیں اور تنے رہتے

کلیم

سچ کہا ٹھیک ہے وہی ہاں ہاں
سمجھا تھا میں انہیں کا ہو یہ مکان

لونڈی

تو میاں اس مکان کے پیچھے
چھوٹے سے قطعہ میں ہیں وہ رہتے
اس چہیتے سے کلیم نے جا کر
دی صدا شیخ جی کو چلا کر
لائے تشریف وہ بغیر درنگ
جاگ گیا ہے بہنے اور رنگ ڈھنگ
دیکھکر وہ کلیم کو شرمائے
اور اسیدم سخن زبان پہ یہ لائے
سوتا ہوں رات کو ہمیشہ یوں ہی
نیند کمبخت نہیں کہ آتی نہیں
کہیے جا کر ذرا میں آؤں
آپکے ہمرکاب پھر چلوں

کلیم

کہیں جانیکا قصد کیسا مرا
پاس میں آپ ہی کے آیا تھا

شیخ صاحب

پھر پڑا ہو تھوڑی دیر اگر — جا لگے پردہ گر ادن مین اندر

کلیم

اب بھلا جاؤنگا مین آج کہان — رات بھر رہنے آیا ہون یہان

شیخ ظاہر دار

یہ ارادہ ہے گر تو بسم اللہ — ہے یہ مسجد بڑی فضا کی جگہ

آپ چلیئے ابھی مین آتا ہون — گھر مین کچھ کام کرنے جاتا ہون

جاکے دیکھا کلیم نے جو وہان — ایک مسجد ہے چھوٹی سی ویران

ٹوٹی پھوٹی اجاڑ و وحشت ناک — جمع ہے جسمین ٹیکرون خاک

نہ موذن ہے کوئی نہ ملّا — گھر مین اللہ کے ہے سناٹا

شیخ جی دیر تک نہ آئے وہان — اور رہا منتظر کلیم یہان

سخت تھی انتظار کی تکلیف — لائے آخر کو شیخ جی تشریف

کرنے پایا نہ تھا کلیم گلہ — دفع دخل اسطرح سے کہنے لگا

شیخ ظاہر دار

گھر مین حالت عجب مزاج کی ہے — کہ شکایت کچھ اختلاج کی ہے

آپ کے پاس سے جو مین گیا — تو انہین غش کے حال مین دیکھا

کیجیئے گا معاف یہ تقصیر — ہوئی اس وجہ سے مجھکو تاخیر

ہوا بندہ جو آج سرافراز — سبب اسکا تھا یہین بندہ نواز

شیخ جی پر کلیم نے آخر — سرگذشت اپنی ساری کی ظاہر

باپ سے وہ بلانے پر انکار — ماں کا سمجھانا بھائی کا اصرار

شیخ جی

خیر جو کچھ کہ ہونا تھا سو ہوا — اب یہ فرمائیے ارادہ ہے کیا

کلیم

اور جو رائے آپ کی ہو مگر — قصد اب جانیکا نہین ہے گھر

شیخ جی

خیر آرام کیجئے اب تو — شب کی نیت بخیر صبح تو ہو
سب ضرورت کی چیزین اور بستر — بھیجے دیتا ہون مین ابھی جاکر
ہے مرضیہ کا حال آج زبون — گھر مین رہنے کا اذن چاہتا ہون

کلیم

کچھ سمجھ مین مری نہین آتا — تم کہا کرتے تھے جو مجھ سے سدا
کیا وہ دوسری محل سرا ہے یہی — اور وہ دیوان خانہ کیا ہے یہی
حوض اور باغ پُرفضا ہے کہان — گنج بازار اور سرا ہے کہان
اک سیہ رنگی کی بھی یہان نہین جا — کچھ کہو تو یہ کیا ہے وہ کیا تھا

شیخ جی

اک زمانہ سے ہے جو رسم و راہ — ہین طبیعت سے میری آپ آگاہ
نہ مین لیتا ہون ڈینگ کی حضرت — نہ تعلّی کی ہے مجھے عادت
سچ میں کہتا ہون مین سنئے اب — اختلاف سخن کا یہ ہے سبب
وہ جو اک جمعدار تھے مشہور — مُتبنّیٰ ہون اُن کا مین رنجور
تھی یہ امید بالیقین مجھکو — کر گئے تھے وہ جانشین مجھکو
ترکہ املاک اُنکا ہے جو تمام — اُس کا مالک ہے آپ کا یہ غلام
سبھی دعوے کا میرے جانتے ہین — کل رئیس و امیر مانتے ہین

الغرض بعد انکے مرنیکے — رخنہ انداز لوگ ایمن ہوسے
آپ واقف میری مزاج ہین — جھگڑے کو سون بھاگتا ہون مین
ابتری پر ہر ایک کام مین ہے — دخل وان کسکو انتظام مین ہے
ہاتھ جبدن سے ہین نے کھینچا — باہر اندر مچی ہے وا دیلا
مشورہ ہو رہے ہین سب یا آمین — اور مناکر حقیر کو بھیجا ہین

کلیم

آپ نے لیکن آخاک جھلا — ذکر مجھ سے کبھی نہ اس کا کیا

شیخ جی

اس سبب کیا نہ عرض یہ حال — ہوسے مانع حیا و استقلال
آپ کیسے کھڑے ہین زحمت ہے — اب تو گھر جاؤن ہین اجازت ہے
آپکو تو بچھونا بھیجوادون — اور مرضیہ کی وان خبر لیلون

کلیم

نہین منظور گو مجھے دوری — ہوگئے خبر پر سے مجبوری
پہلے جاکر یہ کام کیجئے آپ — کہ چراغ ایک بھجوا دیجئے آپ
تا کہ ظلمت یہ دور ہو فی الفور — اس سے گھبرا گئی ہے طبیعت اور

شیخ جی

واہ حضرت چراغ ہے کیا مال — لیمپ روشن کرادون بھایہ جال
پر نہ تکلیف آپ اٹھائیں کہین — جمع پروانے ہو نہ جائین کہین
گر یہین بن پڑی تو دقت ہے — بن نہین پڑتا کچھ قیامت ہے
خیر اب تو نکلتا ہے مہتاب — چاندنی کر رہی ہے کھیت جناب
کہکے جبدہ کلیم نکلا تھا — عرصہ مین کھانا بھی نہ کھایا تھا

بھوک سے تھے بچا ہوا اس مین
قل ہو واللہ آتیین پڑھتی یقین

شیخ جی سے امید تھی یہ قوی
ہو گی بیشک صلاح کھانیکی

قصد اغماض تھا جو مد نظر
بھیو یوں پوچھا شیخ جی نے مگر

دیکھی جب یہ کلیم نے یہ حالت
ہوتے ہین رات بھر کو یہ رخصت

تب یہ بندہ بھوک کر خود آ کھا
نہین کھانا سے یار ابھی کھایا

شیخ جی

سچ کہو جھوٹ بولتے تو نہین
مجکو اس بات کا نہین ہی یقین

کلیم

ضعف سے جسم مین نہین ہے دم
میر ہون بھوکا تمہارے سر کی قسم

شیخ جی

اگر ایسا ہی تھا تو مرد خدا
آتے ہی تم نے مجھ سے کیون نہ کہا

رات اتنی گئی ہے کیا ہو اب
بند بھی ہوگئین وہ دکانین سب

اور وہ ایک اگر کھلی ہون گی
باسی سب چیزین رکھی ہونگی

کیا مزہ اسمین بندہ پرور ہے
ایسے کھانے سے فاقہ بہتر ہے

مضمحل ہے معدہ کا جو مزاج
گھر مین سلگی نہین ہے آگ تک آج

ہو گی پر تمکو بھوک کی نہ سہار
رخ سے ظاہر ہین ضعف کے آثار

کرتے ہین دیو استسقا کو جو زیر
ہوتے ہین اور وہ شجاع و دلیر

ایک تدبیر ہے مگر سوچی
جاؤن پھر ہوٹے کی دوکان پر ابھی

لیجیے تکلف مجھے ہو تم ہو نہ مرغم
لاؤن خستہ چنے مین گرما گرم

کیا کرونگا زیادہ مین لیکے
ہین بہت مجکو تمکو دھیلے کے

دیجیے پایا نہ تھا کلیم جواب
چاہیے لے بھلے آپ دانے شتاب

لیکے آئے غرض چنے فورن — رکھدے آگے کھولکر دامن
لانے کو کہہ گئے تھے جو بیٹھے — پر وہ دو مٹھی سے زیادہ نہ تھے
یا تو کم داموں ہی کے لائے تھے — پھنکے دو چار یا نگلے تھے

شیخ جی

مل گیا پیار بارے قسمت سے — بچ گئے بھوک کی تم آفت سے
اک ذرا دیکھو تا کہ سے واللہ — گرم ہیں ابتلک خدا آگاہ
نہیں نرخت پر اچھوتا ہوئے — کچھ عجب سوندھی سوندھی خوشبو ہے
خامے پر بھی حضور والا کے — سنتا ہوں ڈر جاتے ہیں یہ چنے
اب نمک مرچ مل نہیں سکتا — دیکھتے آپ ورنہ اس کا مزا
خستہ پن ایسا سوندھا پن ایسا — ہے کہا ہوں نے بھی کہاں پایا
مرح المختصر کچھ ایسی ہوئے — بڑھ گئے وہ چنے پلاؤ سے بھی
چونکہ از حد کلیم بھوکا تھا — دے گئے وہ چنے اوسی کو غذا
بھیجا پھر شیخ جی نے جاتے ہی — تکیہ اک میلا اک کثیف دری
ہو نہ کیونکر ظیم کو عبرت — کیسی جلدی بدل گئی حالت
عیش منزل میں جو کہ رہتا تھا — ٹوٹی مسجد میں با وہ اب ہے پڑا
بدلے نعمت کے رنج کھانے پڑے — شکر کرکے چنے چبانے پڑے
نہ چراغ اور نہ شمع پائی ہے — نہ بچھونا نہ چارپائی ہے
کوئی مونس ہے نہ کوئی غمخوار — کوئی ناتے اور نہ خدمتگار
نہ بہن ہے نہ ماں نہ ہے بھائی — ٹوٹی مسجد ہے اور تنہائی
اور جو اس مقام پر ہوتا — شب بسر وہ کہیں اگر ہوتا

عقل ہوتی تو اوسپہ تھا لازم ہوتا وہ اپنے فعل سے نادم

پھر کے جاتا ابھی وہ اپنے گھر رکھتا قدموں پر اپنے ہاتھ سے سر

نہ گیا پر اوس کلیم نے عزیز کہ سمائی تھی اوس کے دلمیں اور

یہ بگڑ ہو کے بیخبر سویا خوب پی یعنی تان کر سویا

اُٹھتے ہی سر پہ ہاتھ رکھکر یہ مثل ٹھیک ہے جو سوگئے وہ کھوگئے

بیخبر پا کے لے گیا کوئی دری رومال ٹوپی تکیہ بھی

حال معلوم چور کا نہ ہوا شیخ جی سمجھے کہ اور کوئی تھا

تھی جو کروٹ اودھر ادھر کو لی جسم ہر میں ستون سے گرد بھری

تھی جو چمگادڑوں کی بیٹ زیاد پیٹھ میں اس کی ہو گیا تھا ضماد

رکھکے سر زانو سے تفکر پر دفعتاً بول اٹھا وہ گھبراکر

ہوئی کیسی یہ قلب ماہیت آدمی ہوں کہ بھوت ہوں حیرت

شیخ جی کو ادھر ادھر دیکھا لنگر ان کا کہیں پتہ نہ ملا

تھی وہ مسجد بھی عمدہ ویران نہ جہاں پانی کا تھا نام و نشان

صبر کرکے غرض وہ مرد خدا ہوکے چپ اس امید میں بیٹھا

مرتا جیتا جو کوئی آجائے شیخ جی کو وہ اس سے بلوائے

تھوڑا پانی کسی کو یا سکو آئے ہاتھ منہ دہو کے خود ہی اُن تک جائے

گئی اسطرح دوپہر بھی گزر بارے اک لڑکا آیا اسکو نظر

جیسے ہی ہوئے کہ شکوا صحن مسجد میں وہ غریب آیا

شاد ہو کر بڑھا کلیم ادہر پڑی اس بچہ کی جو اسپہ نظر

برزخ شیخ ایسی تھی کچھ عجیب و غریب ڈر گیا بھوت جانکر وہ غریب

لیب سلو اصلیت کا بدل جانا سند تشکل

گو کہ چیخا کلیم بہت بیمار — اس نے پھر کر ادھر ادھر دیکھا
فاقہ سے رات کے مرنے لگا — شب کا یہ انتظار کرنے لگا
پھر اسی ہیئت کذائی سے — شام کو شیخ جی کے گھر پہنچے
دی جو آواز تو ملا یہ جواب — صبح سے وہ گئے ہیں جناب
اس نے جا کر پھر آخر کار — شیخ جی کے خلوص کا اظہار
کام تھوڑا بہت نکل آئے — پانی منہ دھونے کو تو لیجائے
اک پرانا سا جو تالی بھی — دیدیں شاید کہ شیخ کی بیوی
تا یہاں سے نجات ہو حل — ہوں گئیں اور جا بیٹھے تامل
دل میں لیں گا خوشگوار منصوبے — آپ گھر والی سے کہنے لگے
یہ تو فرمائیے بھلا حضرت — مجھ سے واقف ہیں آپ کیا حضرت
آئی اسکے جواب میں یہ صدا — اپنا نام و نشان بتاؤ ذرا

کلیم

اسی دہلی میں ہم بھی رہتے ہیں — یاں ہم کو کلیم کہتے ہیں
دوستی ہم سے شیخ جی کو ہے — نہیں یہ رسم و رہ کبھی سے ہے
بلکہ یہ ذکر ہے اسی شب کا — کہ میں مسجد میں انکا مہمان تھا

گھر والی

تم وہ تکیہ دری بھی لائے تھے — جو گئی تھی تمہارے سونے کو
نام تکیہ دری کا جیکہ سنا — تب بہت ہی کلیم گھبرایا
فکر و تشویش و پیچ و تاب میں تھا — متامل ابھی جواب میں تھا
آئی اندر سے اسنے میں یہ صدا — ہاں زبردست بیگ اسی لینا

سلہ شکل و حالت پوشیدہ سلہ خبر گیر خواں

اسکی نیت ہے بد ارادہ برا
چھین لاؤ ذرا دری تکیہ

اسنے دیکھا کچھ آؤ تاؤ نہ پھر
تیز تر بس کر گیا کلیم اخر

نہ یہ مسجد تلک ابھی تھے گئے
کہ زبردست بیگ آ پہنچے

غل ہوا ہان پکڑنا چور ہے چور
بس گرفتار کر لیا فی الفور

لاکھ کوشش کلیم نے پھر کی
دوستی شیخ جی کی ظاہر کی

نہ زبردست بیگ نے مانا
چور ہی اس غریب کو جانا

ہو کے پابوس وہ اسیر بلا
شیخ سعدی کا شعر پڑھنے لگا

ای زبردست زیردست آزار
گرم تا کے بماند این بازار

ہو کے مجبور پھر بحال سقیم
کوتوالی مین وان سے آیا کلیم

سامنا کوتوال کا جو ہوا
چھوٹتے نام باپ کا پوچھا

بن گیا بت کلیم تھانے مین
اور لگا جھینپنے بتانے مین

چارنا چار پھر بتانا پڑا
اپنا نام و نشان جتانا پڑا

اس کی حالت پہ ایسی تھی ابتر
نہ ہوا کوتوال کو باور

کوتوال

یہ جناب نصوح نیک انجام
ابھی جن کا لیا ہے تم نے نام

باپ جن کو بتایا ہے تم نے
انکو مین جانتا ہون مدت سے

گھر محلہ پتہ نشان ان کا
تم نے جو کچھ کہا وہ ٹھیک کہا

بڑے بیٹے کا بھی ہے نام یہی
پر تعجب کا ہے مقام یہی

وہ تو معروف آدمی ہے ضرور
شاعری مین کلیم ہے مشہور

دیکھو تم اپنی حیثیت تو ذرا
سر پہ ٹوپی نہ پاؤن مین جوتا

۵ بنئے بہا گا۔

کس طرح پھر ہو یہ مجھے باور	تمکو سمجھوں کلیم میں کیونکر

ایک پولیس کے جوان سے مخاطب ہوکر

یہ حوالات میں رہی شب بھر	ہو گی تفتیش اسکی وقت سحر
ان کے والد سے جب کردں تحقیق	تب ہو انکے بیان کی تصدیق

کلیم

سن کے یہ کوتوال سے رویا	خاک مسجد کو رخ سے یوں دھویا
ہوا گویا پھر اس طرح وہ حزیں	گر مرے کہنے کا یقین نہیں
کہ وہی بدنصیب ہے بندا	شعر گوئی میں جیکا ہے شہرا
گر اشارہ ذرا بھی پاؤں میں	فکر تازہ سے کچھ سناؤں میں
تھے جو آمادہ بہ شوق تمام	کہ سنایا غرض کچھ اپنا کلام
کی رعایت یہ کوتوال نے پھر	دو جوان ساتھ کر دئے آخر
ان سے بولا دیکھ تم انکے رفیق	کرو جا کر نصوح سے تصدیق
ہو جو ثابت کہ ہیں یہ انکی پسر	چھوڑ آنا نصوح کے گھر پر
ورنہ قید انکو رات بھر رکھنا	چل نہ دیں یہ کہیں خبر رکھنا
باپ کے آگے اس طرح جانا	شاق بےحد کلیم پر گذرا
کر ہی کیا سکتا تھا پہ وہ مجبور	پھر وہیں جانا پڑا پدر کے حضور
گھر میں لگتا تھا کم نصوح کا دل	اسکی عادت میں بس یہ تھا داخل
ایک مسجد تھی اسکے گھر کے قریں	پڑھتا تھا روز یہ نماز وہیں
صحن میں اک چمن بھی تھا شاداب	جو ارم کا تھا مختصر سا جواب
بیچ میں ایک چبوترہ معقول	جسقدر عرض اسقدر تھا طول

مرتفع خوشنما مقام فضا
پست تھا جس سے اوج بام فضا

تھا ہمیشہ نصوح کا دستور
کہ عشا کی نماز پڑھکے ضرور

چاندنی راتوں مین وہ نیک انجام
کرتا تھا اُس چبوترہ پہ قیام

دیکھتا تھا بہار صنعت حق
ہوتا تھا وہ نثار صنعت حق

ہر گل و برگ پر وہ کرکے نگاہ
کہتا تھا لا الہ الا اللہ

محو تفریح جب اُسے پاتے
کچھ نمازی بھی جمع ہو جاتے

تب نصائح نصوح کرتا تھا
پندسے کان اُنکے بھرتا تھا

تھے ابھی چند سامعین آئے
کہ سپاہی کلیم کو لائے

کچھ عجب حسن اتفاق یہ تھا
ہو گیا سر غرور کا نیچا

تھے جو نزد کلیم اس سے حقیر
کرتے ہین طاعت خدائے قدیر

کرکے یا محنت اور مزدوری
کھاتے ہین وہ حلال کی روٹی

اُنہیں بھیک منگوں کے آج آگے
یون حراست مین ہین کلیم کھڑے

سر پہ ٹوپی نہ پاؤن مین جوتا
خاک مین ہے تمام جسم اٹا

نہین دو وقت سے جو کچھ کھایا
کیا ذری سا ہی منہ نکل آیا

ایک ہی دن مین غم سے ہے جو بڑے
حلقے آنکھوں مین ضعف سے ہین پڑے

یون جو بیٹے کو باپ نے دیکھا
تیر سا اک جگر مین جا کے لگا

پھٹا سا اس کا دل اگر ہوتا
خوب ہی ڈاڑھین مار کر روتا

ہے تقدس نصوح کا ظاہر
ابتلا اللہ پر وہ ہے شاکر

بجز افسوس اور کیا کرتا
بھر کے اک آہ چرخ کو دیکھا

یعنے چند ملہ کو کہتا ہے ۳ کلمہ شہادت یعنے نہیں ہے کوئی پیدا کرنیوالا
سوائے اللہ کے ۳

سپاہی

یہی ہیں بیٹے وہ آپکے ہیں حضور   شہر میں جو کلیم ہیں مشہور

نصوح آنکھیں جھکا کے

اس سے انکار کر نہیں سکتا   غلط اظہار کر نہیں سکتا

یاد ہے تم کو نوح کا قصہ   اُس نبی خدا پہ کیا گزرا

جب سُنا یہ سپاہیوں نے کلام   ہوئے رخصت وہ اسکو کر کے سلام

رفقا گئے نصوح نے آخر   پاس بُلا لیا کلیم کو پھر

نصوح

دو جواب اس کا تم کلیم ذرا   کونسا تھا میرا قصور ایسا

جس سبب سے تم اے مرے دلدار   میری صورت سے ہو گئے بیزار

غالباً اس کو تم بھی مانو گے   جو میں کہتا ہوں ٹھیک جانو گے

کہ جہاں میں محبت اولاد   ہوتی ہے باپ ماں کو حد سے زیاد

اُسی الفت نے کی تھی یہ تحریک   ہوا اسدم جو میں تمہارا شریک

درد دل میں اگر نہ پاتا میں   کیوں تمہیں قید سے چھڑاتا میں

وہی الفت اس امر پر بھی سدا   مجھکو مجبور کرتی ہے بیٹا

دلکو کیونکر میں اپنے جلنے دوں   اور تمہیں ایسی راہ چلنے دوں

جو کہ ہو موجب غم ابدی   وجہ ہو دائمی تباہی کی

تب کہا بیٹے تم مصیبت اُٹھاؤ   کچھ مرے واسطے کما کر لاؤ

گر میں فرمائش ایسی بھی کرتا   تو یہ حق تم پہ مجھکو حاصل تھا

میری خواہش ہے جس بھلائی کی   وہ تمہارے ہی کام آئے گی

تم ہو افسوس کسقدر نادان
ہان ہین اک بات یہ بھی سنتا ہون
اس کی تردید مین نہین کرتا
مگر اسبات کو ذرا سمجھو
جاتے ہو جس طرف ہے تم رجحان
اور نہ اسپر پڑے تمہاری نگاہ
نہ کلام اوسکا تم سنو ہیہات
ہے جنون طاعت اسکی کیون نہ بجا
رزق جو سب کا دینے والا ہے
سب ہین جسکے مطیع اور منقاد
کی عطا جس نے ہمکو گویائی
ہین زمانہ مین جسقدر اشجار
ہے سمندر مین جسقدر پانی
انس و جن و ملائکہ باہم
فضل و احسان لطف باری کا
کیون رجحان ہے واقعی یہ بار۔
مانتا ہے قضا کو ہر انسان
پر ابھی کل کی بات ہے بیٹا
کیون تمہارے ہی سامنے یعنی
عالم و جاہل و غریب و امیر

دوست کو جانتے ہو دشمن جان
تم سمجھتے ہو کچھ مجھے ہے جنون
حرف تشخیص پر نہین دہرتا
کوئی دیوانہ ہو کہ پاگل ہو
ہو اسی راستہ مین کوئی کنوان
وہی پاگل کرے تمہین آگاہ
عقلمندی کی یہ بھی ہے کوئی بات
جو کہ ہے خالق زمین و زمان
جو خبر سب کی لینے والا ہے -
چاند سورج ستارے ابر و باد
جس سے آنکھون نے روشنی پائی
اگر اون سب کی ہون قلم تیار
ہو سیاہی وہ کل اگر پانی
حشر تک وصف حق کرین جو رقم
ایک شمہ بھی ہو سکے نہ ادا
کہ ہر اک ذی حیات کو ہے ممات
اس سے انکار کی مجال کہان
اسی دلی مین آئی تھی جو وبا
ہٹے کٹے قوی بھلے چنگے
سینکڑون کو دکھ و جوان دیکھے

سلہ پہچانتا سلہ ماننے والا سلہ عقلمند۔

دیکھتے دیکھتے فنا ہوئی سب
ہدف ناوک قضا ہوئی سب

سچ ہے اللہ کا سدا ہے نام
نہین اس کے سوا کسی کو قیام

موت سے زور چل نہین سکتا
وقت آیا تو ٹل نہیں سکتا

یون تو برحق ہے اکدن مرنا
حشر مین بعد مرگ کیا ہوگا

ہے وہی زیرک وعقیل فہیم
بس وہی ہوشمند بھی ہے کلیم

اس معمے کا حل جسے سوجھے
اس پہیلی کو جو کوئی بوجھے

دے جواب اسکا جو کوئی معقول
کرے عقل سلیم جسکو قبول

خلق انسان کی کچھ تو ہے علت
متعلق ہے کوئی تو خدمت

صرف اسکا اگر یہی ہے کام
پیٹ بھر کے کیا کرے آرام

خرد و ہوش اس لئے ہے پائے
سرد و گرم جہان سے خود کو بچائے

عقل حیوانون مین بھی ہے اتنی
رہے تخصیص خاک پھر باقی

گو کہ حیوان خرد سے ہین خالی
اور انسان کی عقل ہے عالی

کب ہے یہ اقتضائے انسانی
ذرہ واری نہ اپنی گر جانی

ہوا یہ سن کے جوش دینداری
گریہ تھا سامعین پر طاری

تھا مگر اک کلیم کا وہی رنگ
نہ رد و میخ آہنی در سنگ

سرنگون عالم سکوت مین تھا
وہ تو فکر لباس و قوت مین تھا

پھر مخاطب کلیم سے ہوکر
ہوا گویا نصوح نیک سیر

حال دل اپنا بھی کرو ظاہر
کیا ارادہ ہے کچھ کہو آخر

کلیم

دین بس اتنی اجازت آپ مجھے
چند چیزین منگالون مین گھر سے

ے سننے والے سے نہین جاتی میخ لوہے کی پتھر مین مثلہ سر جھکا کے خاموشی

نصوح

واہ ان عارضی ضرورتون کا — تمکو یہ انتظام ہے بیٹا

دین کی جو بڑی ضرورت ہے — کسقدر تمکو اُس سے غفلت ہے

اُدن میرا ہے تمکو کیا درکار — کہ تمہارا ہی وہ تو ہے گھربار

اب چلو میرے ساتھ وان بیٹا — منتظر ہے تمہاری مان بیٹا

ہے یہ انصاف سے میری جان دور — وہ سزا پائے اور کرون مین قصور

کلیم

مین سمجھتا تھا یہ خطا ہو معاف — نہ یہ کہنا ہے کچھ ادب کے خلاف

بلکہ سب کے گریز سے ہر بار — ہوتا تھا میری رائے کا اظہار

مگر اب چپ رہے نہین بنتا — بے زبان سے کبھی نہین بنتا

اب تو اس گھر کے کچھ دنونسے حضور — ہین طریقے نئے نئے دستور

ہے نرالا یہ شوق دینداری — نئے احکام ہوتے ہین جاری

یہ بھی مشہور خاص و عام مین ہے — آپکو کد اس انتظام مین ہے

ہر کسیکو مخالفت ہو اگر — کیسے ہو سکتی ہے کب اسکی بسر

مین تو یہ چال چل نہین سکتا — وضع اپنی بدل نہین سکتا

جبکہ اسپہ ہون جو مین راضی — کہ مری چھنی جائے آزادی

تف ہے پھر میری عزم و ہمت پر — اور نفرین ہے میری غیرت پر

نہین اس مین کلام ہرگز زنہار — کہ حضور اپنے گھر کے ہین مختار

وہی ہو سکتا ہے مگر پابند — جسکو یہ انتظام آئے پسند

تا وہ اشخاص بدلین اپنے خیال — ہو نہ جسکو مخالفت کی مجال

اور مین دونون شغلونسے فارغ ہون — کام مین کیون کسی کے حارج ہون

عاقبت آئی ہے اس مین نظر — یہی بہتر ہے چھوڑ دون مین گھر
کھین ہی سی ہون تو مین رخصت — دیکھ ہی لیجئے گا پھر حضرت
ہو گیا یہ حقیر کیا سے کیا — مین ابھی منہ سے کچھ نہین کہتا
سُنئے ارشاد بھی وہ حضرت کا — جو کہ محتاج ہو ہدایت کا
گھر مین اس شرط سے ہون چل سکتا — وقت میرا ہے یون بدل سکتا
عہد یہ کرکے پھر نہ توڑین آپ — میری حالت پہ مجھکو چھوڑین آپ

نصوح

چھینے لیتے ہو تم سنو تو سہی — اختیارات منصب پدری

کلیم

نہین رہنا ہے بلکہ میرا شاق — کئے دیتے ہین آپ مجھکو عاق
بعد کچھ دیر کے وہ مرد خدا — گھر کے جانیکے قصد سے اٹھا
نیت اُسدم نصوح کی یہ تھی — ساتھ لیتا چلے کلیم کو بھی
یہ ارادہ کلیم تاڑ گیا — کی جو اک جست وان سے صحن مین تھا
صحن مین بھی نہ ٹھیرا یہ دم بھر — نظر آیا احاطے سے باہر
پھر جو لوگون نے دوڑ کر دیکھا — تب یہ بازار کے سرے پر تھا
ہوئی کچھ حالت نصوح عجیب — ہکا بکا سا ہو گیا وہ غریب
اسکے جانیسے قبل اسکے گھر — پہنچی تھی یہ کسی طرح سے خبر
عید تھی آمد کلیم کی وان — مضطرب تھے خوشی مین پیر و جوان
تھی جو تشویش ماں کے دل مین بڑی — کوکھ پکڑے قریب در تھی کھڑی
نکلی پڑتی تھی پردہ کے باہر — اتنے مین آگیا نصوح اندر

نصوح

فہمیدہ

ہوگئی اسکو دیکھکر وہاں سے	اور گھبرا کے یہ لگی کہنے
کیوں نہ سب نے کلیم کو لائے	خوب سمجھی ہیں اسکو چھوڑ آئے

نصوح

وہ تمہارا کلیم اگر ہوتا	گھر میں رہتا نہ دربدر ہوتا
باپ بھائی کا وہ کہا کرتا	کوچۂ ذلت میں کیوں قدم دہرتا

فہمیدہ

اب بہت مضطرب ہے قلب و جگر	جلد دکھلا دو مجکو ایک نظر
سنتی ہوں میں یہ شکل ہے اسکی	سر سے لٹپی نہ پاؤں میں جوتی
بھر گئی ہوگی خاک بالوں میں	چبھ گئے ہونگے تلووں میں کنکر
کون ہے وہ موئے سپاہی تھے	مرے بچے کو جو پکڑ لائے
وہ موا کوتوال بھی درگور	سمجھا تھا کیا مرے کلیم کو چور

نصوح

کیسی باتیں ہیں کہو تو عقل کدہر	ساری آواز جاتی ہے باہر
کیا تمہیں ہو گیا ہے کچھ خفقان	میری ساتھ آؤ کیوں کھڑی ہو یہاں
اسی الفت نے تو کیا برباد	مفت میں ہاتھ سے گئی اولاد

فہمیدہ

پاس ابھی تو تمہارے بیٹھا تھا	پھر کدہر چلدیا کلیم میرا

نصوح

میری جورو کو بھی نہیں یہ خبر	کر گیا ہے وہ بدنصیب کدہر

کوئی بندے کو علم غیب نہیں — پوچھکر مجھ سے کیا گیا ہی کہیں

رہی عزت بزرگوں کی خاک تک آج — گئی ہفتاد ولپشت کی ناک آج

کب ہوں گھر سے نکلنے کی قابل — منہ دکھانا ہے شہر میں مشکل

یا اسی کو خدا ہدایت دے — یا مجھی کو اُٹھالے دنیا سے

فہمیدہ

ایسی حالت میں جب اُسے پایا — صبر کس طرح سے تمہیں آیا

نصوح

جس طرح سے بنا رہا خاموش — اس کی گستاخیوں پہ ای ذکی ہوش

فہمیدہ

لیکن اتنا نہ ہو سکا تم سے — تم اُسے میرے پاس لے آتے

نصوح

اسکے پہلے تم اسکو لا نہ سکیں — کیوں میرے پاس تک بلا نہ سکیں

ماں نہیں تم بھی نہ کس لئے ٹوکا — کیوں نہ جا کے تب اُسے روکا

فہمیدہ

مجھے کیوں اپنی دیتی ہو نسبت — تم کہاں مرد میں کہاں عورت

نصوح

پوری ہوئی تمہاری تب منی — لڑتا میں اس سختی سے جب کشتی

یوں ہی سمجھا بجھا کے بہلا کر — اپنی بی بی کو لے گیا اندر

کر دی یہ بات اسکے ذہن نشین — رونے دھونے سے کچھ حصول نہیں

چاہئے ہے رجوع دل سے دعا — کہ اُسے با مراد لائے خدا

جب یہاں سے گیا کلیم اُدہر — قصد کرتا تھا جائے خالہ کے گھر

گرد میں وہ چلا گیا ہوتا — اسکے حق میں یہی بھلا ہوتا

مل گئے راہ مین بہیان فطرت
کیا کرون اونکی مین بیان فطرت

گو کہ تہی یہ برادر سسم زاد
گر ان سے نصوح کو تہا عناد

چونکہ آپس مین رشتہ داری تہی
کچہ نئی راز اس لئے نہ تہا مخفی

کب نہان تہا نصوح کا یہ خیال
ظاہر اصلاح خاندان کا تہا حال

پیش آئین جو تہین کہ شر
سب تہی فطرت کو رتی رتی خبر

غرض اس کو کلیم بدکردار
نظر آیا جو یون سر بازار

تن پہ کپڑا نہ پاؤن مین جوتا
تب تو حضرت نے چہیڑ کر پوچہا

کیا ارادہ کلیم حج کا ہے
جو یہ احرام[ف] ابہی سے باندہا ہے

کلیم

نہین احرام حج ہے اے حضرت
بلکہ احرام رخصت ہجرت

فطرت

واہ بہائی نصوح کیا کہنا
نہین تم سے کسیکو بہی لہنا

ایسے لائق ہے یہ سلوک و عناد
ہم تو ہے غیر یہ تو ہو اولاد

بد مزاجی ہی نہ گر ہوتی
کیون نہ ملجل کے پہر بسر ہوتی

کہائے مین تاؤ پیچ آپ ہی آپ
کنبہ والون سے میل ہے نہ ملاپ

طور دنیا سے ہے الگ نکالا
عمر کے ساتھہ بڑہتا ہے غصہ

آفرین ہے تمہاری مانگو مگر
ایسے موذی سے کر رہی ہی بسر

بہائی تم لوگون کی مصیبت پر
راتدن روتا ہے مرا جگر

خون کے جوش کی یہ وجہ ہی سب
ورنہ باہم ہی ملنا جلنا کب

خیر اتنا تو کردو مجہے بیان
ایسے حالت مین جا رہی ہو کہان

[ف] حج مین جو لباس پہنا جاتا ہے وہ ایک کپڑا ہوتا ہے سر کہلا ہوتا ہے یہ ہیئتی کہی ہے

کلیم

قصد ہے جاؤن خالہ جانکے گھر | پھر وہان سے کرون مین عزم سفر

فطرت

باپ کا ڈر تمہارے ہو گا نہین | دیکھیے اپنے گھر مین گھسنے بھی دین

کلیم

واہ ہو سکتی ہے یہ بات کہین | نہین اون سے تو یہ امید نہین

فطرت

روک سکتی ہے کیا وہ ذات شریف | خود ہی لیجائین گے وہان تشریف

کلیم

نظم

کچھ نہین اونسے دور ہو بیشک | خدشہ یہ ضرور ہے بیشک
غیر سمجھو جو مجھکو تو ہے ستم | کوئی دشمن نہین تمہارے ہم
ہوتی آپس ہی مین تو کھٹ پٹ | اور پھر مل بھی جاتے ہین جھٹ پٹ
اپنو ہی سے گلا بھی ہوتا ہے | شکوے ہی مین مزا بھی ہوتا ہے
درد مجھکو تمہارا جو ہو گا | خالہ خالو کو ہو نہین سکتا
ابھی عرصہ نہین کچھ اسکو ہوا | ہیضہ بھائی کو صبح سے تھا کیا
دن مین دو تین وقت اودھر جاکے | پوچھ آتا تھا مین خبر جاکے
تمہاری ہے اماجان سدا | پوچھا کرتی ہین حال سب اُن کا
نہین دل کو ہے اب شکیبائی | کہ گوارا کرون یہ رسوائی
ایسی حالت ہین مین بھلا کیونکر | جانے دون تمکو خالہ جانکے گھر
آؤ تم سب کے ساتھ آؤ میان | کرو آرام شبکو میرے یہان
ایسا ہی ہے تو صبح کو جانا | اپنی خالہ کے گھر مین ہو آنا

سرکے باندھ ہو مرادو پہ تو
کرگئے یون لگی ٹھیکہ آو بہگت
پھر طلبن مین نصوح کے آخر
باپ مان کو کلیم بھول گیا
جب سے تھی اسکی چھیڑ چھاڑ شروع
تب سے تھی یہ کلیم کی حالت
اسکا دل کسطرح سے ہوتا صاف
اب جو فطرت نے اپنی فطرت کی
اور اسنے ملائی ہان مین ہان
ابتو پھر النصوح فرزانہ
آجتک خلاف لڑکو کا تھا
فطرت بیجا کی تھین گھاتین
باپ کے سب نصایح بیہودہ
دلمین اپنے کلیم یہ سمجھا
میری رخصت ہوئی تھی دلسی ودر
حالت اس دن کلیم کی یہ تھی
چیختا تھا پدر سوے جنت
اسطرف خود کلیم راغب تھا
لیجاتا تھا اسے نصوح جدہر
سختیان قہر کی بلا کی تھین

سو جنتے کیا ہو میرے ساتھ چلو
لے گیا گھر کلیم کو فطرت
کی مدارات ایسی اور خاطر
ہوئی ایسی خوشی کہ بھول گیا
باپ اصلاح حال پر تھے رجوع
اپنے گھر بھر سے تھی اسے نفرت
کہ نصیحت مزاج کے تھی خلاف
دلدہی خوب ہی کی حضرت کی
خوش ہوا اسنے دلمین وہ نادان
احمق و سخت گیر و دیوانہ
دشمن اب باپ کو سمجھنے لگا
کہین کچھ ایسی ملی کٹی باتین
دشمنی پر کمر کسے ہو گئے
حیلہ تھا اک خدا پرستی کا
گھر سے تھا نکالنا منظور
کہ مجلس مین تھا وہ مخالفونکی
اور گمراہ کرتا تھا فطرت
اس سے فطرت فریق غالب تھا
سخت دشوار تھی وہ راہ گذر
مشکلین زہد و اتقا کی تھین

له عظمت نه ظالم نه بے کیئے له پرہیزگاری۔

اور جدہر جاتے تھے میاں فطرت
تھی وہ اک راہ عیش اور عشرت

جس میں ہر ہر قدم پہ راحت تھی
عیش و آرام تھا مسرت تھی

الغرض جب کلیم و فطرت ادہر
یوں رہے جسطرح سے شیر و شکر

ماجرا یہ نصوح نے بھی سنا
حد سے بڑھ کر اُسے ہوا صدمہ

اس سے فطرت کو جو عداوت تھی
غم کی یہ وجہ تھی نہ غائب تھی

جانتا تھا نصوح بیباک ہے وہ
مجرم خالق ہے دشمنی عباد و

مگر اسکا غلط نہ تھا یہ گمان
کہ یہ فطرت ہے ثانی شیطان

اور کبھی وہ خراب جائے گا
کبھی اصلاح پر نہ آئے گا

تھا جو آسودہ گھر میں فطرت کے
سبھی سامان تھے یوں تو راحت کے

اسکی مرضی کی پر کتابیں نہ تھیں
اسلیئے رہتا تھا کلیم حزیں

اسنے فطرت سے ایکدن یہ کہا
خالی بیٹھے سے دل ہے گھبراتا

آپ کا اذن پا اگر پاؤں
کچھ کتابیں میں گھر سے منگواؤں

فطرت

باپ سے کیا امید تھی یہ یقین
کہ رعایت وہ اتنی سی بھی کریں

ہاں جو سنتیں تمہاری ماں یہ خبر
کبھی کرتیں نہ وہ دریغ مگر

خیر ٹھیرو ابھی میں جاتا ہوں
اور کتابیں تمہاری لاتا ہوں

اس سے بس کہکے یہ بعجلت
پہنچے گھر تک نصوح کی فطرت

کرلیا یہ کسی سے استفسار
وہ کتب خانہ ہی ہوا فی النار

اُف رے شعلہ زبانی فطرت
اُف رے آتش بیانی فطرت

اسطرح دی کلیم کو یہ خبر
کہ وہ اور آگ ہو گیا جل کر

سلہ بند سے سلکہ آگ میں

بھڑکا تھا شعلۂ غضب ایسا — اس گھڑی گر نصوح مل جاتا
کرتا پاس ادب نہ وہ مردک — پیش آتا بری طرح بیشک
پھر بھی جو منہ مین آیا اوسکو کہا — کچھ زبان سے اٹھا نہین رکھا
دفعتہً ہو گیا یہ پھر خاموش — آگیا دلمین انتقام کا جوش
کی جو اسنے صلاح فطرت سے — وہ یہ بولا بڑی محبت سے
اسکا بدلا ہے سب سے یہ بہتر — گاؤن پر قبضہ کر لو تم جاکر
ہوگا ہم فرہم تو اب یہ کام — ہے قبالہ مین بھی تمہارا نام

کلیم

گو بظاہر درست ہے یہ خیال — پر مری رائے میں ہے امر محال
قبضہ انکار تم انہین کی ہے — نام درج قبالہ فرضی ہے
انہین حضرت کے نوکر اور چاکر — سب مسلط ہین گاؤن کے اوپر

فطرت

تم سے اس سہل کام کا مری یار — جب سر انجام ہوتا ہے دشوار
پھر اس آفت مین خود کو ڈالا کیون — تم نے گھر سے قدم نکالا کیون
اتنا موقع اگرچہ پاتا ہین — سیر اسکی تمہین دکھاتا ہین

کلیم

فرض کیجئے یہ اے حضرت — کر بلجائے کلیم ہین فطرت

فطرت

قرض کر کے نکلے گا کیا کام — کردو تم منتقل مرے نام
یون جو اک انتقال فرضی ہو — میری حالت تمہاری ایسی ہو

کلیم

ملک فرضی کا انتقال اگر | ہے یہ کار آمد اے خجستہ سیر
پھر تو اک گاؤن کیا مین حاضر ہون | سلطنت روم کی کہو لکھون

فطرت

نفع اس مین نہین تمہارا اگر | کہو کرتے ہو بیع کتنے پر

مصوح

بیعنامہ ابھی لکھا لیجئے | پس فقط سو روپے مجھے دیجیے

فطرت

سو نہین بلکہ اک ہزار روپے | لیجیئے نقد بندہ دیتا ہے

کلیم

لائیے لائیے ابھی بیجا | آپ مجھسے مذاق کرتے ہین کیا

فطرت

سنتے ہی فطرت نے منہہ کو موڑا | رکھدیا لا کے سامنے توڑا
ہوا فوراً اُدھر روپیہ کا شمار | بیعنامہ ہوا ادھر تیار
اپنے دل مین کلیم پھر سوچا | مفت کا مال یہ بلا اچھا
بات کی تہہ مین دیکے توڑی اسدم | چھین کر کے نہ پھیر لین یہ قسم
اب توقف ذرا نہ یان کیجیے | اس سے بہتر یہی کہ چل دیجیے
دابکر پھر بغل مین وہ توڑا | مڑ کے دیکھا نہ پیچھے گھر چھوڑا
وان توقف نہ اکدم بھی کیا | چاندنی چوک مین دم آکے لیا
ایک کمرہ نفیس وان لیکر | اور کرایہ بھی پیشگی دے کر
جمع کرنے لگا یہ شوق تمام | جملہ اسباب راحت و آرام
ہوا موجود ہر محل دم مین | فرش فانوس جھاڑ مرنگین

دوسرے روز کے لئے پھر ا — کیجئے اک مشاعرے کی بنا
بعد ازان ولگی کا ڈھنگ بھی ہو — کچھ نہ ہوگا نا بھی اوج رنگ بھی ہو
تھا جو شوق گرم اہتمام کلیم — رقعے لکھ لکھ کے ہوئی تقسیم
دوسرے دن غرض دم موعود — ہوئے احباب دوست آ موجود
بیحیائی کا ان کی کیا ہے شمار — بے طلب آئے شیخ ظاہر دار
سخت احمق کلیم تھا جبتک — لیجئے صاف ہو گیا مردک
یونہین جلسے رہے جو آٹھ پہر — دو مہینے ہوئی مزے مین بسر
نہ رہا کچھ بھی پاس آخر کار — ہو گئے خرچ پورے ایک ہزار
بنئے بزاز درزی اور قصاب — باقی انکا تھا پہلے ہی بے حساب
خرچ جاڑے کا کب تک تھا پڑا — نوکرون کا بھی تھا دو مایہ چڑھا
ابتو نوبت پہونچ گئی یہانتک — قرض آتا تھا آٹا دال نمک
پس تقاضے شروع ہونے لگے — عقل و ہوش و حواس کھونے لگے
لاٹے لاٹے کی تھی جو پیکار — بیٹھنا گھر مین ہو گیا دشوار
آخر کار اب ہوئی یہ گت — آ لگی اسباب بکنے کی نوبت
قرضخواہون کا رہتا تھا جو ہجوم — در دولت پہ مچ رہی تھی دھوم
ایکدن دل مین اپنے ٹھانی ٹھان — بھاگ ہی کر کہین بچا دن جان
نوکرون سے ہوا یہ راز فشا — گھر کے بھیدی ہی ڈھاتے ہین لنکا
گھر سے نکلے ہی تھے بدلکر بھیس — چھوڑ کر دیس جاتے تھے پردیس
کوئی ڈگری تھی آپ پر جاری — ہوئے وہ باعث گرفتاری
پھر سپاہی یونہین حراست مین — لیکے پہونچے ادھر عدالت مین
وان پہنچتے ہی آپ سے پہلے — ہوئی نذر پھر آپ سے چیلے

اشکون سے منہ کلیم دھونے لگا
باپ کو دیکھتے ہی رونے لگا

کچھ ندامت کا بھی تھا دلپر اثر
اور کچھ تھا سپاہیو نکا بھی ڈر

مثل تصویر بس خموش رہا
کچھ بھی اُسنے نصوح سے نہ کہا

لائے تھے جو نصوح یان تشریف
اسکے باعث یہی تھی ذات شریف

بیعنامہ جو اُس سے لکھا تھا
سارا طومار یہ اُسی کا تھا

ذوالفطرت نے تھا اس آفت مین
کہ نصوح آیا تھا عدالت مین

پیچ ایسا مقدمہ مین پڑا
فیصلہ سیدھے کا ہوا اُلٹا

لے گیا بازی اسنے چل گیا داؤن
پایا فطرت نے دس ہزار کا گاؤن

اسی باعث سے باپ بیٹے کا
آمنا سامنا یہان پہ پڑا

ہوئے باہم کو جواب و سوال
پر کھلا ایک پہ دوسرے کا حال

پھر ہر ایک اپنی اپنی راہ گیا
گھر کو باپ اور جیل کو بیٹا

اسنے ہر چند جا کے محبس مین
منتین کین ہزارون دین قسمین

ہوتا ہے حارسین کا دل سخت
رحم کرتے ہین کسپہ یہ کمبخت

کچھ رگیدا کلیم کو ایسا
سارے عیش و نشاط بھول گیا

باپ اُس بیکسی مین آئے یاد
ہوا نادم وہ خانمان برباد

خود ہی اپنے کئے کا کرکے خیال
گو کہ مایوس تھا وہ بدافعال

بھیجا خط لکھکے اپنے سیدھے پدر
بھیک سے مرتا کیا نہ کرتا مگر

خط

مجکو حیرت ہے کون ہون کیا ہون
خط یہ کیا ہے کسکو لکھتا ہون

بلکہ مجکو یقین ہے حضرت
آپ کو ہوگی اُسکی بھی حیرت

یہ تو ہے بے شرمی اور بیحیائی کی
اتنی گستاخی اتنی چالائی

اور حضرت سا واجب التعظیم
جسکی نسبت کہے یہ رب کریم

بعد سجدہ وہ باپ ہی ہوتا
جسکو دیتا میں حکم سجدہ کا

مجھ سا پھر نا بکار نا ہنجار
مجھ سا پھر بد خصال و بد کردار

مجھ سا مردود ثانی شیطان
ہوگا دنیا میں اور کون انسان

جس نے حکم آپ کا سدا ٹالا
بعد مرنے کے ہوگا منہ کالا

جس نے پروا کچھ اسکی کی نہ ذری
کر دیا قطع رشتہ پدری

پھر یہ لکھتا ہوں کیا میں نافرجام
کب یہ بیٹے کا خط ہے باپ کے نام

بلکہ ہے ایک معذرت نامہ
سرنگوں ہے حجاب سے نامہ

یا ندامت کا اپنے ہے اقرار
یا کہ حاجت کا اسمیں ہے اظہار

یا کوئی عفو کا نمیقہ ہے
یا کوئی توبہ کا وثیقہ ہے

ایک گنہ گار کی طرف سے حضور
ایک خطاکار کیطرف سے حضور

نامہ ہے روسیاہ کا بے کلیم
جسکی آمد کا منتظر ہے جحیم

اُس کریم کے نام ہے تحریر
اُس معظم کے نام ہے تحریر

جو ہے جود و کریم و خلق عظیم
نیک نفس اور بردبار و حلیم

مہربان محسن و ولی نعمت
کنبہ پرور کریم ذی ہمت

اُف مری ذلت اور رسوائی
جس کی نوبت یہاں تلک آئی

رنج میں غم میں آفتوں میں پھنسا
آپ [illegible] کی [illegible] تھا پھنسا

نہ شکایت نہ شکوہ اور نہ گلا
پایا بھی ویسا ہی کیا جیسا

معذرت کر رہا ہوں میں ہر چند
نہیں ہوتا پہ دل مرا خرسند

نہ مجھے [illegible] ہے
نہ ندامت سے کچھ تسلی ہے

[illegible] بخش [illegible]

اُس خدا پر فقط بھروسہ ہے
وہ خدا جو ہے افضل و برتر
دیتا ہون آپ کو اسکی قسم
ہون گنہگار گو کہ ہون مردود
کیجئے میری مدد اس آفت مین
قید غم سے مجھے چھڑا دیجئے
اجر اللہ دے گا حد سے زیاد
رحم اب اس غلام پر کیجئے
کل تلک آئی حضور اگر نہ رقم
خط مین جودت کلیم نے دکھلائی
فقرہ پہ توبہ ریائی کا
تھی وہ تحریر قیمتی ایسی
پر وہ خط بھیجنا بھی تھا مشکل
جیل خانہ مین ایک سپاہی تھا
جب فراغت وہ پہر سے پاتا
شاعری پھر کلیم کی کام آئی
کرکے منت بہت سپاہی کی
باپ نے دیکھتے ہی وہ تحریر
چوکنے والا تھا کلیم بھلا
پانچسو کی جبکہ پہنچا تم نے
اس طرح سے بچا لئے دو تین

جو کرم و رحیم دیکھتا ہے
جسکا مجرم ہون آپکے بڑھکر
کیجئے مجھپہ لطف و رحم و کرم
باب توبہ مگر نہین مسدود
آئی آڑی اس مصیبت مین
سات سو بھیجکے مول لیجئے
ایک قیدی ہوا اگر آزاد
صدقہ خیرات جانکر دیجئے
چل بسیگا کلیم سوئے عدم
شاعری اسکی آج ہی کام آئی
خوب مضمون ہاتھ آیا تھا
سات سو کی تھی درشتی شدی
فکر قاصد مین مضطرب تھا دل
وہ ذرا حرف آشنا بھی تھا
دل کوئی قصہ پڑھ کے بہلاتا
اسی ذریعے راہ و رسم بڑھائی
خط کے لیجانے پر کیا راضی
بھیجدی کل رقم بلا تاخیر
دے گیا پھر رفیح کو حکم
سات سو اپنے باپ سے لیجیے
چھوٹتے ہی لگی سفر کی لو

کرکے سلطان جلد تھوڑا سا	دولت آباد کا لیا رستا

فصل یازدہم

کلیم نوکری کی جستجو مین دولت آباد گیا اور فوج مین بھرتی ہوگیا لڑائی مین زخمی ہوا اور مردون کی طرح چار کہارون پر لدکر دہلی آیا

ایک چھوٹی سی یہ حکومت ہے — پنج چھ لاکھ کی ریاست ہے
نوجوان ایک حکمران ہے رئیس — شہدے لچے ہین سب رفیق جلیس
رات دن محو عیش و عشرت ہے — ناو تین بدخراب خصلت ہے
سیکڑون اس مذاق کے انسان — جمع آ آ کے ہوگئے تھے وہان
تھا کلیم ان امور سے آگاہ — دولت آباد کی لی اُسنے راہ
منزلین قطع کرکے پہنچا جہان — کرکے ٹھیک اپنا ظاہری سامان
اک سرا مین کہین قیام کیا — سب امیرانہ اہتمام کیا
دل جو مدح رئیس پر تھا رجوع — اک قصیدہ کیا تھا اسنے شروع
تھا سفر مین بہت کچھ اسنے کہا — ختم اب کردیا جو باقی تھا
صاف کرکے قصیدہ کو آخر — در دولت پہ یہ ہوا حاضر
پر جو ہیرے تھی شامت اعمال — باپ کی ناخوشی کا بھی تھا وبال
نہ ہوئی کارگر کوئی تدبیر — تھی جو تا فخ خرابی تقدیر
اس ریاست کا سنئے اب احوال — کہ بُرے کام کا بُرا ہے مآل

نہ وہ کلچھرے تھے نہ عیش و نشاط — کچھ دنوں قبل اولٹ چکا تھا بساط

کب رزیڈنٹ سے چھپا تھا یہ حال — کھل چکے تھے رئیس کے افعال

بس گورنر کا حکم منگوایا — دولت آباد مین یہ خود آیا

خاک مین مل گیا وقار رئیس — کر لیے سلب اختیار رئیس

ایک کونسل کا انتظام ہوا — اُس کی تفویض اہتمام ہوا

جسقدر تھے رفیق اور یاور — سب نکالے گئے وہ چن چن کر

ہوش نواب کو اب آنے لگا — اک معین رقم وہ پانے لگا

لائی جو چاٹ تھی کلیم کو یان — اب نہ اُسکا رہا تھا نام و نشان

نہ کھلا تھا ابھی یہ اس پر بھید — پہنچا دربار تک بقصد اُمید

اسکے دل کو یہی تھا بس ارمان — ہونگے سب جمع بانکے ٹہرے جوان

پڑ گئی رشتہ امید مین ڈھیل — وان نظر آئے اسکو ایشیائین

مولوی بیٹھے دے رہے ہین سبق — ہوتے ہین حل جو مسئلے ہین ادق

دلمین اپنے کلیم کو تھا عجب — ہے یہ دربار یا کوئی مکتب

دیکھکر یہ بجا رہے نہ حواس — ہو گئی مغلوب امید غالب یاس

کرکے اک پیر مرد کو مجرا — یہ ادب سے قریب بیٹھ گیا

لفظ مجرا کلیم سے سنکے — ہوئے اُس مولوی کے کان کھڑے

عینک آنکھوں سے اپنی کرکے جدا — غور سے منہ کلیم کا دیکھا

مجرے کا یہ دیا جواب سخن — کہ علیک السلام مشفق من

مولوی صاحب — **کلیم**

اتفاق آنے کا کہاں سے ہوا — شہر دلی سے ہو چلا آتا

سب یقین سے نکل گئے فرزانہ ہی۔

مولوی صاحب

وجہ تشریف آوری حضرت

کلیم

امتحان مقدر و قسمت

مولوی صاحب

کیجئے ظاہر اپنا علم و عمل

کلیم

وصف مدح و ثنائی اہل دول

مولوی صاحب

کلیم

بہر غرض مدعا سبب غایت | بہر تحصیل دولت و ثروت
پیر مرد بزرگ نے آخر | وان کے حالات سب کیئے ظاہر
بولا نواب محض ہیں لاشئی | اب تو جو کچھ ہے صدر اعظم ہے
صدر اعظم نہ دے اجازت اگر | غیر ممکن رئیس تک ہی گذر

کلیم

صدر اعظم ہیں جو بلند مکان | کہئے اجلاس کرتے ہیں وہ کہان

مولوی صاحب

سامنے ہے جو وہ بڑا دالان | جلوہ فرما وہین ہین وہ ذیشان
وان سے با والت امید و بیم | صدر اعظم کے پاس آیا کلیم
کرتے تھے وہ مقدمہ فیصل | ہو رہا تھا مناسخہ کا عمل
دعوے تھا وہ کسی کے ترکہ کا | کچھ فرائض کا اسن تھا جھگڑا
دیکھتے ہی کلیم کی صورت | بولے کہ وہ بیٹھ جائے حضرت
خون انصاف ہو نہ تھا پر خبر | کام کر لون تو بات کرتا ہون
کر چکے طے مقدمہ کو جب | یون مخاطب ہوئے کلیم سے تب

۵۔ احبان دولت ست۔ بیکار محض ست۔ مدار المہام وزیر ست۔ عمل حسابی شرعی تقسیم
ترکہ مورث ... جو شرعاً ترکہ میں وارثوں کا مقرر ہے۔

صدر اعظم

کہئے ہان نمایت آپکی کیا ہے ۔۔۔ وجہ تشریف آوری کیا ہے

کلیم

ہون غریب الوطن[۱] مین بندہ نواز ۔۔۔ گشتۂ خرچ شعبدہ پرداز

جو یہان والیٔ ریاست ہے ۔۔۔ اُسکی جود و سخا کی شہرت ہے

شہرۂ فیض عام سن سنکر ۔۔۔ نکل آیا حضور مین بھی ادہر

نہین اظہار حال کی حاجت ۔۔۔ میری صورت سوال ہے حضرت

صدر اعظم

مین نے مانا سخا و بخشش و جود ۔۔۔ گو کہ ہے وصف نیک اور محمود

شرط ہے اعتدال[۲] پر حضرت ۔۔۔ اس ریاست کی دیکھیے حالت

قرض کا بار حد سے بڑھ گیا جب ۔۔۔ منتزع[۳] اختیار ہوگئے سب

کلیم

ہین کوئی سائل خزینہ نہین ۔۔۔ ہین کوئی طالب دفینہ نہین

صدف ایک قطرہ لیتی ہے یم[۴] سے ۔۔۔ پیاس بجھتی ہے گل کی شبنم سے

صدر اعظم

گو عبث ہے رئیس سے اُمید ۔۔۔ پر ہے درپیش انتظام جدید

ہان یہ سمجھون اگر مین اے حضرت ۔۔۔ آپ کر سکتے ہین کوئی خدمت

تو کمیٹی مین مین کرون تحریک ۔۔۔ ہان لین کیا عجب ہو گر تحریک

عہدے خالی ہین اور بھی کم و بیش ۔۔۔ فوج کا انتظام ہے درپیش

۱ مسافر ۲ کم ۳ باہم ۴ چھن گئے ۵ دریا۔

کلیم

رکھیں چندے حضور اپنے پاس ۔ منکشف تا ہو آگے بلند اساس
بے ہنر ہوں کہ ہوں میں اہل ہنر ۔ کہوں اپنی زبان سے کیونکر
ہوگا جو کچھ پھر اسکے بعد ارشاد ۔ وہ بجا لائے گا یہ خانہ زاد

صدر اعظم

اس ریاست کی یہ ہے اب حالت ۔ نہیں کوئی جگہ بلا خدمت
مجھ سے کہئے کہ ہے وہ کونسا کام ۔ آپ وہ لیسکتے ہیں جسے انجام

کلیم

کون مجھسا ہے اے نکو کردار ۔ شاعر خوش بیان خوش گفتار

صدر اعظم

جب سے جاری ہے یہ جدید آئین ۔ خدمت اب کوئی شاعری کی نہیں

کلیم

گر سخن گو نہیں تو اے حضرت ۔ سلطنت ہے عروس بے زینت

صدر اعظم

خیر جو کچھ کریں اب آپ خیال ۔ کہدیا میں نے تھا یہاں کا جو حال

کلیم

خود ہی لیکن حضور کیا کم ہیں ۔ آپ بھی تو وزیر اعظم ہیں

صدر اعظم

اک فقط نام کا وزیر ہوں میں ۔ ورنہ ایک ذرہ حقیر ہوں میں

کلیم

کسر نفسی کا ہے یہ سب اظہار ۔ کم نہیں ہے کچھ آپ کی سرکار

ایسے دربار میں پھر اے حضرت — ایک شاعر کی کیا نہیں ہے کھپت
آپ کو یہ اگر ہا نہیں منظور — کیجیے خیبر فوج میں معمور

صدر اعظم

عذر اس میں نہیں ہے مجکو مگر — آپ مانیں میری صلاح اگر
تو میں یہ رائے دے نہیں سکتا — مفت الزام لے نہیں سکتا
بعض سلطے جو مستقر ہیں دور — سلطے ہیں وہیں اسلیے وہ مغرور
ابتک اُنسے بغیر جنگ و جدال — نہیں ملتی ہے قسط آخر سال
یہ حکومت کے ضعف کا ہے سبب — مانتا ہے کوئی رئیس کو کب

کلیم

ٹھیک ارشاد آپکا ہے حضور — پر ضرورت ہے جیسے لشکر مجبور

صدر اعظم

اک جگہ اور اہل مدکی ہے — جسکی ہے ماہوار بیس روپے
عافیت آتی ہے اسی میں نظر — ہیں یہ بیس اُس پچاس سے بہتر

کلیم

گو نوازش یہ آپکی ہے ضرور — لیکن اسمیں بسر نہو گی حضور

صدر اعظم

کرتا ہوں پھر تمام یہ حجت — ہے خطرناک فوج کی خدمت
نکر کیجیے کا آخر کار — آپ ہیں اپنے فعل کے مختار
پھر کمیٹی کا انعقاد ہوا — مسئلہ طے یہ بامراد ہوا
مخمصے میں پڑی کلیم کی جان — کہ وہ اُس فوج کا ہوا کپتان

چھ مہینے مزے اور اڑاتا پھرا
ایک ہاکر تھا زور آور سنگھ
وقت پر کی نہ اوسنے قسط ادا
اُسکی سرکوبیکو صورت موج
اسی لشکر مین تھا غریب کلیم
وان جو پہونچی یہ فوج آخر کار
منچلا پن تھا کچھ طبیعت کا
پہلے ہی حملہ مین ہوا مجروح
گھٹنے کی چپنی پر پڑی گولی
لیکے لوگ اُسے پلٹ آئے
دیکھکر ڈاکٹر نے زخم بہ غور
متحمل نہ اس تعب کا ہوا
ناامیدی کا ابر چھانے لگا
گھٹتی جاتی تھی ہر گھڑی طاقت
پاؤن کی طرح پھر بحالت یاس
صدر اعظم کی رائے یہ ہوئی تب
فوراً اُس رحم دل نے تا دہلی
دولت آباد سے بحال سقیم
اُسکی ڈولی کہارون نے لاکر
ضعف سے غش مین تھا بحالت زار

گھوڑے کو شہر مین کوداتا پھرا
اور بجا ور تھا زور آور سنگھ
جب تقاضا ہوا بگڑ بیٹھا
دولت آباد سے روان ہوئی فوج
بخت برگشتہ بدنصیب کلیم
ہوگیا گرم جنگ کا بازار
کچھ خیال اپنے فرض خدمت کا
مضطرب ہوگئی کلیم کی روح
ران کی جڑ تک وہ چیر گئی
فوج کی اسپتال مین لائے
کر دیا قطع ٹانگ کو فی الفور
کہ پلا تھا کلیم نازون کا
زخم بگڑا بخار آنے لگا
بس بگڑتی ہی جاتی تھی حالت
ہوگئی قطع زندگی سے بھی آس
کہ وطن اس کو بھیجدیجئے اب
بس کہارون کی ڈاک بٹھلادی
یونہین اپنے وطن مین آیا کلیم
جب اُتاری تفحص کے در پر
ٹپک رہا تھا بدن چڑھا تھا بخار

سلا۔ سر کھلنا

محو طاعت تھا باپ تختی پر ۔۔۔ ہو گئی پہلے اسی سے ماںکو خبر
دل تڑپنے لگا ہوئی بیتاب ۔۔۔ کوٹھہ پکڑے اٹھی بحال خراب
مستعد فرط غم سے تھی مضطر ۔۔۔ نکل آئی وہ پردہ سے باہر
کسی ماں کو نہ یہ دکھائے خدا ۔۔۔ اس نے دیکھا جو حال بیٹے کا
ضعف سے لب پہ جان آئی تھی ۔۔۔ مردنی چہرہ پر تھی چھائی ہوئی
کئے ماں نے بلک بلک کے جو بین ۔۔۔ تھے وہ نالے کہ دل نکالا اُدھر گیا طنین
کسطرح ہو وہ بیان غم ہو رقم ۔۔۔ فرط ماتم سے سینہ شق ہے قلم
درد فریاد نیرا اثر مین تھا ۔۔۔ حشر برپا محلہ بھر مین تھا
سنکے یہ گریہ و بکا کی صدا ۔۔۔ گو کہ دل مین نصوح کھٹکا تھا
اسقدر مستقل مزاج تھا پر ۔۔۔ کہ رہا محو طاعت داور
کر چکا جب نماز کو اپنی تمام ۔۔۔ اُترا کوٹھے سے تب وہ نیک انجام
دیکھکر اپنے بیٹے کا یہ حال ۔۔۔ چھا گیا دل پہ ابر رنج و ملال
فرط غم سے مبرا جو بھتا ہو ۔۔۔ گر پڑے ٹپ ٹپ آنکھ سے آنسو
بولتا چالتا نہ تھا یہ مگر ۔۔۔ چہرے پر بیٹے کی جمی تھی نظر
یونہین ساکت وہ پر ملال رہا ۔۔۔ آدھ گھنٹہ تلک یہ حال رہا
صبر سے پھر تو اُسنے کام لیا ۔۔۔ پونچھکر اشک دلکو تھام لیا
بولا بی بی سے تب وہ اہل یقین ۔۔۔ تمکو مانع مین رنج و غم سے نہین
مقتضائے طبیعت انسان ۔۔۔ ہے تمہارا ملال بے پایان
پر وفور الم سے ہے مجھے ڈر ۔۔۔ نہ کہین سیئے کفر ہو منجر[1]
جو خیالات غم مین آتے ہین ۔۔۔ حق معبود کو بھلاتے ہین

[1] ڈہل جائے

ہائے یہ کچھ نئی مصیبت ہے
کیا نرالی کوئی یہ آفت ہے

ہیں تو ایمان و دین پہ اس سے سوا
ہو چکیں نازل مصیبتیں کیا کیا

بند ہو گیا کسی میں کسی کا گلا
اور آرا کسی کے سر پہ چلا

کہیں آفت یہ چرخ نے ڈالی
ہو گیا دوپہر میں گھر خالی

کہیں دو دن والا نوجوان پسر
مر گیا برچھی کھا کے سینہ پر

جیتے جی بے زبان بچہ یہ صغیر
ہوا ہاتھوں پہ تیر کھا کے اخیر

یوں کوئی تشنہ لب شہید ہوا
حلق پر تیغ لب پہ شکر خدا

کنبہ کے ساتھ کوئی غیرت دار
قید ہو کر گیا سر دربار

ان بلاؤں پہ بھی خدا ہے علیم
پیش حق خم رہا سر تسلیم

صبر کے ساتھ غم تم ملال کرو
غم میں بھی شکر ذو الجلال کرو

تھا کلام نصوح سنجیدہ
متاثر ہوئی یہ فہمیدہ

پونچھ کر اشک آنکھ سے فورن
سیدھی ہو بیٹھی وہ اسیر محن

پھر یہ ہونے لگی صلاح باہم
فکر کیا ہو علاج کی اس دم

نصوح

میں تمہاری بھی رائے گر پاؤں
ڈاکٹر خانہ اس کو لیجاؤں

اب یہی اس کے حق میں بہتر ہے
ڈاکٹر کے رہے جو پیش نظر

فہمیدہ

تم تو کر لوگے اپنے دل پر جبر
مجھ سے بے دیکھے ہوگا کیونکر صبر

ڈاکٹر ہیں یہاں بھی آسکتے
تم انہیں روز ہو بلا سکتے

نصوح

ہے تمہاری یہی صلاح اگر
لیچلو جلد اسے نعیمہ کے گھر

کہ وہاں اتنی تو سہولت ہے — ڈاکٹر خانہ سے تو قربت ہے

بات فہمیدہ کو بھی یہ بھائی — یہ صلاح اُسکو بھی پسند آئی

سب کے سب پھر کلیم کو لیکر — گئی روتی ہوئی نعیمہ کے گھر

لڑکے ماں سے نعیمہ ہو گا یاد — خالہ کے گھر گئی تھی وہ ناشاد

ایک عرصہ تلک وہاں رہکر — صحبت نیک کا ہوا تھا اثر

اُسکے ماں باپ بھی تھے اس سے شاد — فضل حق سے ہوا تھا گھر آباد

اب کوئی دُکھ نہ رنج سہتی تھی — اپنی سسرال میں یہ رہتی تھی

آ گیا تذکرہ نعیمہ کا یاں — اب مفصل سناؤں اسکا بیان

فصل دوازدہم

نعیمہ خالہ کے یہاں رہکر خود بخود درست ہوگئی اُس نے اپنے ماں باپ سے اپنی خطا معاف کرائی اور خدا نے اُس کا مدتوں کا اُجڑا گھر آباد کیا۔ کلیم نے بہن کے گھر وفات پائی قصہ کا خاتمہ

پہنچی جس دم نعیمہ خالہ کے گھر — اور ڈولی سے اُتری وہ مضطر

دیکھکر خالہ جان کی صورت — بھوں بھوں رونے لگی وہ بد خصلت

خالہ نے اسکو روتے دیکھا جب — ہوا اُس رحم دل کو سخت عجب

اُسکی عادات پر گئی جو نظر — سمجھی آئی ہے ماں سے یہ لڑکر

دوڑکر بھانجی کو پھر اک بار — خوب لپٹا کے سینہ سے کیا پیار

اور سمجھایا یون کہ اے ریحان ہو خدا رکھے ایک بیٹی کی مان
تمکو زیبا نہین ہے اب رونا اور بے وجہ بے سبب رونا
کیا کہے گا کوئی سنے گا اگر مفت ہلکان ہو نہ رو رو کر
بس کرو اب تو کبریا کیلئے جی بہلاؤ ذرا خدا کے لئے

نغیمہ

واہ بچہ نہین مرا رونا مجکو مان نے بجھٹا مارا

خالہ

کسکو مان باپ کی نصیب ہے مار مارتے بھی ہین کرتے بھی ہین پیار
خوب یاد آیا اُن کو بخشے خدا نانی ہت چھیٹ تمہاری تھین جنجا
دلکو ہوتا ہے اس خیال سے غم اب ترستے ہین اُنکی مار کو ہم
نہین آتا تمہین خیال اسکا ہوش مین آؤ ہے ملال اسکا
ننھا بچہ تمہارا دیکھو اُدہر ہنس رہے ہے تمہارے رونے پر

بچہ کیطرف مخاطب ہوکر

دیکھتی ہو بڑے میان دیکھو اپنی امان کو تم ذرا سمجھاؤ

بچہ

مار کر ہاتھ پاؤن ہون ہون ہیان گود سے پھر ہمک کے آغون غون

خالہ

بولی بچہ کو گود مین لے کے آغون آغون لگاؤ تم بیٹھے
الغرض عقلمند تھی خالہ رونے کو یون نغیمہ کے ٹالا
کچھ دنون تو رہی نغیمہ ملول پھر وہ رنج وملال سب گئی بھول
خالہ نے بہا بجی سے گو اسدم کی نہ دریافت وجہ گریہ وغم

باتوں باتوں میں بعد ازاں آگئے
پوچھ لی ساری داستاں اُسنے

جب یہ اسنے سنا ہیں کے یہاں
دین کی پابند ہونگے میں سامان

جسقدر خوش ہوئی یہ نیک سیر
وہ خوشی ہے بیان سے باہر

قصد اسنے یہ کرلیا فورن
گوکہ پہنچیں مجھے ہزار محن

لاؤں اسکو نہ راہ پر جبتک
گھر میں رکھوں نعیمہ کو تب تک

کارگر خود ہی ہو گئی تدبیر
سچ ہے صحبت میں ہے بڑی تاثیر

آپ ہی راہ پر وہ آنے لگی
دل میں نیکی کی خو سمانے لگی

کچھ زمانہ تلک تو خالہ کا گھر
نئی دنیا اک اس کو آیا نظر

متنفر تھی ماں کی حالت سے
دیکھتی تھی بڑی حقارت سے

رنگ پر صحبت اسکو لاتی تھی
آپ مانوس ہوتی جاتی تھی

دل سے پھر گرد عیب ہٹنے لگی
نیک و بد میں تمیز ہونے لگی

کھل گیا اسپر اب کہ بیدینی
زندگی اک ہے بے سہارے کی

جس طرح سے شتر بغیر مہار
بے عنان جیسے اسپ خوش رفتار

جیسے ملاح کے بغیر ناؤ
یا ہو بے آئینہ کے جیسے بناؤ

کوئی عورت ہو جیسے بے شوہر
بے پدر کے ہو جسطرح سے پسر

بے سوئی کے ہو جسطرح سے گھڑی
یا انگوٹھی ہو بے نگینے کی

جس طرح سے ہو عطر بے خوشبو
یا ہو بے قلب جس طرح پہلو

جس طرح سے بے امید کے دل زار
جس طرح سے بے طبیب کے بیمار

جس طرح آفتاب ہو بے نور
بے ستاروں کے ہو شب دیجور

بس اگر دین کا نہ ہو جلوا
ہیچ ہے زندگانی دنیا

جب نعیمہ کو عادت اسکی تھی
کہ وہ ہر دن سحر سے اُٹھتی تھی

یاں کے بوڑھے جواں اور لڑکے
ہو کے فارغ ضرورتوں سے تمام
اٹھنا گھر بھر کا وہ سویرے سے
یاں جو ہوتی تھی روز یوں کھٹ پٹ
یہ بھی اب اس کی ہو گئی خوگر
غیر ممکن تھا یہ کہ اب اس کو
کیونکہ یہ دیکھتی ہے اپنی گت
سخت انجمن میں انتشار ہے
اور ہیں سارے لوگ صاف و پاک
حق کی درگاہ میں ہیں سربسجود
مانگتی ہیں یہ ہاتھ اٹھا کر دعا
رزق میں دے ہماری تو برکت
جو کہ بیمار ہیں وہ پائیں شفا
رہزنوں سے مسافروں کو امان
ہے جہاں قحط واں ہو ارزانی
دے تو مایوسوں کو امید
مفلسوں کو ہو صبر کی دولت
لاولد جو ہیں ہے انہیں اولاد
علم جاہل کو عالموں کو عمل
رہیں محکوم وقت خرم و شاد
دور افلاس و رنج و عشرت ہو

سو کے اٹھتے تھے سب کے سب تڑکے
کرتے تھے طاعت خدا انام
اور چل پھر وہ منہ اندھیرے سے
جایا کرتی تھی اسکی نیند اچٹ
اٹھتی تھی سب کے ساتھ وقت سحر
کچھ تغیر نہ اپنے حال پہ ہو
بچے سوتے گو ہیں ہو لت پت
مضمحل نیند کے خمار میں ہے
چاق چوبند چست اور چالاک
کرتے ہیں شکر ایزد معبود
اے خداوند برتر و اعلیٰ
نہ کسی سے ہو جز ترے حاجت
جو ہیں زندان میں قید سے ہوں رہا
رہزنوں کو ہدایت ایمان
کر عطا تشنہ کاموں کو پانی
کامیابی کے بیکسوں کو نوید
ہوں سخی جو ہیں صاحب دولت
نامراد اپنے دل کی پائیں مراد
پائیں زہاد اپنے زہد کا پھل
پائیں توفیق خیر و عدل و داد
ملک آباد خوش رعیت ہو

اپنے بیگانے دوست دشمن غیر
ہوئے معبود کل جہان کی خیر

دیکھکر زندگی کے ایسے طور
متنبہ ہوئی نعیمہ اور

ہوے سارے خیال آپسے آپ
ہوئی اصلاح حال آپسے آپ

اور ہی کچھ اب اسکے دلمین ٹھنی
کچھ دونون مین خدا پرست بنی

آئین دل سے اُسے یہ باتین پسند
ہوئی صوم و صلوات کی پابند

خود بخود سب سے اب وہ کرنے لگی
انکسار و تواضع و نیکی

آگئی اُس مین اب ملنساری
نیک خوئے و نیک اطواری

گو نعیمہ نہ ایسی ویسی تھی
ایک آسودہ گھر کی لڑکی تھی

عمر کاٹی تھی عیش و عشرت مین
اور پلی تھی وہ ناز و نعمت مین

اپنے مان باپ کی وہ تھی پیاری
کرتے تھے اُسکی ناز برداری

عادتون سے پر اپنی پھر وہ دم
رہتی تھی مبتلائے رنج و الم

ہوتی دق تھوڑی سی مصیبت مین
کہ نہ برداشت تھی طبیعت مین

کسی نوکر نے کچھ کیا جو نہ کام
ایک آفت تھی صبح سے تا شام

کچھ ذرا سا ہوا جو درد سر
پھر تو سر پر اٹھا لیا سب گھر

دین و ایمان کا جب خیال آیا
عافیت کا مزا ابھی جب پایا

اب نہ غصہ مین ہوتی تھی حیران
قلب کو اسکی تھا اک اطمینان

کچھ نہ تھی اسکے دلکو اب ایذا
باپ اور مان کی تھا خوشی کے سوا

تاب وہ اس کی لا نہ سکتی تھی
کانٹے کی طرح یہ کھٹکتی تھی

ہوئی دلکو اک اسکے یہ شادی
نکلے یون شکل خانہ آبادی

کہ نعیمہ کا جو کہ تھا شوہر
اہل ایمان تھا وہ خجستہ سیر

اور نعیمہ سی زوجہ پائی تھی
جو تھی جب مبتلائے بد دینی

عاشق زار گو وہ اس کا تھا / حسن و صورت پر اسکی شیدا تھا

اختلاف عقاید و عادت / ہوا کرتا تھا مانع الفت

ساس نندوں نے دیکھ کے یہ ڈھنگ / پائی تھی ناموافقت کا رنگ

کیا مجبور اس کو آخر کار / گھر میں رہنا بھی کر دیا دشوار

اب سنو اتفاق ہے یہ عجیب / اسکے سسرال میں تھی کچھ تقریب

رنگ کچھ اور آسمان لایا / کہ بلاوا نعیمہ کا آیا

دور ہونے کو تھے جو رنج و ملال / گئی خالہ کے گھر سے یہ سسرال

عورتیں جتنی آئیں تھیں یہاں / رہیں مشغول ناچ رنگ میں وان

اک طرف اس مذاق میں شب بھر / کی وہاں اور عورتوں نے بسر

اسطرف تھا نعیمہ کا یہ حال / پڑھکے مغرب عشا یہ نیک خصال

حسب عادت موافق معمول / یہ وظائف میں ہو گئی مشغول

اور ادھر آدھی رات گزری جب / باندھلی نیت نماز شب

سنی شوہر نے اسکی جب حالت / شاد و فرحان ہوا بے غایت

دم محبت کا اسکی بھرنے لگا / پیار بے انتہا وہ کرنے لگا

ذکر یہ رہگیا کہ اسکی ماں / سمدھیانے میں آئی تھی یہاں

دیکھ کر اس کا حال دینداری / اسپہ بیحد ہوئی خوشی طاری

اسکے پچھلے قصور کرکے معاف / گلے لپٹا کے دلکو کر لیا صاف

گھر سے شادی کے شادماں ہو کر / لائی بیٹی کو ماں پھر اپنے گھر

باپ نے بھی معاف کر کے خطا / کی نعیمہ کے حق میں دل سے دعا

دوسرے دن سویرے اسکا میاں / ہوا موجود ڈولی لیکے یہاں

۵ بعد نماز جو دعائیں تسبیحات پڑھی جاتی ہیں۔

آئی سسرال پھر یہ خرم و شاد — کیا خالق نے اسکا گھر آباد
دلہی جواب کرنے لگین — ساس نندین دم اسکا بھرنے لگین
اپنے گھر مین نعیمہ کو آئے — دو مہینہ ابھی نہ گزرے تھے
ہوئے زخمی بحال زار نعیم — آیا سسرال مین بہن سے کلیم
دیکھ کر اپنے بھائی کا یہ حال — ہوا ماں جائی کو کمال ملال
دوڑ ہیر لے گئے برائے علاج — نہ ہوا پر درست اس کا مزاج
ہوئے جراح و ڈاکٹر مجبور — زخم سڑ سڑ کے پھٹ گئے ناسور
کبھی دو اک گھڑی کو آتا تھا ہوش — ورنہ رہتا تھا غش سے ہم آغوش
بڑھ گیا ضعف گھٹ گئی طاقت — ہوئی پوری حیات کی مدت
ایک دن قبل اپنے مرنیکے — دار فانی سے کوچ کرنیکے
دفعتاً کچھ بدل گئی حالت — بات کرنے کی آگئی طاقت
چلپائی پہ خود سے اٹھ بیٹھا — باتین بھی ماں بہن سے کرنے لگا
ماں سے کہکر پلاؤ پکوایا — خوب جی بھر کے اُسنے پھر کھایا
دولت آباد کی بھی حالت تب — اپنی ماں بہنوں سے بیان کی سب
پوچھا گھر بھر کو پھر بحالت زار — کیا اک اک کا حال استفسار
اپنے افعال کا پھر آیا خیال — ہوا اتنا تاسف اور ملال
اشک حسرت سے اس نے منہ دھویا — آگیا غش وہ اس قدر رویا
بعد دم بھر کے ہوش آیا جب — بولا وہ غمزدہ یہ ماں سے تب
غیر معمولی آج کی حالت — تھی مگر میری آخری طاقت
حسرت دنیا کی جی مین نہین — خون باقی مرے بدن مین نہین
مغز تک بلکہ میری ہڈیون کا — ہو گیا ہے گھل گھل کے فنا

[illegible] سب
اس [illegible] ہو [illegible] مین جانبر
جیسے گذری یہ زندگی قبیح
پھر بھی دلکو مرے تشفی ہے
دل اس سے ہے مجکو اطمینان
فاسف بھی ہون خجل بھی ہون
دوسرے مین وہ لوگ بیخبر قریب
موت ایسی جگہ نہین آئی
جیسے فالبا مری حالت
مانتا ہون اسے کہ مین اصلا
ہیٹرے آخر کو پردہ اس قابل
اپنے پس ماندگان کے بھی امید
ہنین مجھو آرزو اب اسکے سوا
کہکے یہ زار زار رونے لگا
اسقدر غم کی تھی کہان طاقت
پھر گئین آنکھین جان دینے لگا
رونے کا شور جو اٹھا گھر سے
عورتون کو ہٹا کے اسنے کہا
بیٹھ کر اپنے بیٹے کی بالین
رو بہ قبلہ لٹا کے اوسکو پھر

میرے دلکو مگر یقین ہین اب
جلد درپیش ہے عدم کا سفر
موت کو اسپہ دیتا ہون ترجیح
تین باتون سے اک تسلی ہے
ہوکے تائب جو جیتا ہون مین جان
اور پشیمان بھی منفعل بھی ہون
جو کہ ہین مونس و انیس و حبیب
تھی جہان غربت اور تنہائی
ہوگی سب کو نہ عبرت
مستفید اپنی زیست سے ہوا
سیہ اور ورون کو فائدہ حاصل
من نکردم شما حذر بکنید
باپ اپنے بخشوالون خطا
کشتی عمر کو ڈبونے لگا
سانس اکھڑی بدل گئی حالت
ہچکیان موت کی وہ لینے لگا
اندر آیا [illegible] ج [illegible]
چاہئے صبر اجر دیگا خدا
وہ لگا پڑھنے سورۂ یٰسین
کلمہ پڑھ دیا دم [illegible]

اور ٹیکایا حلق میں شربت
کھینچے موت سے ہوئی راحت

ہوا شربت سے کچھ افاقہ ذرا
کھولکر آنکھ باپ کو دیکھا

جوڑ کر دونو ہاتھ سوئے پدر
کر گیا اس جہان سے وہ سفر

اب ہے کے صحت کلیم اگر پاتا
سبقت اور سب پہ لیجاتا

تجربہ قیمتی یہ اسکا تھا
وہ مصیبت اٹھا کے سیکھا تھا

جس طرح سے ہوا کلیم تمام
اس طرح سب کا ہو بخیر انجام

مرگیا یوں جو نوجوان کلیم
ہوا گھر بھر میں انقلاب عظیم

عمر بھر گر کریں یہ غم تو ہے کم
گر پڑا باپ ماں پہ کوہِ الم

تیرہ و تار تھا جہان اُن کو
زندہ درگور ہو گئے دونو

عیش بہنوں کا سوتے جی لوٹا
بھائیوں کا تو بازو ہے ٹوٹا

بہنوں کا سر پرست سے اُٹھا
پھٹ پڑا اک آسمان غم کا

بہ تقاضائے حکم رب جلیل
کیا لیکن سبھوں نے صبر جمیل

اسکا مرنا بھی اک نصیحت تھی
کہ قیامت کی سبکو عبرت تھی

مرگیا جب کلیم نیک انجام
ہوئی کوشش نصوح کی بھی تمام

کیونکہ تھے سب جو چھوٹے اور بڑے
وہ تو سب ہی درست ہو ہی چکے

مطمئن تھا نصوح نیک اساس
کرچکا تھا علیم بی اے پاس

آئے تھے گو باشتیاق تمام
سعد و ملازمت کے پیام

چاہتا تھا جو نصح قوم علیم
اسکو بھاتا تھا صیغہ تعلیم

سنو حال سلیم نیک سیر
ہوا حاذق طبیب یہ پڑھکر

گذرے دہلی میں جسقدر ہیں حکیم
کرتے ہیں اسکے نام کی تعظیم

اب حمیدہ کا حال باقی ہے
اک وہی خوش خصال باقی ہے

علم کے ساتھ اُسکی عمر بڑہی ‌ ‌ ‌ حفظ قرآن کیا حدیث پڑہی

نہین کچھ جھوٹ اسمین سچ ہے یہ بات ‌ ‌ ‌ شہر مین جسقدر ہین مستورات

علم کا ان مین کچھ جو چرچا ہے ‌ ‌ ‌ بی حمیدہ کا سب وہ صدقا ہے

تمت

تمام شد

قطعہ منظوم بر تقریظ و تاریخ سال تصنیف مثنوی معاد آخرت

مصنفہ جناب مستطاب العالم البار مولوی السید محمد غلام حیدر صاحب فاضل زاد فضلہ وکیل ہائی کورٹ سرکار نظام حیدرآباد دکن سلمہ

بسمہ تعالیٰ

خوشا عہد لطف مسرت فزا ‌ ‌ ‌ کہ معدوم ہین رند خوش پارسا

ضلالت کا ادھا عمل ہو گئے [?] ‌ ‌ ‌ ہدایت کا دنیا میں ڈنکا بجا

چمن میں عبادت کی آئی بہار ‌ ‌ ‌ شگفتہ گلِ دین و ایمان ہوا

بر آئی مراد دل مومنین ‌ ‌ ‌ ہوا باغِ وعظ و نصیحت ہرا

گناہوں میں جو کر رہے ہیں بسر ‌ ‌ ‌ معاصی میں رہتے ہین جو مبتلا

ہمیشہ ہیں مشغولِ فسق و فجور ‌ ‌ ‌ گنہ پر گنہ کرتے ہیں جو سدا

مطیع رسولؐ و آئمہؑ نہیں ‌ ‌ ‌ نہ کرتے ہین تعمیلِ حکم خدا

نماز اور روزے کی جو بے شعور ‌ ‌ ‌ نہیں کرتے پروا کبھی کچھ ذرا

کبھی عمر بھر دی نہ خمس و زکواۃ ‌ ‌ ‌ سمجھتے رہے اوسکو جبر خدا

تمرد یہ شیطان ملعون کا تھا ‌ ‌ ‌ کہ آدمؑ کو اوس نے نہ سجدہ کیا

گرا جو آدم مجھے ایسے بھی ہین [?] ‌ ‌ ‌ نہ سر سجدہ حق مین جھکا جھکا

اگر وہ جیسے کچھ تو یہ بہ عمل [?] ‌ ‌ ‌ ہین شیطان ملعون سے بھی کچھ بُرا

مسلمان ہیں فقط نام کے
کوئی چیز اخلاق و مذہب نہیں
تاسی کفار پر ناز ہے
تنفر ہے تہذیب اسلام سے
کبھی حاضری ہو کلب کی نہ ترک
رہا کفر و اسلام میں کچھ نہ فرق
مسلمانوں کے اس مرض کا علاج
کتابیں نصیحت کی تصنیف ہوں
زبان و قلم سے جو کچھ ہو سکے
تو وہ کریں صاحبان شعور
رہ راست کی رہنمائی کریں
تخلص فروغ اسم امیر حسن
نہایت ہیں خوش فکر نازک خیال
کہوں گر میں فردوسی عصر او نہیں
عروج اونکو کیوں شاعروں میں نہو
انہیں کی یہ تصنیف ہے مثنوی
ہے بحر لطافت اگر اسکی نظم
منقبت میں جیسی یہ ہے مثنوی
کیا ہے عجب نیک کام آپنے
رہ راست سے جو کہ گمراہ ہیں
گناہوں سے تائب وہ ہو جائینگے
کریں گے شب و روز اسکو پڑھا سب
یعنی اسکی تصنیف کی جب خبر

نہیں ان میں پرتو کچھ اسلام کا
دماغوں میں یہ بھر گئی ہے ہوا
انہیں کی انہیں بھاتی ہے ہر ادا
شریعت کے احکام سے ہیں خفا
نماز ان کی ہر جا تو جا ہے قضا
دگرگوں یہ رنگ زمانہ ہوا
سمجھ میں نہیں آتا اسکے سوا
زمانہ یہ ہم سب سے ہے کہہ رہا
نصیحت کا حق کردیں ناصح ادا
ضرورت یہ لاحق ہے بے انتہا
جنہیں حق نے بخشا ہے فہم و ذکا
سخن سنج و ذی علم و مجد و علا
ذہانت کا لب لباب ہے خاتما
تعلی نہ ہوگی کچھ اس میں ذرا
کہ شاعر اونکے ہیں افصح و بلغا
نصیحت کا دریا ہے گویا بہا
تو مضمون ہیں گوہر بے بہا
نہیں اسکی ہو سکتی دل سے ثنا
خدا آپ کو دیگا اسکی جزا
انہیں ہوگی یہ مثنوی رہنما
نہوگی کبھی ان سے سرزد خطا
الو تب الی اللہ صبح و مسا
فاضل بکمال نے بھی [illegible] کہا

رقم سال تصنیف کر اس کا تو

عروس ہدایت سے زینت فزا

۱۳۲۶

مختصر فہرست کتب امامیہ جنرل بُک ایجنسی لاہور

محلہ لوہاری منڈی۔ کوچہ نانک پھلہ

حیات دبیرؒ ۔ جس میں حضرت دبیرؒ کے صحیح حالات ہیں۔ (۲) حضرت دبیرؒ کے معاصرین اہل علم و شعراء کے حالات (۳) کلام دبیرؒ کے مقابلہ میں کلام شعراء اور فارسی و عربی و طرز کلام بعض شعراء یورپ (۴) صنائع شاعری معلوم ہونے کی ضرورت۔ (۵) ہر قسم سلیس و فصیح و دقیق و بلیغ و سہل ممتنع نظم۔ (۶) مولوی شبلی صاحب کے اعتراضات مندرجہ موازنہ کی تردید۔ (۷) لکھنؤ کے شاہی زمانے کی مجالس کی کیفیت کا نظارہ (۸) ایشیائی شاعری کے ہر قسم کے نمونے۔ (۹) اردو زبان سے واقفیت غرض عجب دلچسپ کتاب ہے قیمت ولائتی کاغذ تین روپے (سے ر) - سیر امپوری کاغذ دو روپے آٹھ آنے (عہ ر)

تبصرۃ الایمان یعنی سوانحعمری جناب صاحب الامر علیہ السلام — اردو زبان جو مشتمل ہے بیان وجود و بجود جناب صاحب الامر علیہ السلام بہت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم و ائمہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خصوصاً ظہور جناب صاحب الامر علیہ السلام بہت بسط کے ساتھ کتب تواریخ عیسائیہ و براہمہ و اسلامیہ سے ثابت کیا ہے اور انجیل و توریت و زبور و وید میں سے تمام پیشینگوئیوں کی اصل عبارت بحوالہ نسخہ و سطر خوب مفصل لکھی ہیں اور تمام پیشینگوئیوں کے ترجمے بھی لکھ دیئے ہیں الحق یہ کتاب جس کے نام نامی سے خوبی مضامین کا پتہ چلتا ہے۔ ایسی زبردست و پُر زور تصنیف و تالیف ہے کہ جس کا مثل اس وقت تک دوسرا نہیں۔ اور تمام اعتراضات کا تسلی بخش و دندان شکن جواب دیا ہے۔ کتاب نہایت خوشخط ۲۰x۲۶ تقطیع ۵۰۰ صفحہ پر چھپ کر تیار ہے۔ قیمت اصل لاگت کے قریب ہے یعنی صرف ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ) رعائتی ایک روپیہ (عہ ر) •

تحقیق المتین اردو ترجمہ **حق الیقین** - یہ کتاب سرکار شریعت مدار علامہ ملا محمد باقر مجلسی اعلے اللہ مقامہ کی تصانیف سے ایک اعلےٰ درجہ کی تصنیف ہے - اس کتاب میں مجلسیؒ نے اصول دین اور ضروری مسائل شرعیہ کو قرآن و حدیث سے ایسے سہل طور پر ثابت کیا ہے کہ کم فہم آدمی بھی خوب سمجھ کر حق الیقین کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے - اس کتاب کا ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے - اس کے حجم کے مقابلہ میں قیمت کچھ بھی نہیں یعنی صرف عہ ضخامت ۸۶۴ صفحے - تقطیع ۲۶×۲۰

چشمہ نجات - کتاب "عین الحیات" کے نام سے تمام شیعی دنیا واقف ہے - در حقیقت یہ کتاب طالبان معرفت و عقبےٰ و واعظین و ذاکرین کی جان ہے - اس کتاب میں ہر ایک حال کے ساتھ تمثیلات قصص و حکایات دلچسپ لکھی ہیں - چونکہ یہ کتاب زبان فارسی میں تھی - لہذا اس کا اردو ترجمہ بنام "چشمہ نجات" نہائت خوشخط و صحیح چھپا گیا ہے - قیمت دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

تذکرہ ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ - جس میں علامہ موصوف کی زندگی کے تمام حالات از ولادت تا وفات درج ہیں - قیمت آٹھ آنے (۸)

کحل الانظار ترجمہ نور الابصار - یہ کتاب عربی زبان میں کمال تحقیق کے ساتھ آئیتہ فی العلمین جناب قبلہ مولوی سید محمد ابراہیم صاحب مجتہد اعلی اللہ مقامہ نے تصنیف فرمائی تھی - اس کتاب میں مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کا حال ہے - کتاب موصوف کا اردو ترجمہ کر کے نہائت کوشش سے چھپوایا ہے - قیمت ایک روپیہ (عہ)

طریقۃ الصلوٰۃ - جس میں جملہ واجب اور سنتی نمازوں کا طریق اور احکام کو سلیس و بامحاورہ اردو میں بیان کیا گیا ہے - قیمت دو آنے (۲)

تطبیق - اپنے رنگ کی نئی کتاب اردو زبان میں اصول دین و فروع دین کی تشریح کر کے ثابت کیا ہے - اس کا دیکھنے سے لطف آتا ہے قیمت چھ آنے (۶)